تحفۂ نصیر

شرح

نحو میر

افادات

حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل مدظلہ

استاذِ حدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

ترتیب وتعلیق

مفتی ضیاء الرحمٰن

سابق استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبۃ السعید

بالمقابل جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

Scanned with CamScanner

انتساب

استاد محترم جامع المعقول والمنقول

حضرت مولانا نصیر الحق دامت برکاتہم العالیہ

کے نام

جن کی شفقتیں اور مہربانیاں ہمہ وقت ساتھ رہیں اور جنہیں دنیا

"حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل"

کے نام سے جانتی ہے

ضیاء الرحمٰن

Scanned with CamScanner

فہرست مضامین

تقریظ ۶
حرفے چند ۷
مقدمہ کتاب ۹
ماضی بمعنی مضارع ۹
لفظ کی تعریف و تقسیم ۱۰
مفرد و مرکب ۱۰
اسم فعل کی تعریف .... ۱۰،۱۱
مضارع کے مختلف معانی ۱۱
حرف کی تعریف ۱۲
مرکب مفید ۱۲
جملہ اور کلام میں فرق ۱۳
جملہ خبریہ ۱۴
جملے کی اقسام ۱۴
حکم کا معنی ۱۵
جملہ خبریہ کی اقسام میں اختلاف ۱۶
جملہ انشائیہ ۱۷
جملہ انشائیہ کی علامات ۱۸
قسم کے متعلق مفید بحث ۲۰
مرکب غیر مفید کی اقسام ۲۲
مرکب غیر مفید جملے کا جز ہوتا ہے ۲۵
جملے کے لئے دو کلمات ضروری ہیں ۲۶
مطالعہ کا طریقہ ۲۶
علامات اسم ۲۷
اسم کی علامات کے متعلق مفید بحث ۲۷
تنوین کی اقسام ۲۸
تصغیر کی تعریف و اغراض ۲۹
فعل کی علامت کے متعلق مفید بحث ۳۱
علامات فعل ۳۲
علامات حرف ۳۲
معرب و مبنی ۳۳
مبنی کی چھ اقسام ۳۴
مشابہت کی چھ صورتیں ۳۵
ضمیر کی تعریف ۳۶
اسمائے اشارات ۴۲
اسمائے موصولہ: ۴۴
اسمائے افعال ۴۷
اسمائے اصوات ۵۰
اسمائے ظروف ۵۰
اسمائے کنایات ۵۲
مرکب بنائی ۵۳
معرفہ و نکرہ ۵۴
مذکر و مؤنث ۵۵
مفرد، تثنیہ و جمع ۵۹
اعراب کی سولہ اقسام ۶۳
غیر منصرف ۶۵
اعراب مضارع ۸۶

باب اول در حروف عاملہ

تعریف عامل اور اقسام ۸۸
بحث حروف جارہ ۸۹
حروف مشبہ بالفعل ۹۲
ما ولا مشبہ بلیس ۹۵
لائے نفی جنس ۹۶
حروف نداء ۱۰۰
حروف ناصبہ ۱۰۳
حروف جازمہ ۱۱۴

باب دوم در عمل افعال

مفعول مطلق ۱۲۳
مفعول فیہ ۱۲۴
مفعول معہ ۱۲۵
مفعول لہ ۱۲۶
حال ۱۲۷
تمیز ۱۳۱
مفعول بہ ۱۳۳
احکام فاعل ۱۳۳
فعل مجہول ۱۳۴
اقسام فعل متعدی ۱۳۵
افعال ناقصہ ۱۳۹
افعال مقاربہ ۱۴۳
افعال مدح وذم ۱۴۵
افعال تعجب ۱۴۹

باب سوم در عمل اسمائے عاملہ

اسمائے شرطیہ ۱۵۱
اسمائے افعال ۱۵۵
اسم فاعل ۱۵۶
اسم مفعول ۱۶۰
اسم مبالغہ ۱۶۱
صفت مشبہ ۱۶۳
اسم تفضیل ۱۶۳
مصدر ۱۶۶
اسم مضاف ۱۶۷
اسم تام ۱۶۹
اسمائے کنایہ ۱۷۱
عوامل معنوی ۱۷۳

بحث توابع

صفت ۱۷۶
تاکید ۱۸۰
بدل ۱۸۴
عطف بحرف ۱۸۷
عطف بیان ۱۸۸
حروف غیر عاملہ ۱۸۹
بحث مستثنیٰ ۲۰۰

Scanned with CamScanner

تقریظ

حضرت مولانا منظور احمد مینگل صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(استاد الحدیث جامعہ فاروقیہ، کراچی)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

زیر نظر کتاب دراصل دورۂ نحو کی تقریر ہے جسے طلبائے کرام اپنی سہولت کے لئے لکھ لیا کرتے۔ ہر سال ضبط کی گئی تقاریر میں مباحث کے اضافے وکمی کے ساتھ ضبط کرانے والے طالب علم کی استعداد کی وجہ سے کافی فرق آتا۔ مفتی ضیاء الرحمٰن صاحب نے بھی دورۂ نحو کے دوران نحو میر کی تقریر کو ضبط کیا اور اس سلسلے میں سابقہ کاپیوں سے بھی معاونت حاصل کی اور جا بجا نہایت عمدہ حواشی تحریر کئے۔ اگرچہ تصنیف اور تقریر میں کافی فرق ہوتا ہے۔ تصنیف میں مصنف خود تحریر کرتا ہے جب کہ تقریر میں ضبط کرنے والا اپنی استعداد کے موافق ضبط کرتا ہے جس میں کمی بیشی کا احتمال ہے۔

اپنی مصروفیات کی وجہ سے مکمل تقریر کو تو نہ دیکھ سکا، البتہ بعض جگہوں کو ملاحظہ کیا تو دل کافی خوش ہوا کہ مفتی صاحب نے تقریر وتصنیف کو یکجا کر کے علم نحو کے طالبین کے لئے ایک اچھی اور بہترین تحقیق فراہم کی۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مذکورہ تحقیق کو قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

منظور احمد مینگل

۸/رمضان المبارک/۱۴۲۸ھ

۲۰/ستمبر/۲۰۰۷ء

Scanned with CamScanner

حرفے چند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عند الامتحان یُکرمُ الرجلُ أو یُهانُ. امتحان عزت وذلت کی کسوٹی ہے۔ جس کے ذریعے کھرے کھوٹے کو پرکھا جاتا ہے۔ درسِ نظامی از اول تا آخر اسی کسوٹی پر مشتمل ہے: اسباق سنانا، عبارت صحیح انداز میں پڑھنا اور سمجھنا، کسی بھی فن کا کوئی بھی مسئلہ ہو اس میں عبارت کی تحلیل وتجزیہ اور معنیٰ مقصود تک رسائی صَرف ونحو کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی لئے صرف ونحو کو خاص اہمیت دی جاتی ہے اور کئی مدارس میں سالانہ تعطیلات کے دوران دورہ صرف ونحو کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔

صرف ونحو کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے اکابرینِ امت نے مختلف تعبیرات اختیار کی ہیں مثلاً: الصَّرفُ أمُّ العلومِ والنَّحوُ أبوها. صرف ونحو تمام علوم کے لئے بمنزلہ ماں باپ ہیں۔ یعنی جس طرح بغیر والدین اولاد کا تصور ممکن نہیں، اسی طرح صرف ونحو کے بغیر علومِ عربیہ کا حصول ناممکن ہے۔

النَّحوُ فی الکلام کالمِلحِ فی الطَّعَام. علوم میں نحو کا مقام ایسا ہے جیسے کھانے میں نمک۔ کھانا کتنی ہی محنت سے تیار کیا جائے اور ظاہراً عمدہ نظر آئے لیکن اگر اس میں نمک نہ ہو تو اسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے، ایسے ہی علومِ عربیہ نحو کے بغیر ناقص ہیں۔ دیگر زبانوں کی گرامر کی بنسبت عربی کی گرامر (صرف ونحو) کافی مشکل وپیچیدہ ہے، کیونکہ عربی جیسی وسعت کسی بھی زبان میں نہیں۔ ایک ہی اصل (مصدر) سے کئی صیغے نکلتے ہیں، پھر حروفِ اصلیہ میں حرفِ علت آجانے سے صیغوں کی شکل میں مستقل تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ علاوہ ازیں کلمات پر مختلف اعراب اور پھر اعراب کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔

اگر صرف ونحو سیکھنے کا مقصد عربی پر اتنا عبور کہ ضروری باتوں کی حد تک گرامر سے واقفیت ہو تو یہ کچھ مشکل نہیں۔ اگر قرآن وحدیث وعلومِ عربیہ کا سمجھنا مقصد ہو تو اس کے لئے سرتوڑ محنت کی ضرورت ہے۔ اکابرینِ امت کی سوانح سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ علمِ نحو کے ماہرین بڑے اعلیٰ پائے کے محدث، مفسر، فقیہ، متکلم، اُصولی گزرے ہیں۔

ایک عرصے تک جامعہ فاروقیہ کراچی کی درسگاہیں سالانہ تعطیلات کے دوران صرف ونحو کے طالبین کی علمی تشنگی کو دور کرتی رہیں۔ جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل حفظہٗ اللہ ورعاہٗ سالانہ تعطیلات کے دوران بھی اپنی دیگر مصروفیات ومشاغل کو چھوڑ کر دورہ صرف ونحو پڑھاتے۔ اس دورے کی خصوصیت علمی حلقوں میں مسلّم تھی۔ خداداد صلاحیتوں اور طلباء کے ساتھ کی جانے والی انتھک محنت کے نتیجے کا ثمرہ یہ ہوا کہ جو طلباء یہاں دورہ صرف ونحو کرتے تو صرف ونحو ان کا پسندیدہ فن بن جاتا۔ کئی طلباء نے ان دروس کو کاپیوں کی صورت میں محفوظ کیا اور ایک عرصے تک اسی سے استفادہ کیا گیا۔ طلباء کے شوق کو

Scanned with CamScanner

محسوس کرتے ہوئے کئی مرتبہ یہ خیال آیا کہ مختلف کاپیوں کو یکجا کر کے مرتب اور تصنیفی انداز میں پیش کیا جائے تا کہ ان سے استفادہ عام وتام ہو۔ اسی بات کے پیشِ نظر اس کام کو شروع کیا اور الحمدللہ آج یہ تصنیفی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔

کام کی نوعیت

✪ دورانِ دورہ ضبطِ تحریر میں لائی گئی مختلف کاپیوں کو جمع کر کے ان سب کا مواد یکجا کیا۔

✪ عبارت کو تصنیفی انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی، اور اس بات کا بھی لحاظ رکھا کہ اصل مقصود فوت نہ ہو۔

✪ علاماتِ ترقیم کا خصوصی لحاظ رکھا گیا۔

✪ جا بجا مفید حواشی تحریر کئے جن سے مذکورہ تقریر کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا۔

✪ متن، شرح اور حواشی کو مستقل اور علیحدہ علیحدہ ذکر کیا۔

✪ نحو میر میں ذکر کردہ تمام مثالوں کی ترکیب بھی لکھی۔

✪ دورانِ ترتیب علمِ نحو کی امہات: شرح ابن عقیل، مغنی اللبیب، النحو الوافی، حاشیۃ الخضری، کتاب العلل، قطر الندی، شذور الذهب وغیرہ سے بھی استفادہ کیا۔ اور خاص کر ''البشیر'' شرح نحو میر پیشِ نظر رہی۔

آخر میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہ دورہ نحو کی تقریر ہے۔ اور دورہ نحو میں عام طور پر مبتدی طالب کم ہی ہوتے ہیں۔ زیادہ تر منتہی طالب علم ہوتے ہیں، لہٰذا ان کے لئے ان مباحث کو ذکر کیا جاتا ہے جو منتہی طلباء کے لئے ہوں۔ لہٰذا یہ اشکال کرنا درست نہیں کہ نحو میر تو مبتدی طلباء کے لئے ہوتی ہے، اور اس میں ان ابحاث کی کیا ضرورت جو مبتدی طلباء کی سمجھ سے باہر ہوں۔

اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں مولانا حفیظ اللہ سنزر خیل صاحب مدرس جامعہ امدادیہ کوئٹہ، مولوی اشرف علی متخصص جامعہ اشرف المدارس، مولوی سمیع الرحمٰن متخصص جامعہ فاروقیہ کراچی، مولانا عبدالخالق صاحب دارالافتاء جامعہ اشرف المدارس کراچی۔ اور خاص کر شعبہ کمپوزنگ کے بھائی عرفان انور مغل صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جن کی معاونت ورہنمائی کا اس کام کی تکمیل میں بہت بڑا کردار ہے۔

أقولُ قولي هذا، واستغفر اللّٰه ممّا يقع لي مِنَ الخللِ في بعضِ المسائلِ المسطورةِ، وأعوذ باللّٰهِ مِن شرِّ الحاسدِ مِنَ الّذينَ يُريدونَ أنْ يُطفئوا نورَ اللّٰهِ بأفواههم ويأبى اللّٰهُ إلاّ أنْ يُتِمّ نورَهُ، وأسألُ فضلَ مَنْ حَسُنَ خِيمُهُ، وسلم مِنْ داءِ الحَسَدِ أديمُهُ إذا عثر على شيءٍ ممّا طغى به القلمُ أو زلّتْ به القدمُ أنْ يَدرأ بالحسنةِ السّيّئةَ، ويحضرَ قلبَهُ أنّ الإنسانَ محلُّ النّسيانِ، وأنّ الصّفحَ عن عثراتِ الضّعافِ من شيمِ الأشرافِ، وأنّ الحسناتِ يُذهِبنَ السّيّئاتِ، وماتوفيقي إلاّ باللّٰهِ، عليه توكّلتُ، وإليه أنيبُ.

ضیاء الرحمن

۱٦ شعبان/۱٤۲۸ھ

Scanned with CamScanner

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہ رَبِّ الْعَالَمِیْن، وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْن، وَ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْن. اما بعد بداں اَرْشَدَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی کہ ایں مختصریست مضبوط در علمِ نحو کہ مبتدی را بعد از حفظِ مفرداتِ لغت و معرفتِ اشتقاق وضبطِ مہماتِ تصریف بآسانی بکیفیتِ ترکیب عربی راہ نماید و بزودی در معرفتِ اعراب و بناد سواد خواندن توانائی دہد بتوفیق اللّٰہ وعونہ.

بسم اللہ اور الحمد للہ سے آغاز کرنے کی وجہ اللہ رب العزت کے اسم سے برکت واستعانت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ”کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَأْ فِیْہِ بِبِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَقْطَعُ“. پر عمل پیرا ہونا ہے۔ ”العَاقِبَةُ“ اصل میں ”خَیْرُ العَاقِبَةِ“ ہے، مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کیا۔

امابعد: بداں اَرْشَدَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الدَّارَیْنِ. کتاب فارسی میں ہونے کے باوجود دعا عربی میں اس لئے کی کہ عربی میں دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ دعا میں صیغہ ماضی ”اَرْشَدَ“ استعمال کیا، اس لئے کہ قانون ہے کہ ”ماضی مقام دعا میں مضارع کے معنی میں ہوتی ہے“ (۱)۔ براہ راست مضارع کا صیغہ اس لئے استعمال نہیں کیا کہ ماضی گزشتہ زمانے پر دال ہوتی ہے، اس میں یقین ہوتا ہے اور مستقبل میں شک ہوتا ہے، اسی لئے ماضی کو ترجیح دی۔

”مضبوط“ بمعنی مکتوب، ضبط بمعنی یاد کرنا۔ مصنف نے ”امابعد“ سے لے کر فصل اول تک چار چیزوں کو بیان

---

(۱) اس کے علاوہ بھی چند مقامات میں ماضی مضارع کے معنی میں استعمال ہوتی ہے مثلاً:

۱- ماضی پر اداۃِ شرط آجائے جیسے: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَہٗ خَیْرٌ مِنْھَا، اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ.

۲- ماضی پر اسم موصول آئے جیسے: مَنْ قَتَلَ نَفْسًا.

۳- ماضی پر حیث آئے جیسے: حَیْثُ شِئْتُمَا.

۴- ماضی پر کلما آئے جیسے: کُلَّمَا اَضَاءَ لَھُمْ مَشَوْا فِیْہِ.

۵- قیامت کے حالات کا بیان ہو جیسے: نَادٰی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ.

۶- فعل مضارع پر ماضی کا عطف ہو یا نداء کی صورت ہو یا مقام ابتداء ہو تب بھی ماضی مضارع کے معنی میں ہوگی۔

Scanned with CamScanner

فصل: بدانکه لفظ مستعمل در سخن عرب بر دو قسم است: مفرد و مرکب. مفرد لفظے باشد تنہا کہ دلالت کند بر یک معنی، و آں را کلمہ گویند، و کلمہ بر سہ قسم است: اسم چوں: رَجُلٌ و فعل چوں: ضَرَبَ و حرف چوں: هَلْ. چنانکہ در تصریف معلوم شدہ است.

کیا، کلمات کے آپس میں ربط یعنی ترکیب کو جاننے کے لئے ان علوم کا جاننا ضروری ہے:

١-علم لغت ٢-علم اشتقاق ٣-علم صرف ۴-علم نحو

علم لغت: وہ علم ہے جس میں کلمے کے مادے سے بحث ہوتی ہے۔

علم اشتقاق: وہ علم ہے جس میں دو لفظوں کے درمیان معنی کے اعتبار سے اور حروف اصلیہ کے اعتبار سے ایک کلمے کو دوسرے کلمے کی طرف لوٹانے میں مناسبت کو دیکھا جاتا ہے۔ ان دو کلموں میں جس کو لوٹایا گیا وہ مشتق اور جس سے لوٹایا گیا وہ مشتق منہ کہلاتا ہے، اس کو مصدر بھی کہتے ہیں اور اس کا نام "ام الصیغ" بھی ہے۔

علم صرف: صرف کے لغوی معنی پھیرنا، اور اصطلاح میں صرف کہتے ہیں: عِلْمٌ بِاُصُوْلٍ یُعْرَفُ بِهَا اَحْوَالُ الْكَلِمِ الثَّلٰثِ مِنْ حَیْثُ اَصْلٍ وَ بِنَاءٍ وَ رَدٍّ وَ بَدَلٍ.

علم نحو: اس کے متعلق تحقیق گزر چکی۔

مصنف نے یہ چاروں علوم ذکر کر کے اشارہ کیا کہ عربی زبان سمجھنے اور ترکیب وغیرہ میں مہارت حاصل کرنے کے لئے یہ چاروں علوم نہایت ضروری ہیں۔ جب ان کو سیکھ لیا جائے تو انشاء اللہ ترکیب میں آسانی ہوگی۔

(فصل: بدانکہ لفظ......الخ) اللفظ: مَا یَتَلَفَّظُ بِهِ الْاِنْسَانُ. لفظ وہ ہے جس کا انسان تلفظ کر سکے، لفظ کی دو قسمیں ہیں: ١-مستعمل، ٢-مہمل

لفظ مستعمل وہ ہے جو کسی معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو، اس کی ضد مہمل ہے۔ عربی زبان میں باعتبار دیگر زبانوں کے مہملات کم ہیں۔ مہمل لفظ کسی معنی کے لئے موضوع نہیں ہوتا جیسے کتاب متاب، کتاب لفظ موضوع ہے کہ معنی دار ہے، جب کہ متاب کا کوئی معنی نہیں مہمل لفظ ہے۔

لفظ مستعمل کی دو قسمیں ہیں: ١-مفرد ٢- مرکب

مفرد: مفرد اس لفظ کو کہتے ہیں جو صرف ایک معنی پر دلالت کرے۔ مفرد فرد سے ہے اور فرد کا معنی ایک ہے، چونکہ مفرد میں ایک ہی لفظ ہوتا ہے، اس لئے اسے مفرد کہتے ہیں۔ مفرد اور کلمہ مترادف ہیں اور کلمہ کی تین قسمیں ہیں:

(١) اسم: بصریین کا مذہب ہے کہ اسم کا لغوی معنی "بلندی" ہے، اور یہ "سِمْوٌ" سے مشتق ہے، "واؤ" کو حذف

Scanned with CamScanner

کرکے شروع میں ہمزہ لے آئے تو "اِسْمٌ" ہوا۔ جب کہ حضراتِ کوفیین فرماتے ہیں کہ "اسم" کا معنی "داغ دار" ہونا ہے، اور یہ "وِسْمٌ" سے مشتق ہے، جیسے قرآنِ کریم میں ہے: سَنَسِمُه عَلَى الخُرْطُوْمِ. وَسَمَ يَسِمُ کا معنی داغ لگانا، "واؤ" کے بجائے ہمزہ لے آئے تو "اِسْمٌ" ہوا۔

اصطلاح میں اسم اس کلمے کو کہتے ہیں جو اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی کا محتاج نہ ہو، اور اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ بھی بالوضع نہ پایا جائے جیسے: رَجُلٌ، فَرَسٌ.

بالوضع کی قید اس لئے لگائی کہ اسم کبھی مادے کے اعتبار سے زمانے پر دلالت کرتا ہے، جیسے: مَاضٍ، مُسْتَقْبِلٌ اسم فاعل کے صیغے ہیں اور ان میں دلالت علی الزمان پائی جارہی ہے، مگر یہ دلالت مادے کے اعتبار سے ہے کہ صرف یہی مادہ: م، ض، ی، ہی زمانے کے معنی پر دال ہے، اگر کوئی اور مادہ اس وزن پر آئے تو اس میں دلالت علی الزمان نہیں ہوگی، اور یہ خاص دلالت مضر للتعریف نہیں۔ مضر للتعریف وہ دلالت ہے جو باعتبارِ صیغہ ہو، جیسا کہ فعل میں دلالت علی الزمان باعتبارِ صیغہ ہوتی ہے۔ اسی طرح کبھی کسی امرِ خارجی کی وجہ سے اسم میں زمانہ پایا جاتا ہے، جیسے: زَيْدٌ ضَارِبٌ أَمْسِ. ضَارِبٌ اسم فاعل ہے لیکن زمانہ گزشتہ پر دال ہے۔

(۲) فعل: فعل لغت میں کام کرنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ایسے کلمے کو کہتے ہیں جو اپنے معنی پر خود دلالت کرے، اور اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی ایک زمانہ پایا جائے جیسے: ضَرَبَ (مارا اس ایک شخص نے)، يَضْرِبُ (مارتا ہے یا مارے گا وہ ایک شخص)، اِضْرِبْ (مار تو ایک مرد).

فائدہ: فعل مضارع میں دو زمانے بیک وقت نہیں پائے جاتے بلکہ دونوں کا احتمال ہوتا ہے (۱)، جب

(۱) مضارع کا حقیقی معنی یہ ہے کہ زمانہ حال پر دلالت کرے جیسے: أَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ. يَقُوْلُوْنَ أَئِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ.

کبھی مضارع استقبال کے معنی میں جیسے: إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ.

کبھی مضارع ماضی کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: فَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ.

کبھی ماضی استمراری کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: كَذٰلِكَ يُوْحِيْ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

کبھی امر کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ.

کبھی مضارع میں زمانے کا لحاظ نہیں کیا جاتا جیسے: يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ.

Scanned with CamScanner

مسند الیہ است، وآں را فاعل گویند.

جملہ خبریہ کی تعریف یوں ہوگی کہ جملہ خبریہ اس جملے کو کہتے ہیں جس کے قائل کو صدق وکذب سے متصف کیا جا سکے بشرطیکہ ۱-امور خارجیہ ۲-خصوصیت کلام کی جانبین ۳-متکلم کے صدق وکذب سے قطع نظر کیا جائے۔ اس لئے کہ اگر اس خبر کے متعلق امور خارجیہ یا دیگر قرائن کی وجہ سے جانب صدق راجح ہو تو اس میں کذب کا احتمال نہیں ہوگا، اگر کذب کا احتمال راجح ہو تو وہ خبر صدق سے خالی ہوگی۔ اسی طرح اگر متکلم کے صادق یا کاذب ہونے کا پہلے سے علم ہو تو پھر یہ خبر محتمل للصدق والکذب نہ رہی۔ کلام کے جانبین سے ایک جانب مخصوص نہ ہوا۔ اگر ایک جانب مخصوص ہو تو بھی کلام صدق وکذب دونوں کا محتمل نہیں رہے گا مثلاً: کوئی خبر دے کہ: ''اَلْاِثْنَانِ زَوْجٌ'' یا ''اَلْوَاحِدُ نِصْفُ الْاِثْنَیْنِ''. یا ''اَلْاِثْنَانِ ضِعْفُ الْوَاحِدِ''. تو اس میں چونکہ صدق کا پہلو متعین ومتیقن ہے، اس میں یہ نہیں ہو سکتا کہ دونوں کا احتمال ہو۔ اسی لئے جملہ خبریہ میں شرط ہے کہ قطع نظر قرائن خارجیہ، خصوصیتِ کلام وصدق متکلم کے اس میں صدق وکذب دونوں کا احتمال ہو(۱)۔

جملے کی اقسام

جملہ خبریہ کی چار قسمیں ہیں: ۱-اسمیہ، ۲-فعلیہ، ۳-ظرفیہ، ۴-شرطیہ

جملہ اسمیہ: جملہ اسمیہ میں جزِ اول اسم ہوتا ہے اور جملہ فعلیہ میں جزِ اول فعل، تو جزِ اول کے اعتبار سے پورے جملے کا نام اسمیہ یا فعلیہ رکھا گیا۔ یہ تسمیہ ''نِسْبَۃُ الْکُلِّ اِلٰی اِسْمِ جُزْءِہٖ الْاَوَّلِ'' کے قبیل سے ہے۔

جملہ اسمیہ اس جملے کو کہتے ہیں جس جملے کے دو مقصودی اجزاء میں سے پہلا جز اسم ہو، جزِ اول کو مبتدا اور جزِ ثانی کو خبر کہتے ہیں، جیسے: زَیْدٌ عَالِمٌ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ.

جملہ فعلیہ: جملہ فعلیہ اس جملے کو کہتے ہیں جس کے دو مقصودی اجزاء میں سے جزِ اول فعل ہو، جزِ اول کو فعل اور جزِ ثانی کو فاعل کہتے ہیں، مثلاً: ضَرَبَ زَیْدٌ.

جملہ ظرفیہ: وہ جملہ جس کا جزِ اول ظرف یا جار مجرور ہو، مثلاً: مَا عِنْدِیْ کِتَابٌ، مَافِی الدَّارِ رَجُلٌ. ''ما'' نافیہ، ''عِنْدِی'' مضاف مضاف الیہ مل کر ظرف متعلق ''ثَبَتَ'' فعل ماضی، ''کِتَابٌ'' فاعل۔ اگر ''کِتَابٌ'' کو مبتدائے مؤخر بنائیں تو یہ

(۱) جملہ خبریہ اگر صلہ، صفت، حال یا کسی چیز کا تابع ہو مثلاً شرط واقع ہو تو اب اسے جملہ خبریہ نہیں کہا جائے گا، بلکہ پہلے جب وہ مفید للمعنی تھا تب تو جملہ خبریہ تھا، اب جب کہ وہ غیر مستقل ہوگیا تو اس پر جملہ خبریہ کا اطلاق حقیقتاً درست نہیں۔

Scanned with CamScanner

بدانکہ مسند حکم است، ومسند الیہ آنچہ بروحکم کنند. واسم مسند ومسند الیہ تواند بود، وفعل مسند باشد ومسند الیہ نہ تواند بود، وحرف نہ مسند باشد نہ مسند الیہ.

جملہ ظرفیہ نہیں بلکہ اسمیہ ہوگا۔

ظرف اس وقت عمل کرتا ہے جب اسے اسمِ فاعل کی طرح چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد حاصل ہو، مذکورہ بالا مثال میں اسے ''نفی'' پر اعتماد حاصل ہے۔ چنانچہ "فِی الدَّارِ رَجُلٌ" جملہ ظرفیہ نہیں بلکہ اسمیہ ہوگا، کیونکہ اسے اعتماد حاصل نہیں۔ البتہ امام اخفش اس مسئلے میں اختلاف کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ''ظرف کے لئے اعتماد شرط نہیں''، لہذا ان کے نزدیک "فِی الدَّارِ رَجُلٌ" ظرف کی مثال بن سکتی ہے۔ بوقتِ ترکیب کہیں گے "فی" حرف جر، "الدار" مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوا "ثابت" کا، "ثابت" اسم فاعل، ضمیر مستتر معبر بہ "ھو" اس میں فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم، "رجل" مبتدا موخر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ ظرفیہ ہوا۔

جملہ شرطیہ: جملہ شرطیہ اس جملے کو کہتے ہیں جو شرط اور جزا سے مرکب ہو جیسے: إِنْ تُكْرِمْنِي أُكْرِمْكَ ، إِنْ تَنْصُرُ اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ .

(بدانکہ مسند حکم ......الخ) کبھی حکم کے معنی ''اسناد'' کے آتے ہیں، یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف منسوب کرنا اس طرح کہ سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو جیسے : زَيْدٌ عَالِمٌ میں "عَالِمٌ" کو ''زید'' کی طرف منسوب کیا تو اس سے یہ خبر معلوم ہوئی کہ زید صفتِ علم کے ساتھ موصوف ہے یا "ضَرَبَ زَيْدٌ" میں "ضَرَبَ" کو ''زید'' کی طرف منسوب کیا تو اس سے زید کے مارنے کی خبر معلوم ہوئی۔ اسی طرح "اِضْرِبْ زَيْدًا" میں مارنے کی طلب سمجھ میں آئی کہ متکلم اپنے مخاطب سے ضرب طلب کرتا ہے۔ اس منسوب کرنے کو ''نسبت'' بھی کہتے ہیں۔ حکم، اسناد، نسبت تینوں کے ایک معنی ہیں۔ عبارتِ میں ''مسند آنچہ برو حکم کنند'' میں حکم کے یہی معنی ہیں، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ مسند الیہ وہ ہے جس کی طرف کسی چیز کو منسوب کریں اس طرح کہ سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔ چونکہ مسند الیہ پر کسی چیز کا حکم ہوتا ہے، اس لئے مسند الیہ کو محکوم علیہ بھی کہتے ہیں۔ کبھی ''حکم'' کے معنی محکوم بہ (جس کے ذریعے حکم لگایا جائے) کے آتے ہیں، اور عبارت ''مسند حکم است'' میں یہی معنی مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مسند وہ ہے جس کے ساتھ حکم کیا جائے، یعنی جس کو کسی چیز کی طرف منسوب کیا جائے اس طرح کہ سننے والے کو اس سے کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔

اسم مسند بھی ہوسکتا ہے اور مسند الیہ بھی جیسے: "زَيْدٌ قَائِمٌ" میں مسند الیہ بھی اسم ہے اور مسند بھی۔ فعل صرف مسند ہو سکتا ہے مسند الیہ نہیں ہوسکتا جیسے : "ضَرَبَ زَيْدٌ".

Scanned with CamScanner

بدانکہ جملہ انشائیہ آن است کہ قائلش را بصدق وکذب صفت نہ تواں کرد، وآں بر چند قسم است: امر چوں: اِضْرِبْ (۱) ونہی چوں: لَاتَضْرِبْ (۲) استفہام چوں: هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ (۳) وتمنی چوں: لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ (۴) وترجی چوں: لَعَلَّ عَمْرًا

جہاں فعل مسند الیہ واقع ہو وہاں تاویل کی جائے گی جیسے: "تَسْمَعُ بِالْمُعَيْدِيْ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَرَاهُ"، یہاں فعل "تسمع" مبتدا واقع ہو رہا ہے، اس لئے اس میں تاویل کرتے ہیں کہ یہ "سَمَاعُكَ" کی تاویل کی بنا پر ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ: "سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَ اَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ" میں "ا، نذرتھم" مبتدا واقع ہو رہا ہے، لہٰذا اسے إِنْذَارُكَ کی تاویل میں کرتے ہیں: "أی: إِنْذَارُكَ وَعَدَمُ إِنْذَارِكَ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ"۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جہاں ظاہراً فعل مبتدا واقع ہو وہاں اسے مصدر کی تاویل میں کر کے مبتدا بناتے ہیں۔ فعل من حیث أنهٗ فعل کو مبتدا نہیں بنایا جاتا۔

فائدہ: جملہ خبریہ کی چار اقسام ہیں یا دو قسمیں؟ بعض حضرات صرف دو قسمیں بناتے ہیں: اسمیہ اور فعلیہ۔ اس تقدیر کے مطابق جملہ شرطیہ میں جزا کو دیکھا جاتا ہے، جزا اگر جملہ اسمیہ ہو تو اسے جملہ اسمیہ سے تعبیر کرتے ہیں جیسے: إِنْ تُكْرِمْنِيْ فَأَنْتَ مُكْرَمٌ اور اگر جملہ فعلیہ ہو تو اسے جملہ فعلیہ کہا جاتا ہے جیسے: إِنْ تُكْرِمْنِيْ أُكْرِمْكَ. الغرض اسے جملہ شرطیہ نہیں کہتے۔ یہی حال ظرف کا ہے اگر متعلق ظرف "ثَبَتَ" قرار دیا جائے تو اسے جملہ فعلیہ کہتے ہیں، اگر "ثَابِتٌ" ہو تو اسے جملہ اسمیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

البتہ محققین جملہ ظرفیہ اور جملہ شرطیہ کو مستقل طور پر جملہ خبریہ کی قسم شمار کرتے ہیں، اور انہیں اسمیہ وفعلیہ کا تابع

---

(۱) اِضْرِبْ فعل امر حاضر معلوم معروف، صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ "أنْتَ" جس میں "اَنْ" ضمیر فاعل "تَا" علامتِ خطاب، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۲) "لا" ناہیہ، "تضرب" فعل نہی معروف صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ "أنْتَ" جس میں "اَنْ" ضمیر فاعل "تا" علامتِ خطاب، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۳) "ہل" استفہامیہ، "ضرب" فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، "زید" فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۴) "لیت" حرف مشبہ بالفعل، "زیدا" اسم "لیت"، "حاضر" صیغہ اسم فاعل، ضمیر مستتر معبر بہ "ھُوَ" راجع بسوئے "زید" اس کا فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ خبر "لیت"، "لیت" اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

Scanned with CamScanner

غَائِبٌ (۱) وعقود چوں: بِعْتُ وَاشْتَرَیْتُ (۲) ونداچوں: یَااللّٰہُ (۳) وعرض چوں: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْراً (۴) وقسم چوں: وَاللّٰہِ لَأَضْرِبَنَّ زَیْداً (۵) وتعجب چوں: مَا اَحْسَنَہٗ وَاَحْسِنْ بِہٖ (۶).

نہیں بناتے۔

فائدہ: شرط ہمیشہ جملہ فعلیہ ہوتی ہے، جزا جملہ اسمیہ بھی ہوسکتی ہے اور جملہ فعلیہ بھی۔

(بدانکہ جملہ انشائیہ......الخ) جملہ انشائیہ اس جملے کو کہتے ہیں جس کے قائل کو صدق وکذب سے متصف نہ کیا جاسکے۔

---

(۱) "لعل" حرف مشبہ بالفعل، "عمراً" اس کا اسم، "غائب" صیغہ اسم فاعل، ضمیر مستتر معبر بہ "ھُوَ" فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ خبر "لعل"، لعل اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

(۲) بعتُ، اشترَیتُ فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم، "تُ" ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۳) "یا" حرف ندا قائم مقام "اَدْعُوْ"، اَدعو فعل مضارع معروف صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنَا" فاعل، لفظِ "اللّٰہ" منادیٰ مفرد معرفہ مبنی برضمہ منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۴) اَلَا تَنْزِلُ بِنَا بمعنی اَلَا یَکُوْنُ مِنْکَ نُزُوْلٌ ہمزۂ استفہام برائے عرض، لَا یَکُوْنُ نفی فعلِ مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب فعلِ تام، "مِنْ" حرف جار، "کَ" ضمیر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، نُزُوْلٌ معطوف علیہ، "فا" عاطفہ، "اَنْ" ناصبہ موصول حرفی مقدر، "تُصِیْبُ" فعلِ مضارع معروف صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنْتَ" جس میں "اَنْ" ضمیرِ فاعل، "تَ" علامتِ خطاب، خَیْراً مفعول بہ، تُصِیْبُ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، "اَنْ" موصولِ حرفی اپنے صلے سے مل کر بتاویلِ مفرد ہوکر معطوف، نُزُوْلٌ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، "لَا یَکُوْنُ" فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۵) واو جارہ قسمیہ، لفظ اللّٰہ مجرور، جار مجرور مل کر ظرف مستقر برائے فعل محذوف اُقسم، اُقسم فعل مضارع معروف صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنَا" فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ قسمیہ۔ لام برائے تاکید، اَضربن فعل مضارع معروف صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنَا" فاعل، زیداً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ جواب قسم۔

(۶) "ما" اسمیہ استفہامیہ برائے تعجب بمعنی اَیُّ شَیْءٍ مبتدا، "اَحْسَنَ" فعل، ضمیر مستتر معبر بہ "ھُوَ" فاعل، "ہٗ" ضمیر منصوب متصل مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ مرفوع محلاً خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔ "اَحْسِنْ" فعل امر حاضر معروف بمعنی فعلِ ماضی معروف اَحْسَنَ، "با" جارہ زائدہ، "ہٖ" ضمیر مجرور متصل مرفوع محلاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

قاعدہ: "ما" تعجبیہ ہمیشہ مبتدا واقع ہوتا ہے بشرطیکہ اس پر کوئی عاملِ ناصب وجازم داخل نہ ہو، جیسے مثالِ مذکور میں۔

فَمَا اَصْبَرَھُمْ عَلَی النَّارِ۔ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا اَکْفَرَہٗ۔ اَسْمِعْ بِھِمْ وَاَبْصِرْ تعجب کی مثالیں ہیں۔

Scanned with CamScanner

....

جملہ انشائیہ کی تین قسمیں ہیں:

① جملہ اسمیہ انشائیہ جیسے: لَیتَ زَیدًا حَاضِرٌ . "لیت "حرف مشبہ بالفعل، "زیداً" اسم "لیت"، "حاضر" صیغہ اسم فاعل، ضمیر مستتر معبر بہ "ھُوَ" راجع بسوئے "زید" اس کا فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ خبر "لیت"، "لیت "اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

فائدہ: ضمیر مستتر پر تلفظ نہیں ہوتا، بلکہ بوقتِ ترکیب اسے تعبیر کرنے کے لئے "ھُوَ" یا "أنتَ" ضمیر استعارتاً استعمال کرتے ہیں، لہٰذا ترکیب کرتے وقت "ھُوَ" ضمیر مستتر نہیں کہیں گے، بلکہ ضمیر مستتر معبّر بہ "ھُوَ" یا معبّر بہ "أنتَ" کہیں گے۔

② جملہ فعلیہ انشائیہ جیسے: ھَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ. "ھل "استفہامیہ، "ضرب" فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، "زید" فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

③ جملہ ظرفیہ انشائیہ جیسے: أفِی الدَّارِ رَجُلٌ . ہمزہ استفہامیہ، "فی" حرف جر، "الدار" مجرور، جار مجرور مل کر متعلق "ثبت" "رجل" فاعل۔ اس صورت میں اسے جملہ ظرفیہ انشائیہ کہا جائے گا۔ اگر جار مجرور کو ثابت سے متعلق کر کے خبر مقدم بنایا جائے تو پھر یہ جملہ ظرفیہ انشائیہ نہیں بلکہ جملہ اسمیہ انشائیہ ہوگا۔

فائدہ: جملہ شرطیہ انشائیہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ شرط کے لئے ضروری ہے کہ وہ فعلیہ خبریہ ہو اور انشائیہ میں خبر نہیں ہوتی، البتہ جو حضرات حکم کا مدار جزا کو بناتے ہیں اور شرط کو بطورِ قید سمجھتے ہیں ان کے نزدیک جملہ انشائیہ شرطیہ بھی ہوتا ہے مگر اسے شرطیہ کہنا مجاز ہوگا۔

فائدہ: جملہ انشائیہ کے بارے میں قاعدہ ہے کہ "الإنشاءُ یَثبُتُ بِثَلَاثَۃِ أشیاءَ: بِالعَلَامَاتِ العَشَرَۃِ، وَبِتَغْیِیرِ الصِّیغَۃِ، وَ بِقَصْدِ المُتَکَلِّمِ وَإرَادَتِہٖ". انشاء کا ثبوت تین چیزوں سے ہوتا ہے:

① دس علامات سے، ان دس میں سے نو علامتیں درج ذیل شعر میں مذکور ہیں

امر نہی عرض استفہام باشد ہم ندا
ہم تمنی ہم تعجب عقد قسم بارجا

افعال مدح وذم کو بھی انشائیہ کہتے ہیں اور بعض افعال مقاربہ کو بھی ان میں شامل کرتے ہیں، ان کی تفصیل

Scanned with CamScanner

....

اپنے محل میں آئے گی انشاءاللہ۔

❷ صیغہ تبدیل ہونے سے بھی انشاء ثابت ہوتی ہے، جیسے: "تَضْرِبُ" واحد مذکر حاضر سے "اِضْرِبْ"، "لَاتَضْرِبُ" سے "لَاتَضْرِبْ". "نَعِمَ، بَئِسَ" سے "نِعْمَ، بِئْسَ".

❸ متکلم کے قصد وارادے کو بھی انشاء میں دخل ہے جیسے: "اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" اگر اسے پڑھا اور ارادہ کیا کہ میں خود "حمد" ایجاد کر رہا ہوں یعنی ابھی حمد کر رہا ہوں تو جملہ انشائیہ ہوگا، اگر اس نیت سے پڑھا کہ لکھا ہوا تلاوت کر رہا ہوں تو پھر یہ خبریہ ہے۔

جملہ انشائیہ کی علامات

جملہ انشائیہ کی دس علامتیں ہیں:

❶ امر: امر لغت میں "حکم کرنے کو کہتے ہیں" اور اصطلاح میں وہ صیغہ جس میں مخاطب سے فعل کو طلب کیا جائے، جیسے: اِضْرِبْ أی: أَطْلُبُ مِنْكَ الضَّرْبَ. "اضرب" فعل، ضمیر مستتر معبر بہ "أنتَ" فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

❷ نہی: نہی لغت میں منع کرنا، اور اصطلاح میں وہ صیغہ جس میں فاعل سے ترکِ فعل کو طلب کیا جائے جیسے: لَاتَضْرِبْ أی: أَطْلُبُ مِنْكَ عَدَمَ الضَّرْبِ.

فائدہ: امر و نہی حاضر معروف کی طرح امر و نہی غائب معروف و مجہول کے صیغے بھی جملہ انشائیہ ہوتے ہیں۔

❸ استفہام بمعنی دریافت کرنا اور یہاں وہ جملہ مراد ہے جس سے یہ معنی مفہوم ہوتے ہوں جیسے: هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ.

❹ تمنی بمعنی کسی ایسی چیز کے حصول کی محبت جس کے حصول کی امید نہ ہو اور یہاں وہ جملہ مراد ہے جس سے یہ معنی مفہوم ہوتے ہوں جیسے: لَيْتَ زَيْداً حَاضِرٌ.

❺ ترجی بمعنی ایسے امر محبوب یا مکروہ کی امید کرنا جس کے حصول کی امید ہو اور یہاں وہ جملہ مراد ہے جس سے یہ معنی مفہوم ہوتے ہوں جیسے: لَعَلَّ عَمْراً غَائِبٌ.

فائدہ: تمنی اور ترجی میں فرق یہ ہے کہ تمنی کا استعمال محالات میں ہوتا ہے جیسے: يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَاباً، لَيْتَ

Scanned with CamScanner

فصل بدانکہ مرکب غیر مفید آنست کہ چوں قائل برآں سکوت کند سامع را خبرے یا طلبی حاصل نشود، وآں بر سہ قسم است: اول مرکب اضافی چوں: غُلَامُ زَیْدٍ جزِ اول را مضاف گویند و جزِ دوم را مضاف

الشَّبَابَ یَعُوْدُ. برخلاف ترجی کے کہ اس کا استعمال ممکنات میں ہوتا ہے، جیسا کہ شاعر کا قول ہے

أُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

❻ عقود عقد کی جمع ہے اور عقد بمعنی ایجاب وقبول، ایجاب وقبول وہ جملے ہیں جو بوقتِ عقد عاقِدَین استعمال کرتے ہیں جیسے: بِعْتُ وَ اشْتَرَیْتُ. "بع" فعل، "تُ" فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف علیہ، "واو" حرف عطف "اشتری" فعل، "تُ" فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف، معطوف معطوف علیہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

فائدہ: اگر فاعل یک حرفی ہو جیسے مثال مذکور میں صرف "تُ" فاعل ہے تو اس کی تعبیر دو حرفی کلمے سے کرتے ہیں، چنانچہ "تُ" میں "تُوْ"، "تَ" میں "تَیَ" اور "تِ" میں "تِیْ" کہتے ہیں۔

فائدہ: بعت واشتریت اس وقت جملہ انشائیہ بنیں گے جب خرید وفروخت کے وقت انہیں استعمال کیا جائے، خرید وفروخت کے بعد اگر ان کا تلفظ کیا جائے تو یہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوں گے۔

❼ ندا: ندا بمعنی پکارنا، مراد وہ جملہ ہے جس سے یہ معنی بذریعہ حرفِ ندا مفہوم ہوتے ہوں جیسے: یَا اَللّٰہُ.

❽ عرض: عرض کے معنی ہیں نرمی کے ساتھ کوئی چیز طلب کرنا، مراد وہ جملہ ہے جس سے یہ معنی بذریعہ ہمزۂ استفہام مفہوم ہوں جیسے: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا.

❾ قسم(۱) جیسے: وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا.

❿ تعجب: تعجب اس کیفیت کو کہتے ہیں جو نفس میں ایسے امر کے علم سے پیدا ہوئی جس کا سبب مخفی ہو، اسی لئے کہتے ہیں کہ جب سبب ظاہر ہو تو تعجب زائل ہو جاتا ہے۔ یہاں مراد وہ جملہ ہے جو اس معنی کے انشاء پر دلالت کرے، یعنی وہ کلمہ جس کے ذریعے کسی چیز پر تعجب کیا جائے، اس کے دو وزن ہیں: مَا اَفْعَلَہٗ وَ اَفْعِلْ بِہٖ جیسے: مَا اَحْسَنَہٗ وَاَحْسِنْ بِہٖ.

---

(۱) عربی اسلوب بلاغت میں "قسم" ایک ادبی صنعت ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کی قسمیں مذاقِ عرب پر گراں نہیں گزریں، اور اہلِ لسان میں سے مخالفین نے بھی کبھی یہ اعتراض نہیں کیا کہ کلام اللہ میں مخلوقات کی قسمیں چہ معنی دارد؟ قسم کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ قسم شرعی یہ صرف اللہ رب العزت کے ساتھ مخصوص ہے۔ .... =

الیہ، ومضاف الیہ ہمیشہ مجرور باشد. دوم مرکب بنائی واو آنست کہ دو اسم را یکے کردہ باشد واسمِ دوم متضمن حرفے باشد چوں: اَحَدَ عَشَرَ تا تِسعَۃَ عَشَرَ کہ دراصل اَحَدٌ وَعَشَرٌ و تِسعَۃٌ وَعَشَرٌ بودہ است، واو را حذف کردہ، ہر دو اسم را یکے کردند، و ہر دو جزو مبنی باشد بر فتح الا اِثنَا عَشَرَ کہ جزاول معرب است. سوم مرکب منع صرف واو آنست کہ دو اسم را یکے کردہ باشند، واسم دوم متضمن حرفے نباشد چوں: بَعلَبَکُّ وَ حَضرَمَوتُ کہ جزاول مبنی باشد بر فتح بر مذہب اکثر علماء وجزِ دوم معرب. بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ باشد چوں: غُلَامُ زَیدٍ قَائِمٌ(۱)، و عِندِی اَحَدَ عَشَرَ دِرھَماً(۲)،

= ۲- کبھی مدعا کو ثابت کرنے کے لئے مُقسَم بہ کو بطورِ دلیل وشاہد کے پیش کیا جاتا ہے جیسے: وَالعَصرِ اِنَّ الاِنسَانَ لَفِی خُسرٍ. زمانہ گواہ ہے کہ انسان خسارے میں ہے۔ اسی طرح: نٓ وَالقَلَمِ وَمَا یَسطُرُونَ. اور جیسے: "قسم بلب میگونِ تو وزلفِ شبگونِ تو کہ محبوبِ دلربائی"۔ یعنی تیرے لب اور زلفیں اس بات کی شاہد ہیں کہ تو دلربا ہے۔

۳- کبھی بطور دعا استعمال ہوتی ہے جیسے: لَعَمرُکَ اِنَّھُم لَفِی سَکرَتِھِم یَعمَھُونَ. تیری زندگی کی قسم، مطلب یہ ہے کہ اللہ کرے تیری عمر دراز ہو۔

۴- قسم بطورِ بددعا جیسے حضرتِ حسان بن ثابت کا شعر ہے۔

ثَکِلتُ بُنَیَّتِی اِن لَم تَرَوھَا تُثِیرُ النَّقعَ مِن طَرَفَی کَدَاھَا

اے مکہ والو! کداء پہاڑ کی طرف سے آکر ہم تم پر چڑھائی کریں گے اور اسی راستے سے آکر ہمارے گھوڑے تم کو فتح کریں گے۔ اگر تم ان گھوڑوں کو کداء پہاڑی کے دونوں طرف گرد وغبار اڑاتے نہ دیکھو تو میں اپنی بیٹی کا غم دیکھوں۔ یعنی اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ یہ نعمت مجھ سے چھین لے۔ اسی لئے فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "حسان کی قسم پوری کرنے کے لئے کداء میں سے لشکر گزاریں اور پھر مکہ میں داخل ہوں"۔

(۱) غلام مضاف، زید مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا، قائم صیغہ اسم فاعل، ضمیر مستتر معبر بہ "ھو" فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) "عند" مضاف، یائے متکلم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر ظرف مستقر (متعلق) "ثابت"، ثابت صیغہ اسم فاعل، ضمیر مستتر معبر بہ "ھو" فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ خبر مقدم، "احد عشر" ممیز، "درھما" تمیز، ممیز تمیز مل کر مبتدا موخر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

وجاءَ بَعْلَبَكُّ(۱).

(فصل بدانکہ مرکب غیر مفید......الخ) مرکب غیر مفید اس مرکب کو کہتے ہیں کہ جب قائل اپنی بات کہہ کر خاموش ہو جائے تو سامع کو کوئی خبر یا طلب معلوم نہ ہو، بلکہ بات ادھوری رہ جائے۔ مرکب غیر مفید کی چار قسمیں ہیں:

۱۔مرکب اضافی ۲۔مرکب بنائی ۳۔مرکب مزجی ۴۔مرکب توصیفی

مرکب اضافی

مرکب اضافی وہ ہے کہ دو کلموں کو ملا کر ایک کلمہ کیا جائے، کلمہ اول سے تنوین یا عوضِ تنوین کو گرا دیا جائے اور کلمہ ثانی کو اس کی جگہ پر لایا جائے اور دوسرے کلمے کی حیثیت ماقبل کے اعتبار سے تنوین کی ہو، یعنی جس طرح تنوین سے اسم تام ہو جاتا ہے اسی طرح اضافت سے بھی اسم تام ہو جاتا ہے، جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ.

قائم مقام یا عوض تنوین سے مراد نون تثنیہ اور نون جمع ہیں جو اضافت کے وقت گر جاتے ہیں، جیسے: غُلَامَا زَيْدٍ، مُسْلِمُوْ مِصْرَ.

غُلَامُ زَيْدٍ اصل میں غُلَامٌ لِـزَيْدٍ تھا، اول کلمہ سے تنوین کو گرا دیا، کیونکہ تنوین کلمہ کے آخر میں آتی ہے اور اضافت کے بعد غلام کا "میم" درمیان کلمہ میں آ گیا۔ مضاف الیہ کا عاملِ جار کون ہے؟ بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ مضاف عاملِ جر ہے لیکن یہ درست نہیں، کیونکہ مضاف جامد ہوتا ہے اور جامد کے بارے میں قاعدہ ہے کہ "الجَامِدُ لَا يَعْمَلُ". اس کے برعکس دوسرا قول یہ ہے کہ عاملِ جر دراصل حرفِ جر مقدر ہے، وہ اس طرح کہ اضافت کی تین قسمیں ہیں:

1. اضافتِ لامی: وہ اضافت جس میں حرفِ جر "لام" مقدر ہو جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ أي: غُلَامٌ لِزَيْدٍ.
2. اضافتِ فیوی: وہ اضافت جس میں "فی" حرفِ جر مقدر ہو جیسے: صَلَاةُ العِشَاءِ أي: صَلَاةٌ فِي العِشَاءِ.
3. اضافتِ منی: وہ اضافت جس میں حرفِ جر "مِن" مقدر ہو جیسے: خَاتَمُ فِضَّةٍ أي: خَاتَمٌ مِنْ فِضَّةٍ.

اضافت کی ان تینوں صورتوں میں کوئی نہ کوئی حرفِ جر مقدر ہے، لہذا وہی حرفِ جر مقدر مضاف الیہ کو جر دیتا ہے۔

مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے جب کہ مضاف کا اعراب متعین نہیں ہوتا، اگر عامل رافع ہو تو مرفوع، جیسے: جَاءَنِيْ غُلَامُ

(۱) "جاءَ" فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، "بعلبک" مرکب منع صرف اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

....

زَیْدٍ.عامل ناصب ہوتو منصوب، جیسے :رَأیتُ غُلَامَ زَیْدٍ.عامل جار ہوتو مجرور ہوتا ہے، جیسے :مَرَرْتُ بِغُلَامِ زَیْدٍ.

مرکب بنائی

مرکب بنائی اس مرکب کو کہتے ہیں جہاں دو اسموں کو ایک کیا جائے اور اسم ثانی کسی حرف کا متضمن ہو اور تائے تانیث کی حیثیت رکھتا ہو، جیسے:أحَدَ عَشَرَ کہ اصل میں أحَدٌ وَ عَشَرٌ تھا۔اسم ثانی عَشَرٌ متضمن حرف ''واؤ'' تھا، واو حرف مبنی ہے،لہذا جو کلمہ اس کا متضمن ہوگا وہ بھی مبنی ہوگا۔''واؤ'' درمیان سے حذف کردی دونوں جز مبنی بر فتح ہوگئے۔ ثانی کے مبنی ہونے کی وجہ حرف عطف کا متضمن ہونا ہے اور جزِ اول اس لئے مبنی ہے کہ عَشَرٌ تائے تانیث کی حیثیت رکھتا ہے، اور تائے تانیث چاہتی کہ میرا ماقبل مفتوح ہو، اس لئے اس کے ماقبل أحَدٌ کو بھی فتحہ دے دیا۔

أحَدَ عَشَرَ سے لے کر تِسْعَةَ عَشَرَ تک سب اعداد مبنی ہیں سوائے إثْنَا عَشَرَ کے کہ اس میں جز اول دو وجہ سے معرب ہے:

❶ اس کی مشابہت مضاف کے ساتھ ہے کہ جس طرح اضافت میں نون تثنیہ و نون جمع گر جاتے ہیں، اسی طرح إثْنَانِ کا نون بھی گر جاتا ہے۔

❷ نونِ تثنیہ اور جمع سے پہلے اعراب ہوتا ہے تو نون کے حذف کے بعد بھی اس کو اپنے اصل اعراب پر باقی رکھیں گے، اور وہ معرب ہے۔

ماقبل میں ذکر کردہ قانون ''تائے تانیث اپنے ماقبل فتحہ چاہتی ہے اور عشر کی حیثیت تائے تانیث کی ہے، لہذا اس کا ماقبل مفتوح ہونا چاہیے'' پر عمل اس لئے ممکن نہیں کہ یہاں عشر کا ماقبل الف ہے اور الف فتحہ قبول نہیں کرتا۔

مرکب بنائی کی تین قسمیں ہیں:

۱-مرکب من العدد،۲-مرکب من الظروف،۳-مرکب من الأحوال.

مرکب من العدد

اس مرکب کو کہتے ہیں جس کی ترکیب اعداد سے ہو، یعنی اس کے دونوں اسم عدد ہوں جیسے: أحَدَ عشَرَ سے

Scanned with CamScanner

تسعة عشر تک، دونوں اسم مبنی برفتحہ ہیں، پہلا اس لئے کہ وہ تائے تانیث کے ماقبل کی حیثیت رکھتا ہے، یعنی درمیان میں واقع ہے، اور دوسرا اس لئے کہ وہ حرف کے معنی کو متضمن ہے اور حروف مبنی ہیں، لہذا متضمنِ مبنی بھی مبنی ہوگا۔

مرکب من الظروف

اگر مرکب بنائی ظرف ہو یعنی دونوں اسم ظرف ہوں، اُن دونوں کو ایک کر دیا جائے اور دوسرا تائے تانیث کی حیثیت رکھے اور حرف کے معنی کو متضمن ہو تو اسے مرکب من الظروف کہتے ہیں، جیسے: بَعْضُ الْقَوْمِ يَسْقُطُ بَيْنَ بَيْنَ.
اصل میں بَعْضُ الْقَوْمِ يَسْقُطُ بَيْنَ وَ بَيْنَ تھا، ''واؤ'' کو حذف کر دیا۔ اسی طرح

مَنْ لَا يَصْرِفُ الْوَاشِيْنَ عَنْهُ   صَبَاحَ مَسَاءَ يَبْغُوهُ خَبَالًا

اصل میں "صَبَاحًا وَ مَسَاءً" تھا، دونوں کو ملا کر ایک کر دیا اور ''واؤ'' کو حذف کیا تو "صَبَاحَ مَسَاءَ" ہوا۔
اسے مرکب من الظروف کہتے ہیں۔

مرکب من الأحوال

ایسا مرکب جس میں مرکب بنائی از قبیل حال ہو یعنی دونوں اسم حال ہوں، جیسے: تَسَاقَطُوا أَخْوَلَ أَخْوَلَ.
اصل میں تَسَاقَطُوا أَخْوَلَ وَ أَخْوَلَ تھا۔ واو کو حذف کیا گیا اور کلمہ ثانیہ ''واؤ'' کا متضمن ہے۔ یہاں احوال کو بیان کیا جا رہا ہے یعنی تَسَاقَطُوا مُتَفَرِّقِيْنَ.

مرکب مزجی

دو اسموں کو ایک کر دیا جائے اور اسم ثانی کسی حرف کا متضمن نہ ہو البتہ تائے تانیث کی حیثیت رکھتا ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مرکب منع صرف،   ۲۔ مرکب صوتی

مرکب منع صرف

اگر دوسرا اسم ترکیب (دونوں اسموں کو ملانے) سے پہلے معرب ہو تو اسے مرکب منع الصرف کہتے ہیں، جیسے: بَعْلَبَكُّ. اصل میں بَعْلٌ اور بَكٌّ دو اسم تھے۔ بعل ایک بت کا نام ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے: أَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَتَذَرُوْنَ أَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ. اور "بَكٌّ" ایک بادشاہ کا نام ہے۔ دونوں کو ملا کر ایک اسم بنا دیا گیا۔ جز اول مبنی برفتحہ اور جز ثانی

Scanned with CamScanner

معرب غیر منصرف ہوتا ہے، غیر منصرف کی وجہ علمیت اور ترکیب کا اجتماع ہے۔

مرکب صوتی

مرکب مزجی میں اگر دوسرا اسم ترکیب سے پہلے مبنی ہو تو اسے مرکب صوتی کہتے ہیں۔ مرکب صوتی مرکب مزجی کی قسم اور مرکب منع صرف کا قسیم ہے۔ مرکب صوتی اس مرکب کو کہتے ہیں جو ایک اسم اور ایک صوت (آواز) سے مرکب ہو، جیسے: سیبویہ، نفطویہ، راہویہ، خالویہ وغیرہ۔ سیب، نفط، راہ، خال اسماء ہیں اور "وَیہ" دوسرا اسم ہے، دونوں کو ملا کر ایک کر دیا۔ ویہ پہلے سے مبنی تھا، ترکیب کے بعد جز اول کو بھی مبنی کر دیا تو دونوں جز مبنی ہو گئے۔

فائدہ: مرکب مزجی مزج سے ہے اور مزج ملانے کو کہتے ہیں۔ یہاں بھی دو اسموں کو ملا کر ایک کیا جاتا ہے اسی لئے اسے مرکب مزجی کہتے ہیں۔

مرکب توصیفی

اس مرکب کو کہتے ہیں جو موصوف اور صفت سے مرکب ہو، جیسے: رَجُلٌ عَالِمٌ. رجل موصوف اور عالم صفت ہے، اس کی حیثیت مفرد کی ہوتی ہے۔

صاحب نحو میر نے مرکب توصیفی اور مزجی کی ایک قسم مرکب صوتی کو بیان نہیں کیا۔

بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ باشد الخ: مرکب غیر مفید ہمیشہ جملے کا جز ہوتا ہے مکمل جملہ نہیں ہوتا، اس لئے کہ اگر ان میں جملہ بننے کی صلاحیت ہوتی تو انہیں مرکب مفید کہا جاتا غیر مفید کہنے کا کیا فائدہ؟ مصنف نے اس کی تین مثالیں دی ہیں: اول اسمیہ، جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ قَائِمٌ. دوسری مثال جملہ ظرفیہ کی ہے، جیسے: عِنْدِیْ أَحَدَ عَشَرَ دِرْهَماً(۱). تیسری مثال جملہ فعلیہ کی ہے، جیسے: جَاءَ بَعْلَبَكُّ.

مذکورہ تینوں مثالوں میں مرکب غیر مفید: غُلَامُ زَیْدٍ، عِنْدِیْ اور بَعْلَبَكُّ جملے کا جز ہیں مکمل جملہ نہیں۔

(۱) قانون: ظرف کبھی مبتدا واقع نہیں ہوتا البتہ خبر واقع ہوتا ہے، کبھی خبر مقدم اور کبھی معمول کے مطابق مبتدا کے بعد آتا ہے۔

Scanned with CamScanner

فصل: بدانکہ ہیچ جملہ کمتر از دو کلمہ نباشد لفظاً چوں: ضَرَبَ زَیْدٌ (۱) وزَیْدٌ قَائِمٌ (۲) یا تقدیراً چوں: اِضْرِبْ کہ اَنْتَ دروے مستتر است (۳)، واز یں بیشتر باشد و بیشتر را حدے نیست.

بدانکہ چوں کلماتِ جملہ بسیار باشد اسم و فعل و حرف را بایکدیگر تمیز باید کردن، و نظر نمودن کہ معرب است یا مبنی؟ وعامل است یا معمول؟ وباید دانستن کہ تعلق کلمات بایکدیگر چگونہ است تا مسند و مسند الیہ پیدا گردد و معنی جملہ بتحقیق معلوم شود.

(**فصل: بدانکہ ہیچ جملہ......الخ**) جملے کے وجود کے لئے دو کلموں کا ہونا ضروری ہے، دو کلموں کے بغیر جملہ نہیں بنتا۔ چاہے دونوں کلمے لفظاً موجود ہوں اور دونوں اسم ہوں، جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ جملہ اسمیہ میں اور جملہ فعلیہ میں ضَرَبَ زَیْدٌ. مذکورہ دونوں مثالوں میں دو کلمے لفظوں میں موجود ہیں۔ یا تقدیراً دو کلمے ہوں، جیسے: اِضْرِبْ. یہ اگرچہ بظاہر ایک کلمہ معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت دو کلمے ہیں کہ اِضْرِبْ میں ضمیرِ فاعل مستتر ہے جسے "اَنْتَ" سے تعبیر کرتے ہیں۔

جملہ بنانے کے لئے کم از کم دو کلموں کا ہونا ضروری ہے کہ جملہ دو کلموں سے کم نہ ہو زیادہ ہوسکتا ہے اور زیادتی کی کوئی حد مقرر نہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک مبتدا ہو اور اس کی کئی خبریں ہوں جیسے: اَللّٰہُ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ. اور اس طرح بھی ہوتا ہے کہ فعل تو ایک صیغہ اور اس کا فاعل تین چار لائنوں پر مشتمل ہو جیسے: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَامَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ. اس مثال میں "اَفْلَحَ" فعل اور باقی سارا جملہ معطوفات سے مل کر فاعل ہے۔ یا پھر مشہور مثال: ضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْباً شَدِیْداً فِیْ دَارِہٖ اَمَامَ الْاَمِیْرِ تَادِیْباً وَالْخَشَبَۃَ.

(**بدانکہ چوں کلماتِ جملہ......الخ**) مطالعہ کا طریقہ یہ ہے کہ الفاظ میں سب سے پہلے سہ اقسام: اسم، فعل، حرف کو پہچانا جائے، اس کے بعد تذکیر و تانیث کو ممیز کیا جائے کون سا کلمہ مذکر اور کون سا مؤنث ہے؟ پھر تعریف و تنکیر کو معلوم کیا جائے، اس کے بعد دیکھا جائے کہ کون سا کلمہ معرب اور کون سا مبنی ہے؟ اور وجوہ اعراب کیا ہیں؟ اس کے بعد عامل اور

---

(۱) ضَرَبَ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، زَیْدٌ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) زید مبتدا، قائم اسم فاعل صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ "ھُوَ" راجع بسوئے زید فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳) مصنف رحمہ اللہ کے قول میں تسامح ہے، کیونکہ ضمیر مستتر کی کوئی شکل وصورت نہیں ہوتی، بلکہ اسے "اَنْتَ، ھُوَ" وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، لہٰذا بوقت ترکیب کہا جائے گا "ضمیر مستتر معبر بہ "اَنْتَ" فاعل، جیسا کہ سابقہ تراکیب میں گزرا۔

Scanned with CamScanner

فصل بدانکہ علامت اسم آنست کہ الف ولام یا حرفِ جر در اولش باشد چوں: اَلْحَمْدُ وبِزَیْدٍ، یا تنوین در آخرش باشد چوں: زَیْدٌ، یا مسندالیہ باشد چوں: زَیْدٌ قَائِمٌ، یا مضاف باشد چوں: غُلَامُ زَیْدٍ، یا مصغّر باشد چوں: قُرَیْشٌ، یا منسوب باشد چوں: بَغْدَادِیٌّ، یا مثنی باشد چوں: رَجُلَانِ، یا مجموع باشد چوں: رِجَالٌ، یا موصوف باشد چوں: جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ(۱)، یا تائے متحرک بدو پیوند د چوں: ضَارِبَۃٌ۔

معمول کو پہچانا جائے اور آخر میں کلمات کا ایک دوسرے سے تعلق دیکھا جائے تو اس طرح جملے میں مسندالیہ اور مسندان کے متعلقات ظاہر ہو جائیں گے اور جملہ حل ہو جائے گا (۲)۔

علامات اسم

علامات اسم تقریباً اٹھارہ ہیں، مصنف نے یہاں گیارہ مشہور علامتیں ذکر کی ہیں۔

---

(۱) علامت بمعنی خاصہ ہے، اور نحویوں کی اصطلاح میں "خَاصَّۃُ الشَّیْءِ" وہ ہے جو شی ء سے خارج ہو اور شی ء کے ساتھ پایا جائے، اور شی ء کے غیر کے ساتھ نہ پایا جائے۔ یہاں جو علامتیں بیان کی گئی ہیں وہ سب کی سب ایسی ہیں کہ اسم میں پائی جاتی ہیں غیر میں نہیں۔ علامت کی دو قسمیں ہیں: علامتِ شاملہ جو اسم کے ہر ہر فرد میں پائی جائے، کوئی فرد اس سے کسی وقت خالی نہ ہو۔ ان میں ایسی کوئی علامت نہیں۔ دوسری غیر شاملہ جو اسم کے بعض افراد میں بعض اوقات پائی جائے۔ یہاں مذکورہ علامات سب کی سب ایسی ہی ہیں، بلکہ اسم کے لئے علامتِ شاملہ ہے ہی نہیں جو اس کے ہر ہر فرد میں ہر وقت پائی جائے۔

پھر یہ علامتیں دو قسم پر ہیں: اول لفظی جو پڑھنے میں آئیں جیسے: اَلْحَمْدُ میں الف لام اور بِزَیْدٍ میں "با" حرف جار، اور زَیْدٌ میں تنوین۔ دوم معنوی جو پڑھنے میں نہ آئیں جیسے: زَیْدٌ عَالِمٌ میں "زَیْدٌ" کا مسندالیہ ہونا کہ ذہنی حکم ہے جو پڑھنے میں نہیں آتا اور غُلَامُ زَیْدٍ میں "غُلَام" کا مضاف ہونا کہ یہ بھی ذہنی حکم ہے جو زبان سے پڑھا نہیں جا سکتا۔ قُرَیْشٌ میں یائے تصغیر لفظی علامت ہے۔ یہ قرش کی تصغیر ہے، اور قرش ایک دریائی جانور کو کہتے ہیں جو تمام دریائی جانور پر غالب رہتا ہے۔ اسی مناسبت سے عرب کا ایک قبیلہ اس لفظ کے ساتھ موسوم ہوا کہ وہ بھی تمام قبائلِ عرب پر غالب تھا، یہ تصغیر برائے تعظیم ہے۔ بَغْدَادِیٌّ میں یائے نسبت لفظی علامت ہے۔ رَجُلَانِ میں الف نون لفظی علامت ہیں۔ رِجَالٌ میں موجودہ تغیر جو رَجُلٌ میں ہوا ملفوظ ہونے کی وجہ سے علامتِ لفظی ہے۔ جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ میں "رَجُلٌ" کا موصوف ہونا یہ بھی ذہنی حکم ہے جس کو زبان سے نہیں پڑھ سکتے، لہٰذا یہ علامتِ معنوی ہے۔ اور ضَارِبَۃٌ میں تائے متحرکہ یہ بھی لفظی علامت ہے۔ الحاصل مصنف علیہ الرحمۃ نے اسم کی گیارہ علامتیں بیان فرمائیں، جن میں سے آٹھ لفظی اور تین معنوی ہیں۔

(۲) جَاءَ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، رَجُلٌ موصوف، عَالِمٌ اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر ـــــ "ھُوَ" راجع بسوئے موصوف فاعل، اسمِ فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، جَاءَ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

❶ اس کے شروع میں الف لام ہو، اس سے مراد لام تعریف ہے، جیسے: اَلْحَمْدُ.
فائدہ: تنوین اور الف لام تعریفی کا اجتماع ایک کلمے میں ممنوع ہے۔
❷ حرف جر کا داخل ہونا، جیسے: بِزَیْدٍ. حروف جارہ سترہ ہیں، اسم کے شروع میں آکر اسے جر دیتے ہیں۔

باو تاو کاف ولام وواو منذ مذ خلا
رب حاشا من عدا فی عن علیٰ حتی الی

فائدہ: بجائے ب، ت، ک، ل، کے باو، تاو کاف، لام اس لئے کہا کہ نحویوں کا قانون ہے کہ "کسی ایک حرفی کلمے کو وہ ایک حرف سے تعبیر نہیں کرتے بلکہ اس کے اسم سے تعبیر کرتے ہیں"۔ جیسے بجائے "ب" کے "با" کہا، اب اس میں دو حرف آگئے۔ اسی طرح ترکیب کرتے وقت "ضَرَبْتُ" کے بارے میں کہتے ہیں "ضَرَبَ" فعل اور "تُوْ" ضمیر بارز اس کا فاعل "تُ" ضمیر نہیں کہتے، کیونکہ یہ ایک حرفی ہے "ضَرَبْتَ" میں "تَوْ" اور "ضَرَبْتِ" میں "تِیْ" فاعل۔

❸ ۳۔ کلمے کے آخر میں تنوین کا آنا، جیسے: زَیْدٌ.

تنوین کی پانچ قسمیں ہیں:

❶ تنوینِ تمکّن: وہ تنوین جو اسم متمکن پر داخل ہو جیسے: زَیْدٌ، خَالِدٌ.
❷ تنوینِ تنکیر: وہ تنوین جو کسی اسم کو نکرہ بنانے کے لئے آئے جیسے: جَاءَ نِیْ أَحْمَدُ وَأَحْمَدٌ آخَرَ. دوسرے "احمد" پر جو تنوین ہے اسے تنوینِ تنکیر کہتے ہیں، کیونکہ "احمد" غیر منصرف ہے اور غیر منصرف پر تنوینِ تمکن نہیں آتی۔ اسی طرح "صَهٍ" ای: اُسْكُتْ سُكُوْتًا مَّا فِیْ وَقْتٍ مَّا. اگر "صَهْ" بغیر تنوین کے ہو تو اس کا معنی ہے اُسْكُتِ الْآنَ. یعنی معین ہے، جب کہ تنوین کی صورت میں معنی عام ہو جاتا ہے۔
❸ تنوینِ تقابل: وہ تنوین جو کسی چیز کے مقابلے میں آئے جیسے: جمع مؤنث سالم "مُسْلِمَاتٌ" میں تنوین جمع مذکر سالم "مُسْلِمُوْنَ" کے نون کے مقابلے میں ہے۔
❹ تنوینِ عوض: جو کسی محذوف چیز کے عوض میں آئے جیسے: یَوْمَئِذٍ، حِیْنَئِذٍ کہ اصل میں یَوْمَ إِذْ کَانَ کَذَا، حِیْنَ إِذْ کَانَ کَذَا تھا، مضاف الیہ کو حذف کر کے اس کے عوض تنوین لے آئے۔
❺ تنوینِ ترنم: وہ تنوین جو وزنِ شعری برابر کرنے کے لئے آئے، یہ تنوین اسم کی خصوصیت نہیں، بلکہ فعل پر بھی داخل ہوتی ہے، اسی طرح بغیر گنجائش کے اسم پر داخل ہوتی ہے۔

أَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلُ وَالْعِتَابَنْ
وَقُوْلِیْ إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنْ

....

"الــعِـتَــابَــنْ" اسم پر الف لام داخل ہے، اس کے باوجود تنوین داخل ہوئی، کیونکہ تنوینِ ترنم ہے، اسی طرح "أصابَنْ" فعل پر بھی وزنِ شعری کی وجہ سے داخل ہوئی۔ کبھی یہ تنوین حرف کے آخر میں آتی ہے جیسے۔

أَفِدَ التَّرَحُّلُ غَيْرَ أَنَّ رِكَابَنَا لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا وَكَأَنْ قَدِنْ

یہاں "قد" حرف ہے لیکن اس پر تنوین داخل ہوئی۔ قرآن کریم میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں جیسے:

وَتَظُنُّونَ بِاللّٰهِ الظُّنُونَا. فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا.

❹ مسند الیہ ہونا، اس کا اطلاق مبتدا اور فاعل پر ہوتا ہے اور اسماء ہی مبتدا اور فاعل بن سکتے ہیں (۱) جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ. اگر کہیں فعل مبتدا بنے تو اس میں تاویل کرتے ہیں جیسے: أَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُم أی: صِيَامُكُم خَيْرٌ لَّكُم.

❺ مضاف ہونا، جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ.

فائدہ: مضاف پر الف لام کا دخول ممنوع ہے، بعض نحوی مضاف الیہ کو بھی اسم کی علامت قرار دیتے ہیں اور جہاں فعل مضاف الیہ واقع ہو وہاں تاویل کرتے ہیں جیسے: يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُم أی: يَوْمَ نَفْعِ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُم.

❻ کلمے کا مصغر ہونا، جیسے: قُرَيْشٌ (۲).

---

(۱) اس علامت سے "مَا عِنْدَكُم يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللهِ بَاقٍ". اور "قُلْ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ". میں "ما" کا اسم ہونا معلوم ہوتا ہے، کیونکہ "ما" کی طرف نفاد و بقاء اور خیریت کی اسناد کی گئی ہے۔

(۲) تصغیر اسم کی ہیئت و شکل میں ایسی تبدیلی جس کی وجہ سے اسم فُعَيْلٌ، فُعَيْعِلٌ یا فُعَيْعِيلٌ کے وزن پر ہو جائے۔

تصغیر کے تین اوزان ہیں: فُعَيْلٌ، فُعَيْعِل، فُعَيْعِيلٌ.

اغراضِ تصغیر: تصغیر کی مختلف اغراض ہیں:

کبھی تحقیر کے لئے کلمے کو مصغّر بنایا جاتا ہے جیسے: جُبَيْلٌ، عُوَيْلِمٌ.

کبھی کسی چیز کے جسم و ذات کی تقلیل پر دلالت کرتی ہے جیسے: وُلَيْدٌ، طُفَيْلٌ، كُلَيْبٌ.

کبھی کمیت و عدد کی تقلیل کے لئے آتی ہے جیسے: دُرَيْهِمَاتٌ، وُرَيْقَاتٌ.

کبھی تقریب زمان پر دلالت کرتی ہے جیسے: قُبَيْلَ الفَجْرِ، بُعَيْدَ العِشَاءِ.

کبھی تقریب مکان کے لئے آتی ہے جیسے: فُوَيْقَ، تُحَيْتَ.

Scanned with CamScanner

تصغیر اسم کے ساتھ اس لئے مختص ہے کہ فعل کے معنی میں چھوٹے ہونے کا تصور نہیں ہوتا۔

۵ منسوب ہونا، منسوب اس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں یائے نسبتی لگی ہو جیسے: بَغْدَادِیٌّ۔

فائدہ: اسم منسوب کو اگر اعتماد حاصل ہو تو یہ خود عمل بھی کرتا ہے، جیسے: أَبَغْدَادِیٌّ أَنْتَ؟

کبھی پیار و محبت کے اظہار پر دلالت کرتی ہے جیسے: یَاصُدَیِّقِیْ، یَا بُنَیَّیْ۔

کبھی رحمت و شفقت کے اظہار کے لئے آتی ہے جیسے: هٰذا البَائِسُ مُسَیْکِیْن۔

کبھی تعظیم کے لئے آتی ہے جیسے:

وَكُلُّ أُنَاسٍ سَوْفَ تَدْخُلُ بَیْنَهُمْ ۔۔۔ دُوَیْهِیَةٌ تَصْفَرُّ مِنْهَا الْأَنَامِلُ

کبھی اس کا فائدہ اختصار لفظی مع افادۃ الوصف ہوتا ہے جیسے: نُهَیْرٌ بمعنی نَهْرٌ صَغِیْرٌ۔

شرائطِ تصغیر: ۱- اسم ہو، فعل و حرف کی تصغیر نہیں آتی۔

۲- اسم معرب ہو، عام طور پر اسمائے مبنیہ: ضمائر، اسمائے استفہام، اسمائے شرط وغیرہ کی تصغیر نہیں آتی۔ البتہ اسمائے مبنیہ کی جو تصغیر سماع من العرب سے ثابت ہو وہ مستثنی ہے جیسے: بَنَفْعَلُوْبَه کی نُفَیْعَلُوْبَه۔ أَحَدَ عَشَرَ کی تصغیر أُحَیْدَ عَشَرَ۔ اسمائے اشارہ ذا، تا اُولیٰ کی تصغیر ذَیَّا، تَیَّا، اُوْلَیَّا۔ ذَانِ، تَانِ کی تصغیر ذَیَّانِ، تَیَّانِ۔ الَّذِی، الَّتِی، الَّذِیْنَ کی تصغیر اللَّذَیَّا، اللَّتَیَّا، اللَّذَیُّنَ۔

۳- مصغر اللفظ نہ ہو، ورنہ اس کی تصغیر نہیں آئے گی جیسے: کُمَیْتٌ، دُرَیْدٌ، سُوَیْدٌ۔

۴- اس کا معنی قابلِ تصغیر ہو، لہٰذا وہ اسماء جو واجب التعظیم ہوں ان کی تصغیر جائز نہیں جیسے: اسماء باری تعالیٰ، اسمائے انبیاء و ملائکہ۔ اسی طرح لفظ کُلّ، بعض، اسمائے شہور، اسمائے اسبوع، الفاظِ حکیہ، کلمہ غیر، سِوی، بَارِحہ، غد کی تصغیر نہیں آتی۔

اقسامِ تصغیر: تصغیر کی دو قسمیں ہیں: ۱- تصغیر اصلی ۲- تصغیر ترخیم

اگر ثلاثی کی تصغیر مطلوب ہو تو حرفِ اول کو ضمہ، ثانی کو فتحہ اگر پہلے سے فتحہ نہ ہو، تیسری جگہ یائے ساکنہ برائے تصغیر لائیں گے جیسے: سَعْدٌ، حَسَنٌ سے سُعَیْدٌ، حُسَیْنٌ۔

اگر ثلاثی مشدد ہو جیسے: قَطٌّ، عَمٌّ، دُرٌّ تو فک ادغام واجب ہے جیسے: قُطَیْطٌ، عُمَیْمٌ، دُرَیْرٌ۔

ثلاثی کے آخر میں تائے تانیث ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

اگر ثلاثی کے بعض حروف اصلی محذوف ہوں تو بوقتِ تصغیر وہ واپس آجائیں گے جیسے: یَدٌ سے یُدَیٌّ، عِدَةٌ، سَنَةٌ (وَعْدٌ، سَنَوٌ یا سَنَهٌ) سے وُعَیْدٌ، سُنَیَّةٌ یا سُنَیْهَةٌ۔ بِنْتٌ، أُخْتٌ سے بُنَیَّةٌ، اُخَیَّةٌ۔

اگر اسم رباعی ہو تو اول مضموم، ثانی مفتوح، تیسری جگہ یائے ساکنہ، اس کا مابعد مکسور ہوگا جیسے: جَعْفَرٌ سے جُعَیْفِرٌ۔

Scanned with CamScanner

وعلامتِ فعل (۱) آنست کہ قد دراولش باشد چوں: قَــــدْ ضَــــرَبَ (۲) یا سین باشد چوں: سَیَضْرِبُ (۳) یا سوف باشد چوں: سَوْفَ یَضْرِبُ (٤) یا حرف جزم بود چوں: لَمْ یَضْرِبُ (٥) یا

❽ تثنیہ ہونا، جیسے: رَجُلَانِ.

❾ جمع ہونا، جیسے: رِجَالٌ.

فائدہ: فعل تثنیہ و جمع نہیں ہوتا، ضربا، ضربوا وغیرہ میں فعل ضرب ایک ہی ہے فاعل دو یا دو سے زائد ہیں، الف سے اشارہ ہے کہ فاعل دو ہیں اور واو دلالت کرتی ہے کہ فاعل دو سے زائد ہیں۔

❿ موصوف ہونا، جیسے: رَجُلٌ عَالِمٌ.

⓫ آخر میں تائے متحرکہ کا ہونا، جیسے: ضَارِبَۃٌ (٦).

---

(۱) فعل کی آٹھ علامتوں میں سے اول چھ لفظی ہیں کہ ان کو زبان سے پڑھا جا سکتا ہے، آخری دو میں سے امر حاضر معروف ہونا علامتِ معنوی ہے، البتہ نہی ہونا علامتِ لفظی ہے، کیونکہ کلمے کے نہی ہونے پر لفظِ "لا" دلالت کرتا ہے جس کو لائے نہی کہتے ہیں، اور وہ ملفوظ ہوتا ہے۔ جس طرح امر غائب معروف و مجہول پر لام دلالت کرتا ہے جسے لام امر کہتے ہیں، اور وہ بھی ملفوظ ہوتا ہے۔

(۲) "قَدْ" برائے تحقیق، ضَرَبَ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبرہ "ھُوَ" راجع بسوئے غائب مثلاً زید فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) "سین" برائے استقبالِ قریب، یَضْرِبُ فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبرہ "ھُوَ" راجع بسوئے غائب مثلاً زید فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۴) "سَوْفَ" حرف برائے استقبالِ بعید، یَضْرِبُ فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبرہ "ھُوَ" راجع بسوئے غائب مثلاً زید فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۵) "لَمْ" حرف جازم، یَضْرِبْ فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبرہ "ھُوَ" راجع بسوئے غائب مثلاً زید فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(٦) ان کے علاوہ دیگر علامات مثلاً: اس کی طرف ضمیر کا لوٹنا جیسے: جَاءَ الْمُحْسِنُ. مُحْسِن میں ضمیر مستتر معبرہ "ھو" موجود ہے، اس کا مرجع الف لام ہے، لہٰذا الف لام کو اسم کہیں گے۔

اس سے کوئی صریح اسم بدل واقع ہو جیسے: کَیْفَ عَلِيٌّ: أَصَحِیْحٌ أَمْ مَرِیْضٌ؟ میں صَحِیْحٌ صریح اسم ہے اور "کَیْفَ" سے بدل واقع ہو رہا ہے، بدل مبدل منہ عام طور پر اسمیت و فعلیت میں متحد ہوتے ہیں، لہٰذا "کَیْفَ" کو اسم کہا جائے گا۔ =

Scanned with CamScanner

ضمیر مرفوع متصل بدو پیوند د چوں: ضَرَبْتُ (۱) یا تائے ساکن چوں: ضَرَبَتْ (۲) یا امر باشد چوں: اِضْرِبْ یا نہی باشد چوں: لَاتَضْرِبْ (۳). وعلامتِ حرف آنست کہ ہیچ علامت از علامات اسم وفعل درو نبود.

علاماتِ فعل

❶ شروع میں قد داخل ہو، جیسے: قَدْ سَمِعَ .
❷ ابتدا میں ''سین'' داخل ہو، جیسے: سَیَضْرِبُ .
❸ ''سوف'' داخل ہو، جیسے: سَوْفَ یَضْرِبُ.
❹ حروف جازمہ داخل ہوں، جیسے: لَمْ یَضْرِبْ .
❺ آخر میں ضمیر مرفوع متصل ہو، جیسے: ضربتَ، ضربتِ، ضربتُ.
❻ آخر میں تائے ساکن ہو، جیسے: ضَرَبَتْ (٤).
❼ امر ہو، جیسے: اِضْرِبْ.
❽ نہی ہو، جیسے: لَاتَضْرِبْ.

علاماتِ حرف

جس کلمے میں اسم وفعل کی کوئی بھی علامت نہ پائی جائے وہ حرف ہے یعنی اسم وفعل کی علامات سے خالی ہونا حرف کی علامت ہے جیسے: هَلْ، فِیْ، مِنْ، لَمْ. یہاں پر ایک عدمی چیز علامت واقع ہو رہی ہے، اور اس میں کوئی اشکال نہیں، کیونکہ بسا اوقات کوئی عدمی چیز بھی علامت واقع ہوتی ہے، جیسے: مذکر و مؤنث کے باب میں کہتے ہیں کہ جو کلمہ علامات تانیث سے خالی ہو وہ مذکر ہے۔

= اس کا وزن کسی ایسے اسم کے وزن کے موافق ہو جس کی اسمیت میں اختلاف نہ ہو۔

(۱) ضَرَبْتُ فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم یا واحد مذکر حاضر یا واحد مؤنث غائب ''تا'' ضمیر مرفوع متصل فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) ضَرَبَتْ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مؤنث غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ''هُوَ'' راجع بسوئے غائب مثلاً زینب فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۴) چنانچہ ''لَیْسَ، عَسٰی'' کے متعلق ابن سراج وثعلب نے جو حرف ہونے کا قول اختیار کیا وہ درست نہیں، اسی طرح فارسی کا ''لَیْسَ'' کو اور فراء کا ''نِعْمَ'' کو اسم کہنا بھی درست نہیں، کیونکہ فعل کی علامت آخر میں تائے ساکنہ ان میں پائی جا رہی ہے، لہذا یہ افعال ہیں۔

Scanned with CamScanner

فصل: بدانکہ جملہ کلمات عرب بر دو قسم است: معرب ومبنی. معرب آنست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف شود چوں: زَیْدٌ در جَاءَ نِیْ زَیْدٌ(۱) ورَأَیْتُ زَیْداً(۲) ومَرَرْتُ بِزَیْدٍ(۳). جَاءَ عامل است وزید معرب است وضمہ اعراب است ودال محل اعراب، ومبنی آں است کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف نہ شود چوں: هٰؤُلَاءِ کہ در حالتِ رفع ونصب وجر یکساں است.

(فصل بدانکہ جملہ کلمات عرب......الخ) جملہ کلمات عرب دوحال سے خالی نہیں معرب ہوں گے یا مبنی۔

معرب وہ ہے جس کا آخر اختلاف عوامل سے مختلف ہو جائے، یعنی اگر عامل رافع ہو تو مرفوع، عامل ناصب ہو تو منصوب، عامل جار ہو تو مجرور، جیسے: زید ان مثالوں میں. جَاءَ نِیْ زَیْدٌ ، رَأَیْتُ زَیْداً ، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ. زید چونکہ معرب ہے، اسی لئے اختلاف عوامل کی وجہ سے اس پر آنے والے اعراب بھی مختلف ہیں۔

فائدہ: جاء، رأیت، با در حقیقت علامات ہیں عامل نہیں، انہیں مجازاً عامل کہا جاتا ہے۔

معرب کو معرب اس لئے کہتے ہیں کہ معرب کا معنی ہے ظاہر کرنے کی جگہ، چونکہ معرب میں اعراب ظاہر ہوتا ہے، اسی لئے اسے معرب کہتے ہیں(۴)۔

مبنی

مبنی وہ ہے جس کا آخر اختلاف عوامل سے مختلف نہ ہو، ہر صورت میں ایک ہی ہو، جیسے: هٰؤلاء. یہ مبنی ہے، اس

(۱) جَاءَ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، نون برائے وقایہ، "یا" ضمیر مفعول بہ، زَیْدٌ فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) رَأَیْتُ فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، زَیْداً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) مَرَرْتُ فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، "با" حرف جار، زَیْدٍ مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۴) معرب "اعراب" بمعنی "اظہار و بیان" سے ہے، حدیث میں ہے: "اَلثَّیِّبُ تُعْرِبُ عَنْ نَفْسِهَا". ای: تُبَیِّنُ وَتُوَضِّحُ معرب میں اعراب معانی کو واضح اور بیان کرتے ہیں، اسی لئے اسے معرب کہتے ہیں۔ یا یہ "عَرِبَتِ الْمِعْدَةُ إِذَا فَسَدَتْ" سے ہے اور ہمزہ برائے سلب ماخذ ہے معرب کے آخر میں مختلف حرکات کے آنے سے التباسِ معانی کے فساد کا ازالہ ہوتا ہے۔ حاصلِ کلام یہ ہوا کہ "اَعْرَبْتُ الْکَلَامَ ای: اَزَلْتُ عَرَبَهٗ ای: فَسَادَهٗ. یا "عُرُوْبٌ" بمعنی "مُتَحَبِّبٌ" سے ہے جیسے: اِمْرَأَةٌ عُرُوْبٌ ای: مُتَحَبِّبَةٌ، عُرُباً اَتْرَاباً ای: مُتَحَبِّبَةٌ اِلٰی اَزْوَاجِهِنَّ. لِاَنَّ الْمُعْرِبَ لِلْکَلَامِ کَاَنَّهٗ یَتَحَبَّبُ اِلَی السَّامِعِ بِاِعْرَابِهٖ.

Scanned with CamScanner

فصل: بدانکہ جملہ حروف مبنی است واز افعال فعل ماضی، وامر حاضر معروف (۱)، وفعل مضارع بانونہائے جمع مؤنث وبانونہائے تاکید نیز مبنی است. بدانکہ اسم غیر متمکن مبنی است، واما اسم متمکن معرب است بشرط آنکہ در ترکیب واقع شود، وفعل مضارع معرب است بشرط آنکہ از نونہائے جمع مؤنث ونون تاکید خالی باشد. پس در کلام عرب بیش ازیں دو قسم معرب نیست باقی ہمہ مبنی است. واسم غیر متمکن اسمیست کہ با مبنی اصل مشابہت دارد، ومبنی اصل سہ چیز است: فعل ماضی وامر حاضر وجملہ حروف، واسم متمکن اسمیست کہ با مبنی اصل مشابہ نہ باشد.

پر عامل رافع آئے پھر بھی کسرہ، عامل ناصب یا جار آئے تب بھی اس کے اعراب میں تبدیلی نہیں آئے گی، جیسے: جَاءَ نِیْ هٰؤُلَاءِ، رَأَیْتُ هٰؤُلَاءِ، مَرَرْتُ بِهٰؤُلَاءِ.

مبنی اسم مفعول ہے اصل میں مَبْنُوْیٌ تھا، مَبْنُوْیٌ ای: مَضْبُوْطٌ. مبنی کا آخر بھی مضبوط ہوتا ہے کہ کسی عامل کے اثر کو قبول نہیں کرتا اسی لئے اسے مبنی کہتے ہیں۔

فائدہ: معرب کا اعراب لفظی یا تقدیری ہوتا ہے اور مبنی کا اعراب ہمیشہ محلی ہوتا ہے، لہذا بوقت ترکیب معرب کے لئے اعراب محلی اور مبنی کے لئے اعراب لفظی یا تقدیری بیان کرنا صحیح نہیں۔ اعراب محلی کا مطلب یہ ہے کہ اسم ایسی جگہ واقع ہو کہ اگر اس کی جگہ کوئی معرب ہوتا تو اس پر عامل کے مطابق اعراب ظاہر ہوتا۔

معرب ومبنی کی اقسام

(فصل: بدانکہ جملہ حروف مبنی است......الخ) اَلْأَصْلُ فِی الْأَسْمَاءِ الْإِعْرَابُ وَالْأَصْلُ فِی الْأَفْعَالِ الْبِنَاءُ.

اسم میں اصل اعراب اور فعل میں اصل بنا ہے۔ مبنی کی چھ قسمیں ہیں۔

۱- جملہ حروف، ۲- فعل ماضی، ۳- امر حاضر معروف، ۴- فعل مضارع جب نون جمع مؤنث غائب وحاضر یا نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ متصل ہو، (۲)، ۵- اسم غیر متمکن، ۶- اسم متمکن جب ترکیب میں واقع نہ ہو (۳)۔

(۱) امر غائب معروف، امر مجہول مطلقاً اور نہی مطلقاً معروف ہو یا مجہول مضارع میں داخل ہیں، جو حکم مضارع کا ہے وہ ان کا بھی ہے۔

(۲) نونِ تاکید کا اتصال صرف پانچ صیغوں: واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر اور متکلم کے دو صیغوں میں ہوتا ہے تو بوقتِ اتصال یہی مبنی ہوں گے۔ باقی سات صیغوں میں اتصال نہیں ہوتا کہ ضمیر فاعل فاصل ہوتی ہے، لہذا وہ معرب ہوں گے۔ یہی حکم امر غائب معروف ومجہول اور نہی کا ہے کہ بروقتِ اتصال نونِ جمع مؤنث یا نونِ تاکید مبنی ہوتے ہیں ورنہ معرب۔

(۳) اسم متمکن جب ترکیب میں واقع نہ ہو تو معرب ومبنی کی صفت سے متصف نہیں ہوگا، کیونکہ اعراب وبناء سے متصف ہونا کلمے کے وجود=

....

معرب صرف دو ہیں:

❶ اسم متمکن (۱) جب ترکیب میں واقع ہو۔ اسمِ متمکن اس اسم کو کہتے ہیں جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو۔

❷ فعل مضارع جب نون جمع مؤنث اور نون تاکید (ثقیلہ وخفیفہ) سے خالی ہو۔

جب اسم یا فعل اپنی اصل کو چھوڑ دیں تو وہاں ضرور کوئی نہ کوئی وجہ ہوگی۔ اسم میں اعراب کے اصل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اعراب کا دارومدار معانی معتورہ پر ہے اور اسم معانی معتورہ کو قبول کرتا ہے، اور فعل ان کو قبول نہیں کرتا اس لئے افعال میں اصل بنا ہے۔

فعل مضارع کے چند صیغوں کے معرب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فعل مضارع میں بھی معانی معتورہ آتے ہیں، کبھی مرفوع اور کبھی منصوب، جیسے: لَاتَـاكُلِ السَّمَكَ وَ تَشْرَبُ اللَّبَنَ "تشرب" فعل مضارع محل رفع میں واقع ہے، اصل میں وَلَكَ شُـرْبُ اللَّبَنِ ہے، اور محل نصب کی مثال بھی یہی مثال ہے لیکن اس صورت میں "واؤ" بمعنی "مع" ہوگی اور قانون ہے کہ "واؤ" بمعنی "مع" کے بعد مفعول معہ ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ مفعول معہ منصوب ہوتا ہے تو عبارت یوں گی: لَاتَاكُلِ السَّمَكَ مَعَ شُرْبِ اللَّبَنِ.

اسم غیر متمکن: اسم غیر متمکن اس اسم کو کہتے ہیں جس کی مشابہت مبنی الاصل کے ساتھ ہو اور مبنی الاصل تین ہیں: ۱- جملہ حروف، ۲- فعل ماضی، ۳- امر حاضر معروف۔

مشابہت کی چھ صورتیں ہیں: ۱- شبہ وضعی، ۲- شبہ معنوی، ۳- شبہ استعمالی، ۴- شبہ افتقاری، ۵- شبہ اہمالی، ۶- شبہ جمودی۔

شبہ وضعی: کوئی اسم مبنی الاصل کے ساتھ وزن یا تعداد حروف میں مشابہت رکھے، جیسے تائے ضمیری اور تائے ضمیری، یہ وزن میں ہمزہ استفہام کے مشابہ ہیں، اسی طرح "لا" اور "ما" کے ساتھ تعداد حروف میں بھی مشابہت رکھتے ہیں۔ اور ہمزہ استفہام، ما و لا مبنی ہیں، لہذا ان سے مشابہت رکھنے والا اسم بھی مبنی ہوگا۔

شبہ معنوی: کوئی اسم مبنی الاصل کے ساتھ معنی میں مشابہت رکھے، جیسے: من و ما، یہ ہل استفہامیہ کے

= و ترکیب سے متاخر ہے۔

(۱) اَلْاِسْمُ الْمُتَمَكِّنُ اَیْ: اِسْمٌ رَاسِخُ الْقَدَمِ فِی الْاِسْمِیَّةِ یعنی اسم متمکن کو متمکن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اسمیت میں راسخ اور جما ہوا ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

فصل: بدانکہ اسم غیر متمکن ہشت قسم است: اول مضمرات چوں: أَنَا من مرد و زن و ضَرَبْتُ زدم من، وإِيَّايَ خاص مرا، وضَرَبَنِي بزد مرا، ولِي مرا، و ایں ہفتاد ضمیر است: چہاردہ مرفوع متصل: ضَرَبْتُ

ساتھ معنی میں مشابہت رکھتے ہیں کہ ہل کی طرح یہ بھی استفہام کے لئے آتے ہیں۔

شبہ استعمالی: کوئی اسم مبنی الاصل کے ساتھ استعمال میں مشابہت رکھے، جیسے اسماء افعال کہ ان کی مشابہت حروف جارہ کے ساتھ ہے، یعنی جس طرح حروف جارہ عامل ہیں لیکن معمول واقع نہیں ہوتے، تو اسی طرح اسمائے افعال بھی عمل کرتے ہیں لیکن معمول واقع نہیں ہوتے، اسی استعمالی تشابہ کی وجہ سے اسمائے افعال مبنی ہیں۔

شبہ افتقاری: غیر کی طرف محتاج ہونے میں مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھنا، جیسے اسمائے موصولہ اور اسمائے اشارہ، جس طرح حرف اپنے معنی پر دلالت کرنے میں غیر کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح اسمائے موصولہ و اسمائے اشارہ بھی صلہ اور مشار الیہ کے محتاج ہوتے ہیں، اس شبہ افتقاری کی بنا پر اسمائے موصولہ و اسمائے اشارہ مبنی ہیں۔

شبہ اہمالی: کوئی اسم مبنی الاصل کے ساتھ مہمل ہونے میں مشابہت رکھے، جیسے فواتح السور (حروف مقطعات) ان کی مشابہت حروف عاطفہ کے ساتھ ہے، جس طرح حروف عاطفہ نہ عامل ہوتے ہیں اور نہ ہی معمول، اسی طرح فواتح السور بھی نہ عامل واقع ہوتے ہیں اور نہ ہی معمول، لہذا یہ بھی مبنی ہیں۔

شبہ جمودی: کوئی اسم مبنی الاصل کے ساتھ جامد ہونے میں مشابہت رکھے، جیسے اسمائے ظروف، جامد کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تثنیہ و جمع نہ آئے، تو جس طرح حروف کی تثنیہ و جمع نہیں آتی، اسی طرح اسمائے ظروف کی بھی تثنیہ و جمع نہیں آتی۔

(فصل: بدانکہ اسم غیر متمکن......الخ) اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں۔

۱۔ مضمرات: ضمیر (۱) کی تعریف یہ ہے کہ جسے متکلم، مخاطب یا غائب کے لئے وضع کیا گیا ہو اور اس غائب کا تذکرہ سابق میں لفظاً، حکماً یا معناً ہو۔ لفظاً، جیسے: زَيْدٌ ضَرَبَ، یہاں ضرب کا فاعل ضمیر مستتر ہے جسے ''ھو'' سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کا مرجع اس سے قبل لفظوں میں موجود ہے۔

(۱) ضمیر اسم جامد ہے۔ اسم اس لئے کہ اسم کی تعریف '' کلمے کا مسند الیہ ہونا، جر قبول کرنا'' ضمیر پر صادق ہے کہ ضمیر کی طرف فعل کی نسبت ہوتی ہے جیسے: ضَرَبْتُ، ضَرَبْتَ، ضَرَبْتِ، اور ضمیر محلاً مجرور بھی ہوتی ہے جیسے: إِلَيْهِ، فِيْهِ، بِهٖ، عَنْهُ۔ اور جامد اس لئے کہ ضمائر نہ خود کسی سے مشتق ہوتے ہیں نہ کوئی اور کلمہ ان سے مشتق ہوتا ہے۔ ضمیر ان کلمات میں سے ہے جو نہ موصوف واقع ہوتے ہیں اور نہ صفت۔

Scanned with CamScanner

ضَرَبْنَا ضَرَبْتَ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُم ضَرَبْتِ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُنَّ ضَرَبَ ضَرَبَا ضَرَبُوا ضَرَبَتْ

معناً مرجع کی مثال، جیسے: اِعْدِلُوْا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی. ''هُوَ'' کا مرجع ''عدل'' ہے جو ''اعدلوا'' کے معنی میں موجود ہے۔

حکماً مرجع، جیسے: نِعْمَ رَجُلاً، ''نعم'' میں ضمیر مستتر معرب ''ھو'' فاعل ہے جس کا مرجع نہ لفظاً اور نہ ہی معناً ما قبل میں مذکور ہے بلکہ مرجع بعد میں ''رجلا'' ہے لیکن حکماً اس کو پہلے کرتے ہیں ورنہ اضمار قبل الذکر لازم آئے گا۔

فائدہ: اگر مرجع ما قبل لفظوں میں نہ ہو تو ضمیر مذکر کی صورت میں اسے ضمیر شان جب کہ ضمیر مؤنث کو ضمیر قصہ کہتے ہیں۔

ضمیر کی دو قسمیں ہیں: ۱-ضمیر متصل، ۲-ضمیر منفصل

ضمیر متصل وہ ضمیر جو نہ مبتدا بن سکے اور نہ ہی ''الا'' کے بعد آئے۔ یا یوں کہا جائے کہ ضمیر مرفوع متصل اس ضمیر کو کہتے ہیں جو محلِ رفع میں واقع ہو اور اپنے عامل سے متصل ہو۔

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱-ضمیر بارز، ۲-ضمیر مستتر

ضمیر بارز وہ ضمیر ہے جو مذکور فی اللفظ ہو، جیسے: ضَرَبْتَ، ضَرَبْتِ، ضَرَبْتُ، یہاں ضمیر ''ت'' تلفظ میں آرہی ہے، اور ضمیر مستتر اس ضمیر کو کہتے ہیں جو لفظوں میں مذکور نہ ہو، جیسے: اِضْرِبْ، یہاں ضمیر معرب أَنْتَ پوشیدہ ہے لیکن اِضْرِبْ کا تلفظ کرتے وقت اس کا تلفظ نہیں ہوتا (۱)۔

ضمیر منفصل جو مبتدا بھی بنے اور ''الا'' کے بعد بھی آسکے۔ بالفاظِ دیگر جو محلِ رفع میں واقع ہو اور اپنے عامل سے ملی ہوئی نہ ہو۔ یہ ضمیر مرفوع متصل کی طرح دو قسم پر نہیں، بلکہ ہمیشہ بارز ہوتی ہے۔

ضمائر کل ستر ۷۰/ اور پانچ جماعتوں پر مشتمل ہیں۔ ہر جماعت میں چودہ صیغے ہیں۔

۱-ضمیر مرفوع متصل: ضَرَبْتُ ضَرَبْنَا ضَرَبْتَ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُم ضَرَبْتِ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُنَّ ضَرَبَ ضَرَبَا ضَرَبُوا ضَرَبَتْ ضَرَبَتَا ضَرَبْنَ۔

پہلے دو صیغے متکلم کے ضربت واحد متکلم اور ضربنا جمع متکلم کا، پھر چھ صیغے مخاطب کے، پہلے تین مذکر مخاطب، ضربت واحد مذکر مخاطب کے لئے ضربتما تثنیہ مذکر مخاطب کا ضربتم جمع مذکر مخاطب کا، اور آخری تین اسی ترتیب

(۱) ضمیر مستتر ضمیر متصل ہی کی ایک قسم ہے اور موجود کے حکم میں ہوتی ہے، اسے محذوف کہنا درست نہیں، لہذا جاء الَّذِي أَكْرَمْتُ أي: أكرمتُه. میں ''ہ'' ضمیر کو ضمیرِ مستتر نہیں کہیں گے، بلکہ یہ ضمیر بارز ہے، کیونکہ مذکور فی اللفظ تھی بعد میں اسے حذف کیا گیا۔

Scanned with CamScanner

ضَرَبَتَا ضَرَبْنَ (۱) وچہاردہ مرفوع منفصل: اَنَا نَحْنُ (۲) اَنْتَ اَنْتُمَا اَنْتُم اَنْتِ اَنْتُمَا اَنْتُنَّ هُوَ

سے مؤنث مخاطب کے صیغے ہیں۔ ان کے بعد چھ صیغے علی الترتیب تین مذکر غائب کے اور تین مؤنث غائب کے ہیں۔

ضمیر مرفوع منفصل: اَنَا نَحْنُ اَنْتَ اَنْتُمَا اَنْتُم اَنْتِ اَنْتُمَا اَنْتُنَّ هُوَ هُمَا هُمْ هِيَ هُمَا هُنَّ.

ضمیر منصوب متصل: ضَرَبَنِی ضَرَبَنَا ضَرَبَكَ ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُم ضَرَبَكِ ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُنَّ ضَرَبَه ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُم ضَرَبَهَا ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُنَّ.

---

(۱) ضَرَبْتُ میں ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے واحد متکلم مبنی بر ضم، ضَرَبْنَا میں ''نا'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے واحد متکلم معظم یا متکلم مع الغیر مبنی بر سکون، ضَرَبْتَ میں ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے واحد مذکر حاضر مبنی بر فتح، ضَرَبْتُمَا میں ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مذکر حاضر مبنی بر ضم، میم حرف عماد مبنی بر فتح ''ا'' علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، ضَرَبْتُم میں ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مذکر حاضر مبنی بر ضم، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، ضَرَبْتِ میں ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے واحد مؤنث حاضر مبنی بر کسر، ضَرَبْتُمَا میں ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مؤنث حاضر مبنی بر ضم، میم حرف عماد مبنی بر فتح، ''ا'' علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، ضَرَبْتُنَّ میں ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مؤنث حاضر مبنی بر ضم، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح، ضَرَبَ میں ضمیر مستتر معبر ہے — هُوَ مرفوع متصل مستتر برائے واحد مذکر غائب مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ضَرَبَا میں ''الف'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مذکر غائب مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زیدان، ضَرَبُوْا میں ''واؤ'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مذکر غائب مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زیدون، ضَرَبَتْ میں ضمیر مستتر معبر ہے — هِيَ مرفوع متصل مستتر برائے واحد مؤنث غائب مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زینب، ضَرَبَتَا میں ''الف'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مؤنث غائب مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً هندان، ''تا'' علامتِ تانیث مبنی بر سکون، فتحہ موجودہ حرکتِ مناسبت، ضَرَبْنَ میں ''نون'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مؤنث غائب مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً هندات.

اس تفصیل سے ظاہر ہوا کہ ماضی کے صرف دو صیغوں میں ضمیر مرفوع متصل مستتر یعنی پوشیدہ ہوتی ہے، باقی تمام صیغوں میں بارز یعنی ظاہر ہوتی ہے۔ اور مضارع کے پانچ صیغوں میں: یعنی واحد مذکر غائب میں هُوَ، واحد مؤنث غائب میں هِيَ، واحد مذکر حاضر میں اَنْتَ، جس میں ''اَنْ'' ضمیر اور ''تا'' علامتِ خطاب ہے اور واحد متکلم میں اَنَا، جمع متکلم میں نَحْنُ کی ضمیر مستتر ہوتی ہے۔ باقی میں بارز۔ امر حاضر معروف کے صرف ایک صیغے واحد مذکر حاضر میں ''اَنْتَ'' مستتر ہوتا ہے، جس میں ''اَنْ'' ضمیر اور ''تا'' علامتِ خطاب۔ باقی صیغوں میں بارز۔

(۲) فائدہ: نَحْنُ اور اس جیسے متکلم کے صیغے جمع اور واحد دونوں کے لئے موضوع ہیں، البتہ اس واحد کے لئے جو اپنے کو معظم ظاہر کرے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الثَّانِي نَحْنُ لِلْمُتَكَلِّمِ مُعَظِّمًا نَفْسَهُ نَحْوُ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ اَوْ مُشَارِكًا. اسی طرح اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ، ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ، وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ، وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ.

هُمَا هُمْ هِيَ هُمَا هُنَّ (۱) وچهارده منصوب متصل: ضَرَبَنِي ضَرَبَنَا ضَرَبَكَ ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُم ضَرَبَكِ ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُنَّ ضَرَبَه ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُم ضَرَبَهَا ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُنَّ (۲). وچهارده

ضمیر منصوب منفصل: إِيَّايَ إِيَّانَا إِيَّاكَ إِيَّاكُمَا إِيَّاكُمْ إِيَّاكِ إِيَّاكُمَا إِيَّاكُنَّ إِيَّاه إِيَّاهُمَا إِيَّاهُمْ إِيَّاهَا إِيَّاهُمَا إِيَّاهُنَّ.

ضمیر مجرور متصل: لِيْ لَنَا لَكَ لَكُمَا لَكُمْ لَكِ لَكُمَا لَكُنَّ لَه لَهُمَا لَهُمْ لَهَا لَهُمَا لَهُنَّ.

---

(۱) اَنَا ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد متکلم مبنی بر فتح اُن حضرات کے نزدیک جو صرف "اَنْ" کو ضمیر قرار دیتے ہیں اور الف برائے اشباع، یا مبنی بر سکون اُن حضرات کے نزدیک جو پورے کو ضمیر کہتے ہیں۔ نَحْنُ ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد متکلم معظم یا برائے متکلم مع الغیر مبنی بر ضم، اَنْتَ ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مذکر حاضر مبنی بر سکون، "تا" علامتِ خطاب مبنی بر فتح، اَنْتُمَا میں "اَنْ" ضمیر مرفوع منفصل برائے تثنیہ مذکر حاضر مبنی بر سکون "تا" علامتِ خطاب مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، "الف" علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، اَنْتُم میں "اَنْ" ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مذکر حاضر مبنی بر سکون "تا" علامتِ خطاب مبنی بر ضم، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، اَنْتِ میں "اَنْ" ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مؤنث حاضر مبنی بر سکون، "تا" علامتِ خطاب مبنی بر کسر، اَنْتُمَا میں "اَنْ" ضمیر مرفوع منفصل برائے تثنیہ مؤنث حاضر مبنی بر سکون، "تا" علامتِ خطاب مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، "الف" علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، اَنْتُنَّ میں "اَنْ" ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مؤنث حاضر مبنی بر سکون، "تا" علامتِ خطاب مبنی بر ضم، نونِ مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح، هُوَ ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مذکر غائب مبنی بر فتح، هُمَا میں "ها" ضمیر مرفوع منفصل برائے تثنیہ مذکر غائب مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، "الف" علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، هُم میں "ها" ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مذکر غائب مبنی بر ضم، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، هِيَ ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مؤنث غائب مبنی بر فتح، هُمَا میں "ها" ضمیر مرفوع منفصل برائے تثنیہ مؤنث غائب مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، "الف" علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، هُنَّ میں "ها" "ها" ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مؤنث غائب مبنی بر ضم، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث غائب مبنی بر فتح۔

(۲) ضَرَبَنِي میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ هُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، نون برائے وقایہ مبنی بر کسر، یا ضمیر منصوب متصل برائے واحد متکلم مبنی بر سکون مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَنَا میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ هُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، "نا" ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَكَ میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ هُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، "کاف" ضمیر منصوب متصل برائے واحد مذکر مخاطب منصوب محلاً مبنی بر فتح مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَكُمَا میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ هُوَ مرفوع متصل=

منصوب منفصل: اِیَّایَ اِیَّانَا اِیَّاکَ اِیَّاکُمَا اِیَّاکُمْ اِیَّاکِ اِیَّاکُمَا اِیَّاکُنَّ اِیَّاہُ اِیَّاہُمَا اِیَّاہُمْ اِیَّاہَا

فائدہ: اکثر ضمائر شبہ وضعی کی بنا پر اور باقی طرداً للباب مبنی ہیں۔

= فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''کاف'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی برضم، میم حرف عماد مبنی بر فتح، ''الف'' علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَکُم میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ــــ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''کاف'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی برضم، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَکِ میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ــــ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''کاف'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر کسر، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَکُمَا میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ــــ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''کاف'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی برضم، میم حرف عماد مبنی بر فتح، ''الف'' علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَکُنَّ ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ــــ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''کاف'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی برضم، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَہٗ میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ۔ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''ھا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی برضم، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَہُمَا میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ۔ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ھُمَا میں ''ھا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی برضم راجع بسوئے غائب مثلاً زید وعمرو، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَہُم میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ۔ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ھُم، میں ''ھا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی برضم راجع بسوئے عمر، بکر، خالد، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَہَا میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ــــ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''ھا'' بتمامہ ضمیر منصوب متصل یا صرف ''ھ'' اور الف برائے فرق بین المذکر والمؤنث مفعول بہ منصوب محلاً بر تقدیر اول مبنی بر سکون بر تقدیر ثانی مبنی بر فتح، الف مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زینب، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَہُمَا میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ۔ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''ھُمَا'' میں ''ھا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی برضم راجع بسوئے =

Scanned with CamScanner

اِيَّاهُمَا اِيَّاهُنَّ(۱). وچہاردہ مجرور متصل: لِیْ لَنَا لَكَ لَكُمَا لَكُمْ لَكِ لَكُمَا لَكُنَّ لَهٗ لَهُمَا لَهُمْ لَهَا لَهُمَا لَهُنَّ(۲).

= غائب مثلاً زینب وسلمٰی، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، ''الف'' علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبْھُنَّ میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ـــــ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''ھُنَّ'' میں ''ھا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زینب، سلمٰی، حلیمہ، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۱) اِیَّایَ میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے واحد متکلم مبنی بر سکون، ''ی'' علامتِ واحد متکلم مبنی بر فتح۔ اِیَّانَا میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے واحد متکلم معظم یا متکلم مع الغیر مبنی بر سکون۔ اِیَّاکَ میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مذکر حاضر مبنی بر سکون، ''ک'' حرفِ خطاب برائے واحد مذکر حاضر مبنی بر فتح۔ اِیَّاکُمَا میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے تثنیہ مذکر حاضر مبنی بر سکون، ''ک'' = حرفِ خطاب مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون۔ اِیَّاکُم میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے جمع مذکر حاضر مبنی بر سکون ''ک'' حرفِ خطاب مبنی بر ضم، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون۔ اِیَّاکِ میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مؤنث حاضر مبنی بر سکون، ''ک'' حرفِ خطاب برائے واحد مؤنث حاضر۔ اِیَّاکُمَا میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے تثنیہ مؤنث حاضر مبنی بر سکون، ''ک'' حرفِ خطاب مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون۔ اِیَّاکُنَّ میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے جمع مؤنث حاضر مبنی بر سکون، ''ک'' حرفِ خطاب مبنی بر ضم، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح۔ اِیَّاہُ میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مذکر غائب مبنی بر سکون، ''ہ'' علامتِ غیبت مبنی بر ضم۔ اِیَّاھُمَا میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے تثنیہ مذکر غائب مبنی بر سکون ''ھا'' علامتِ غیبت مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون۔ اِیَّاھُم میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے جمع مذکر غائب مبنی بر سکون، ''ھا'' علامتِ غیبت مبنی بر ضم، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون۔ اِیَّاھَا میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مؤنث غائبہ مبنی بر سکون، ''ھا'' بتمامہ علامتِ غیبت تو مبنی بر سکون یا صرف ''ہ'' علامتِ غیبت تو مبنی بر فتح اور الف برائے فرق بین المذکر والمؤنث مبنی بر سکون۔ اِیَّاھُمَا میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے تثنیہ مؤنث غائب مبنی بر سکون ''ھا'' علامتِ غیبت مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون۔ اِیَّاھُنَّ میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے جمع مؤنث غائب مبنی بر سکون، ''ھا'' علامتِ غیبت مبنی بر ضم، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح۔

(۲) لِیْ میں ''لام'' حرفِ جار مبنی بر کسر ''ی'' ضمیر مجرور متصل برائے مجرور محلاً مبنی بر سکون۔ لَنَا میں ''لام'' حرفِ جار مبنی بر فتح ''نا'' ضمیر مجرور متصل برائے واحد متکلم معظم یا متکلم مع الغیر مجرور محلاً مبنی بر سکون۔ لَکَ میں ''لام'' حرفِ جار مبنی بر فتح ''ک'' ضمیر مجرور متصل برائے واحد مذکر حاضر مجرور محلاً مبنی بر فتح۔ لَکُمَا میں ''لام'' حرفِ جار مبنی بر فتح ''ک'' ضمیر مجرور متصل برائے تثنیہ مذکر حاضر مجرور محلاً مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون۔ لَکُم میں ''لام'' حرفِ جار مبنی بر فتح ''ک'' ضمیر مجرور متصل برائے جمع مذکر حاضر مجرور محلاً مبنی =

Scanned with CamScanner

دوم اسمائے اشارات: ذَا وذَانِ وذَیْنِ وتَا وتِیْ وتِہ وذِہ وذِھی وتِھِی وتَانِ وتَیْنِ واُولاءِ بمد واُولیٰ بقصر۔

(دوم اسمائے اشارات......الخ) اسمائے اشارات وہ اسماء جنہیں مشارالیہ (جس کی طرف اشارہ کیا جائے) کی تعیین کے لئے وضع کیا جائے۔

ذا (۱): اس سے واحد مذکر کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے (۲)، اس کے شروع میں ''ھاء'' تنبیہ لگاتے ہیں اور ھٰذا پڑھتے ہیں تاکہ مخاطب اس مضمون سے غافل نہ ہو جس کو متکلم بیان کر رہا ہے۔ مشارالیہ جب قریب ہو تو ھٰذا سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

کبھی ''ذا'' کے آخر میں ''لک'' لگا کر ذلک پڑھتے ہیں اور اسے اس وقت استعمال کرتے ہیں جب مشارالیہ دور ہو۔ کبھی صرف ''ک'' لگا کر ''ذاک'' پڑھتے ہیں اگر مشارالیہ زیادہ دور نہ ہو تو اس کے لیے ''ذاک'' استعمال کرتے ہیں۔

فائدہ ا:- واضح رہے کہ ھاء التنبیہ اور لک کبھی جمع نہیں ہوتے۔

۲:- ذٰلک میں کاف حرفی ہے، ''لک'' ضمیر کے کاف کی طرح کاف اسمی نہیں (۳)۔

= برضم، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون۔ لکِ میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ک'' ضمیر مجرور متصل برائے واحد مؤنث حاضر مجرور محلاً مبنی بر کسر۔ لکُما میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ک'' ضمیر مجرور متصل برائے تثنیہ مؤنث حاضر مجرور محلاً مبنی برضم، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون۔ لکُنَّ میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ک'' ضمیر مجرور متصل برائے جمع مؤنث حاضر مجرور محلاً مبنی برضم، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح۔ لہٗ میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ہ'' ضمیر مجرور متصل برائے واحد مذکر غائب مجرور محلاً مبنی برضم۔ لھُما میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ھا'' ضمیر مجرور متصل برائے تثنیہ مذکر غائب مجرور محلاً مبنی برضم، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون۔ لھُم میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ھا'' ضمیر مجرور متصل برائے جمع مذکر غائب مجرور محلاً مبنی برضم، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون۔ لھَا میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ھا'' بتمامہ ضمیر مجرور متصل تو مبنی بر سکون مجرور محلاً یا صرف ''ہ'' ضمیر مجرور متصل تو مبنی بر فتح مجرور محلاً برائے واحد مؤنث غائب، الف برائے فرق مذکور مبنی بر سکون۔ لھُما میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ھا'' ضمیر مجرور متصل برائے تثنیہ مؤنث غائب مجرور محلاً مبنی برضم، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون۔ لھُنَّ میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ھا'' ضمیر مجرور متصل برائے جمع مؤنث غائب مجرور محلاً مبنی برضم، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح۔

(۱) ''ذا'' اصل ذَیَیٌ تھا، لام کلمے کو حذف کیا یا متحرک ماقبل مفتوح کو الف سے بدلا تو ذا ہوا۔

(۲) کبھی خبر کا اعتبار کرتے ہوئے اسم اشارہ مؤنث کی جگہ مذکر استعمال کرتے ہیں جیسے: فَلَمَّا رَاٰی الشَّمْسَ بَازِغَۃً قَالَ ھٰذَا رَبِّیْ.

(۳) اسمائے اشارہ کے آخر میں ''کاف'' حرفی ہوتا ہے اسمی نہیں، اس لئے کہ اسمی ہونے کی صورت میں اسم اشارہ کی اضافت لازم آتی ہے=

Scanned with CamScanner

....

ذان وذین :جب مشارالیہ تثنیہ مذکر ہو تو اشارے کے لئے انہیں استعمال کیا جاتا ہے، کبھی تشدید کے ساتھ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی کبھی ھاء التنبیہ لگائی جاتی ہے جیسے: إِنَّ هٰذَانِ لَسٰحِرَانِ يُرِيْدَانِ.

ذَانِ، ذَيْنِ میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک معرب ہیں، اسی لئے حالتِ نصبی اور جری میں مختلف ہوتے ہیں۔ جب کہ جمہور کے نزدیک یہ مبنی ہیں کہ ہر صیغہ حالت رفعی ونصبی میں الگ مستقل حکم رکھتا ہے۔

تا، تی، ته، ذہ، ذھی، تھی :ان سے واحد مؤنث کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ ''تا'' کے آخر میں کبھی ''لِكَ'' لگا کر اسے ''تَالِكَ'' پڑھتے ہیں۔ ''تِيْ'' کے آخر میں ''ک'' لگا کر ''تِلْكَ'' اور ''ذِہْ'' کے شروع میں ھاء التنبیہ لگا کر ھذہ پڑھتے ہیں۔ ھاء التنبیہ اور کاف کا اجتماع اسماء اشارہ میں ہوتا ہے، جیسے: هَاتِيْكَ ، هَاتِه.

تـان، تیـن :یہ دونوں تثنیہ مؤنث کے لئے استعمال ہوتے ہیں، ان کے شروع میں بھی ھاء التنبیہ لگائی جاتی ہے، جیسے: إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ.

جمہور کا مذہب یہاں بھی یہ ہے جو ذان، ذین میں گزر چکا ہے۔

أولاء: یہ جمع مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، کبھی اس کے آخر میں ''کاف'' لگا کر ''أُولٰـئِكَ'' پڑھتے ہیں، اور کبھی شروع میں ھاء التنبیہ لگا کر ''هٰؤُلَاءِ'' پڑھتے ہیں۔ یہاں ھاء التنبیہ اور کاف جمع نہیں ہو سکتے۔

أولاء مد کے ساتھ اور بغیر مد دونوں طرح پڑھنا جائز ہے، البتہ قرآن میں جہاں بھی آئے اسے مد کے ساتھ ہی پڑھا جائے گا۔

فائدہ: جس طرح اسمائے اشارہ سے محسوس مبصر کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اسی طرح معنویات کی طرف اشارہ کرنا بھی درست ہے(۱)۔

= جو کہ ناجائز ہے۔ کاف حرفی صرف مخاطب کی حالت: تذکیر وتانیث، افراد، تثنیہ وجمع بتانے کے لئے ملحق ہوتا ہے۔ اس لئے نہ تو اس کا کوئی اعرابی محل ہوتا ہے اور نہ ہی اس کا ترجمہ ہوتا ہے جیسے: فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ. ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ. ذٰلِكُمُ اللّٰهُ تینوں میں اسم اشارہ واحد مذکر کے لئے ہے۔

(۱) جب مشارالیہ مکان ہو تو اشارے کے لئے لفظ ''هُنَـا'' لاتے ہیں، یہ اسم اشارہ بھی ہے اور ظرف مکان بھی، کبھی اس کے شروع میں ھائے تنبیہ لگاتے ہیں جیسے: هٰهُنَا، کبھی ھائے تنبیہ اور کاف خطاب دونوں لگاتے ہیں جیسے: هٰهُنَاكَ، کبھی اس کے آخر میں کاف خطاب اور لام بڑھاتے ہیں، اس صورت میں ھائے تنبیہ شروع میں نہیں آتی جیسے: هُنَالِكَ، کبھی هُنَالِكَ کو ظرف زمان کے لئے استعمال کرتے ہیں =

سوم اسمائے موصولہ: اَلَّذِی والَّذَانِ وَاللَّذَیْنِ والَّذِیْنَ والَّتِی والَّلتَانِ والَّلتَیْنِ والَّلاتِی والَّلوَاتِی وما ومَنْ وایٌّ وایَّةٌ والف لام بمعنی الَّذی دراسم فاعل واسم مفعول چوں: الضَّارِبُ وَالمَضْرُوبُ وذُو بمعنی الَّذِی درلغتِ بنی طی نحو: جَاءَ نِی ذُو ضَرَبَکَ. بدانکہ اَیٌّ واَیَّةٌ معرب است۔

(سوم اسمائے موصولہ......الخ) اسم موصول اس اسم کو کہتے ہیں جو جملہ یا قائم مقام جملہ اور عائد یا قائم مقام عائد کا محتاج ہو۔ عائد سے مراد وہ ضمیر ہے جو موصول کی طرف راجع ہوتی ہے اور قائم مقام عائد اسم ظاہر ہے جو ضمیر کی جگہ آتا ہے۔

جملہ یا قائم مقام جملہ موصول کا صلہ کہلاتا ہے۔ صلہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ جملہ خبریہ ہو کیونکہ جملہ انشائیہ صلہ نہیں بن سکتا۔ صلہ کا ہونا اس لیے ضروری ہے کہ اس کے بغیر اسم موصول اپنے معنی پر دلالت نہیں کرتا (۱)۔ الصِّلَةُ تُتِمُّ الإِسْمَ وَتُوضِحُ المَعْنَی۔ اور عائد کا ہونا اس لئے ضروری ہے کہ اسم موصول مستقل اسم ہے اور جملہ بھی مستقل ہے۔ ان دونوں کو ملانے کے لئے کسی رابطے کی ضرورت ہوتی ہے جو دونوں میں ربط کا کام دے اور عائد یہی کام کرتا ہے، جیسے:

= جیسے: هُنَالِكَ تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَا أَسْلَفَتْ ای: فِی یَوْمِ حَشْرِهِمْ. هُنَالِكَ الْوَلَایَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ.
ثَمَّ بھی اشارے کے لئے مستعمل ہے بشرطیکہ مشار الیہ مکان ہو، یہ بھی ھُنَا کی طرح اسم اشارہ اور ظرف مکان ہے، کبھی اس کے آخر میں "تا" بڑھاتے ہیں جیسے: ثَمَّةَ

(۱) کبھی بوقتِ قرینہ موصول کو حذف کرتے ہیں جیسے: آمَنَّا بِالَّذِیْ أُنْزِلَ إِلَیْنَا وَأُنْزِلَ إِلَیْكُمْ ای: وَالَّذِیْ أُنْزِلَ إِلَیْكُمْ۔ کیونکہ جو قرآن ہماری طرف نازل ہوا وہ یہود و نصاریٰ کی طرف نازل شدہ توراۃ کا مغایر ہے۔ اسی طرح حضرتِ حسان رضی اللہ کا شعر ہے۔

أَمَنْ یَهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ وَیَمْدَحُهُ وَیَنْصُرُهُ سَوَاءٌ

ای: وَمَنْ یَمْدَحُهُ۔ "اے مشرکین مکہ کیا تم میں سے جو رسول اللہ کی مذمت کرے وہ اور وہ شخص جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ونصرت کرے برابر ہو سکتے ہیں"۔ کیونکہ خبر سَوَاءٌ ہے جو اس بات کی مقتضی ہے کہ متعدد افراد پائے جائیں۔

کبھی صلہ بھی حذف ہوتا ہے جب دوسرا صلہ اس پر دلالت کرے جیسے۔

وَعِنْدَ الَّذِیْ وَ اللَّاتِ عُدْنَكَ إِحْنَةٌ عَلَیْكَ فَلَا یَغْرُرْكَ كَیْدُ الْعَوَائِدِ

ای: وَعِنْدَ الَّذِیْ عَادَكَ۔ "جو مرد و عورتیں تمہاری عیادت کرتے ہیں وہ تم سے بغض و حسد رکھتے ہیں، لہذا عیادت کرنے والوں کے مکر سے غافل مت ہونا۔

اسی طرح اگر دلالتِ مقام ہو تو صلے کا حذف جائز ہے جیسے: نَحْنُ الْأُوْلَى، فَاجْمَعْ جُمُوْعَكَ ثُمَّ وَجِّهْهُمْ إِلَیْنَا ای: نَحْنُ الْأُوْلَى عُرِفُوْا بِالشَّجَاعَةِ.

Scanned with CamScanner

جَاءَ نِیْ الَّذِیْ ضَرَبَكَ. ضَرَبَكَ میں ضمیر مستتر معرب "ھو" الذی کی طرف راجع ہے، صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ میں "ھم" ضمیر اسم موصول کی طرف راجع ہے۔

قائم مقام جملہ کی مثال: جَاءَ نِی القَائِمُ اَبُوہ، جَاءَ نِی المَضْرُوْبُ غُلَامُہ، جَاءَ نِیْ الَّذِی عِنْدَكَ. قائم مقام جملہ سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، جار مجرور اور ظرف ہیں۔

قائم مقام عائد کا مطلب یہ ہے کہ ضمیر کی جگہ اسم ظاہر آجائے، جیسے

فَیَارَبِّ اَنْتَ اللّٰہُ فِیْ کُلِّ مَوْطِنٍ وَاَنْتَ الَّذِیْ فِیْ رَحْمَةِ اللّٰہِ اَطْمَعُ

دراصل "وَاَنْتَ الَّذِیْ فِیْ رَحْمَتِہٖ" تھا، ضمیر کی جگہ اسم ظاہر آیا، اسے وضع الظاہر فی موضع المضمر کہتے ہیں۔ یا پھر ایک ضمیر کی جگہ دوسری ضمیر آئے، جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہ اصل میں سَمَّتْہُ اُمُّہٗ تھا۔

اسماء موصولہ میں "الَّذِی" واحد مذکر کے لئے آتا ہے، کبھی "یا" کو حذف کر کے "اَلَّذِ" اور وقف میں "اَلَّذْ" پڑھتے ہیں۔

اللذان، اللذین: تثنیہ مذکر کے لئے ہیں، دونوں مستقل لغت ہیں۔ "اَلَّذِیْنَ" جمع مذکر کے لئے، "اَلَّذُوْنَ" بھی اسی طرح ہے۔ کبھی نون کو حذف کر دیتے ہیں، جیسے

عَسَی الْاَیَّامُ اَنْ یَرْجِعْنَ قَوْمًا کَالَّذِیْ کَانُوْا

اَیْ: کَالَّذِیْنَ.

الّتی واحد مؤنث کے لئے جیسے: اُذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ .

اللتان، اللتین تثنیہ مؤنث کے لئے، دونوں مستقل لغات ہیں۔

اللاتی، اللواتی جمع مؤنث کے لئے، جیسے: وَاللَّاتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْکُمْ.

اللاء بھی جمع مؤنث کے لئے ہے، جیسے: وَاللَّائِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ.

ما و من: ما عموماً غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے جیسے: لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ . اور کبھی "مَنْ" کے معنی میں ذوی العقول کے لئے آتا ہے جیسے: وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنٰھَا، فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ. اور "مَنْ" عموماً ذوی

Scanned with CamScanner

العقول کے لئے آتا ہے جیسے: وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ اور کبھی "ما" کے معنی میں غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے جیسے: فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَى بَطْنِهِ(۱).

أَيٌّ وَ أَيَّةٌ: یہ بھی اسمائے موصولہ میں سے ہیں ان کی چار حالتیں ہیں، تین میں معرب اور ایک حالت میں مبنی ہوتے ہیں۔

1. مضاف نہ ہوں اور صدر صلہ (صلہ کا جزاول) مذکور نہ ہو، جیسے: جاءَ نِي أَيٌّ قَائِمٌ.
2. مضاف نہ ہوں اور صدر صلہ مذکور ہو، جیسے: جاءَ نِي أَيٌّ هُوَ قَائِمٌ.
3. مضاف ہوں اور صدر صلہ مذکور ہو، جیسے: جاءَ نِي أَيُّهُمْ هُوَ قَائِمٌ. ان تینوں صورتوں میں یہ معرب ہیں۔
4. مضاف ہوں اور صدر صلہ محذوف ہو، جیسے: جاءَ نِي أَيُّهُمْ قَائِمٌ، اسی طرح قرآن میں ہے ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا اس صورت میں یہ مبنی برضمہ ہے۔ اصل میں أَيُّهُمْ هُوَ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا تھا۔

فائدہ: اسم فاعل واسم مفعول جب معنی حدثی میں ہوں یا بالفاظ دیگر دوام واستمرار پر دلالت نہ کریں تو ان پر داخل الف لام الذی کے معنی میں ہوگا۔ اگر معنی حدثی میں نہ ہوں تو ان پر جو الف لام داخل ہوگا وہ الذی کے معنی میں نہیں ہوگا بلکہ الف لام حرفی ہوگا، جیسے: المؤمن، الکافر وغیرہ۔

ذو: قبیلہ بنوطے کی لغت میں ذو بمعنی الذی ہوتا ہے، جیسا کہ شاعر بنوطے کا شعر ہے ۔

فَإِنَّ الْمَاءَ مَاءُ أَبِي وَ جَدِّي ۔۔۔ وَ بِيرِي ذُو حَفَرْتُ وَ ذُو طَوَيْتُ

(۱) "مَن" کے استعمال میں کبھی لفظ کی رعایت کی جاتی ہے، چونکہ لفظاً یہ مفرد ہے، لہذا اس کی طرف مفرد کی ضمیر لوٹائی جاتی ہے جیسے: وَمِنْهُمْ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ. وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَى بَطْنِهِ. کبھی معنی کا لحاظ کرتے ہیں اور جمع کی ضمیر لوٹاتے ہیں جیسے: وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ. کبھی لفظ ومعنی دونوں کی رعایت کی جاتی ہے جیسے: بَلَى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ. وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ. کبھی اولاً لفظاً پھر معنی اور پھر لفظ کی رعایت ہوتی ہے جیسے: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَأَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ. وَمَنْ يَقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ.

Scanned with CamScanner

چہارم اسمائے افعال وآں بر دو قسم است: اول بمعنی امر حاضر چوں: رُوَیْدَ وبَلْهَ وحَيَّهَل وهَلُم .دوم بمعنی فعل ماضی چوں: هَيْهَاتَ وشَتَّانَ.

ای: الَّذِیْ حَفَرْتُه وَالَّذِیْ طَوَیْتُه ،لہذا جاءَ نِیْ ذُوْ ضَرَبَكَ کا معنی جاءَ نِیْ الَّذِیْ ضَرَبَكَ ہوگا۔ یہ ذو مبنی ہوتا ہے اور کبھی مضاف نہیں ہوتا۔ ایک ذو بمعنی صاحب ہوتا ہے جو کہ جنس کی طرف مضاف اور معرب ہوتا ہے، حالت رفعی میں ذُوْ الْقُوَّةِ الْمَتِیْنِ، حالت نصبی میں یَتِیْماً ذَا مَقْرَبَةٍ اور حالت جری میں عِنْدَ ذِیْ الْعَرْشِ .یہ ذو جنس کی طرف مضاف نہیں ہوتا، جمہور کا یہی مذہب ہے لیکن علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کبھی کبھار ضمیر کی طرف بھی مضاف ہوتا ہے "صحیح مسلم" میں اس کی مثال ملتی ہے، لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے، جیسے: اِنَّمَا یَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذَوُوْهُ.

فائدہ: اسمائے موصولہ شبہ افتقاری کی وجہ سے مبنی ہیں۔

(**چہارم اسمائے افعال ......الخ**) اسمائے افعال کی دو تعریفیں کی گئیں ہیں: ۱- اسم فعل وہ ہے جو دلالت کرے معنی فعل پر ۲- اسم فعل اسے کہتے ہیں جو دلالت کرے ایسے فعل پر وہ ہو فعل دال علی المعنی ہو۔ یعنی ایسا اسم جو فعل معین پر دلالت کرے اور اس کے معنی، زمانے اور عمل کو متضمن ہو، یعنی فعل معین کا معنی اس میں پایا جائے اور اس فعل کا عمل کرے لیکن فعل کی علامات تائے تانیث وغیرہ قبول نہ کرے۔

اسمائے افعال کی پہلی تقسیم

اسمائے افعال کی تین قسمیں ہیں: ۱- اسمائے افعال بمعنی امر حاضر ۲- اسمائے افعال بمعنی فعل ماضی، ۳- اسمائے افعال بمعنی فعل مضارع۔

اسمائے افعال بمعنی امر حاضر: رُوَیْدَ بمعنی اَمْهِلْ (مہلت دے) جب یہ بغیر تنوین کے استعمال ہو تو اسم فعل ہے اور تنوین کے ساتھ مصدر ہے: اَمْهِلْهُمْ رُوَیْداً.

حَيَّهَلْ: بمعنی اَقْبِلْ، عَجِّلْ، حَيَّعَلْ عین کے ساتھ بھی مستعمل ہے اور کبھی صرف حَيَّ استعمال ہوتا ہے، اس صورت میں اس کے آخر میں علی لگاتے ہیں حَيَّ عَلَى الصَّلَاة.

هَلُمَّ بمعنی اَقْبِلْ، تَعَالَ جیسے: قُلْ هَلُمَّ شُهَدَائَكُمْ .اس کے آخر میں کاف حرفی بھی لگاتے

Scanned with CamScanner

..............................:..

ہیں جیسے: هَلُمَّكَ هَلُمَّكُمَا.

وَاهاً وَبُهاً بمعنی حَرِّضْ. إِيهِ بمعنی اِمْضِ فِي كَلَامِكَ. بات جاری رکھو۔

تَيْدَ تَيْدَخْ بمعنی اُمْهِلْ مہلت دو۔ مَهْ بمعنی اِنْكَفِفْ رک جاؤ۔

صَهْ بمعنی اُسْكُتْ خاموش ہو جاؤ۔ آمِيْنَ بمعنی اِسْتَجِبْ قبول کر۔

هَيَّا بمعنی اَسْرِعْ جلدی کرو۔ قَطُّ بمعنی اِنْتَهِ رک جاؤ۔

اسمائے افعال بمعنی فعل ماضی: هَيْهَاتَ یہ مبنی ہے، اس کا فاعل کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے اور کبھی ضمیر مستتر کی شکل میں ہوتا ہے جیسے: هَيْهَاتَ بمعنی بَعُدَ (دور ہوا) هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ. کبھی اس کے فاعل پر لام جارہ داخل ہوتا ہے جیسے: هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُوْنَ.

شَتَّانَ بمعنی اِفْتَرَقَ جدا ہوا۔ شَتَّانَ جس افتراق پر دلالت کرتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ افتراق امور معنویہ علم وصلاح، شجاعت و بزدلی میں ہو، لہذا شَتَّانَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو کہنا درست نہیں۔

سَرْعَانَ بمعنی سَرُعَ. خوب تیز چلا۔

اسمائے افعال بمعنی فعل مضارع: یہ بھی مبنی ہے اور اس کا فاعل ضمیر مستتر کی صورت میں ہوتا ہے۔

اَوَّهْ بمعنی اَتَزَجَّرُ. اُفٍّ بمعنی اَتَوَجَّعُ، اُفٍّ لَكُمَا اَتَعِدَانِنِي.

وَيْ بمعنی اَتَعَجَّبُ، کبھی اس کے آخر میں کاف لگاتے ہیں جیسے: وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُوْنَ.

اسمائے افعال کی تقسیم ثانی

اسمائے افعال کی دو قسمیں ہیں یا تو ابتداءً ان کی وضع اسم فعل کے لئے ہوگی یا پھر ابتداءً کسی اور معنی کے لئے موضوع ہوں گے لیکن بعد میں انہیں منقل کر کے اسم فعل بنا دیا جائے۔

اسمائے افعال ابتدائیہ: اسمائے افعال جو ابتداء ہی سے اسم فعل ہیں: حَيَّهَلْ، هَلُمَّ، نَزَالِ، تَرَاكِ، هَيْهَاتَ، شَتَّانَ، وَيْ، مَهْ وغیرہ۔

اسمائے افعال منقولہ: ان کی تین صورتیں ہیں:

❶ منقول من المصدر، جیسے: رُوَيْدَ یہ رُوَيْدًا سے منقول ہے۔ رُوَيْدَ اصل میں اِرْوَادٌ مصدر ازافعال تھا، جب

Scanned with CamScanner

....

حروفِ زائدہ کو حذف کر کے مصدر کی تصغیرِ ترخیم بنائی تو رُوَیْدَ ہوا، پھر اسے بغیر تنوین کے نقل کر کے اسم فعل بنایا۔

❷ منقول من الجار والمجرور: عَلَيْكَ بمعنی تَمَسَّكْ جیسے: عَلَيْكَ بِالعِلْمِ. یا بمعنی اِلْزِمْ جیسے: عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ.

یا بمعنی اِعْتَصِمْ جیسے: عَلَيَّ بِالكَفَاحِ لِبُلُوْغِ الأَمَانِيْ.

إِلَيْكَ بمعنی اِبْتَعِدْ، تَنَحَّ جیسے: إِلَيْكَ عَنِّیْ. کبھی خُذْ کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: إِلَيْكَ الوَرْدَةَ أی: خُذْهَا. کبھی أَقْبِلْ کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: إِلَيَّ أَيُّهَا الوَفِيُّ.

❸ منقول من الظرف، جیسے: أَمَامَكَ بمعنی تَقَدَّمْ، وَرَاءَكَ بمعنی تَأَخَّرْ، مَكَانَكَ بمعنی اُثْبُتْ، عِنْدَكَ بمعنی خُذْ.

جب یہ ظرف یا جار مجرور سے منقول ہوں تو پہلا جز منقول ہوگا یا دوسرا یا دونوں۔ تو اس میں پہلا جز اسم فعل بنے گا اور دوسرا ویسے ہی رہے گا، مثلاً: دُوْنَكَ میں دون اسم فعل اور کاف ویسے ہی مضاف الیہ ہے۔ عَلَيْكَ میں کاف ویسے ہی مجرور رہے گا، تبدیلی صرف پہلے کلمے میں آئے گی۔ اسی پر ایک مسئلہ متفرع ہوتا ہے کہ عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ میں تینوں اعراب جائز ہیں: اگر أَنْفُسِكُمْ مجرور پڑھیں تو عَلَيْكُمْ کی ضمیر مجرور کے لئے تاکید، أَنْفُسُكُمْ مرفوع پڑھیں تو عَلَيْكُمْ، اِلْزِمُوا کے معنی میں ہوگا اور أنفسكم اس ضمیر فاعل ''واو'' کی تاکید بنے گا، منصوب پڑھنے کی صورت میں أنفسكم کو مفعول بہ بنائیں گے۔

اسمائے افعال کی تیسری تقسیم

تعریف وتنکیر کے اعتبار سے بھی اسم فعل منقسم ہوتا ہے، بعض ایسے ہیں کہ ہمیشہ معرفہ ہوتے ہیں اور بعض نکرہ ہوتے ہیں اور بعض تنوین کے ساتھ نکرہ اور بغیر تنوین کے معرفہ ہوتے ہیں۔ صہٍ، مہٍ نکرہ اور صَهْ، مَهْ معرفہ ہیں۔

اسمائے افعال کی خصوصیات

❋ اسمائے افعال مضاف نہیں ہوتے، اگر ہوں تو ان کا مصدر مضاف ہوتا ہے، جیسے: روید زید.

❋ اسمائے افعال سب کے سب مبنی ہیں، ان میں کوئی معرب نہیں، اور جس فعل کے معنی میں ہوتے ہیں اسی فعل کا عمل کرتے ہیں، اگر وہ لازم ہو تو فاعل کو رفع، متعدی ہو تو فاعل کو رفع دینے کے ساتھ مفعول بہ کو نصب بھی دیتے ہیں۔ بذاتِ خود ان کا محل اعراب نہیں ہوتا حالانکہ یہ اسمائے مبنیہ ہیں۔

Scanned with CamScanner

پنجم اسمائے اصوات چوں: اُح اُح واُفّ وبَخ ونَخ وغاقِ۔ششم اسمائے ظروف: ظروف زمان چوں: اِذْ واِذا ومَتیٰ و کَیف وایّانَ وامسِ ومُذ ومُنذ وقطّ وعوضُ وقبلُ وبعدُ وقتیکہ مضاف باشد ومضاف الیہ محذوف منوی باشد۔وظروف مکان چوں: حَیثُ وقُدّامُ وتحتُ وفوقُ وقتیکہ مضاف باشند ومضاف الیہ محذوف منوی باشد۔

❁ ان کے آخر میں نونِ تاکید نہیں آتا۔یہ جملہ فعلیہ کے حکم میں ہوتے ہیں، جو احکام: خبر، صفت، حال بنا جملہ فعلیہ کے لئے ہیں ان کے لئے بھی ہیں۔

❁ ان کا معمول ان پر مقدم نہیں ہو سکتا علیك زیداً میں زیداً علیك نہیں کہہ سکتے۔

❁ ان کے آخر میں تائے تانیث نہیں آتی اور نہ ہی ان پر ”لم“ جازمہ داخل ہوتا ہے۔

❁ اسم فعل جس فعل کے معنی پر دلالت کرتا ہے ادائے معنی میں اس فعل سے قوی ہوتا ہے، کیونکہ اسم فعل میں مبالغہ بھی پایا جاتا ہے، مثلاً: بَعُدَ کا معنی دور ہوا جب کہ هَیْهَاتَ کا معنی خوب دور ہوا۔ سَرُعَ کا معنی تیز چلا اور سَرْعَانَ کا معنی خوب تیز چلا۔

فائدہ: اسمائے افعال شبہ استعمالی کی وجہ سے مبنی ہیں کہ عامل تو بنتے ہیں لیکن معمول نہیں بن سکتے۔

(پنجم اسمائے اصوات......الخ) اصوات صوت کی جمع ہے اور صوت کا معنی آواز دینا، اصطلاح نحاۃ میں اسمائے اصوات ان اسماء کو کہتے ہیں جو خطاب غیر ذوی العقول (یا ان کے قائم مقام یا جو ان کے حکم میں ہوں) کے لئے وضع کئے جائیں، جیسے: اُح اُح، بخ، نخ، غاق۔قائم مقام غیر ذوی العقول سے مراد بچے کا رونا وغیرہ ہے۔

(ششم اسمائے ظروف......الخ) ظروف ظرف کی جمع ہے اور ظرف اسے کہتے ہیں جس میں فعل مذکور واقع ہو، اور اس کی دو قسمیں ہیں: ظرف زمان ۲۔ظرف مکان۔ظرف زمان جو زمانے کے لئے استعمال ہوں۔

ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ظرف زمان مبنی، جیسے: اِذْ، اِذَا، مَتیٰ، کَیفَ، اَیّانَ، اَمسِ مُذْ مُنذُ، قَطُّ۔ ۲۔ظرف زمان جو کبھی معرب اور کبھی مبنی ہوتے ہیں، جیسے: عَوضُ، قَبلُ، بَعدُ۔

ظرف مکان جو مکان یا جگہ کے لئے استعمال ہوں، جیسے: حَیثُ، قُدّامُ، تَحتُ، فَوقُ۔

معرب ومبنی کے اعتبار سے ان کی چار قسمیں ہیں: ۱۔قسم اول جو ہر حال میں مبنی ہوتے ہیں: اِذْ، اِذا، مَتیٰ،

Scanned with CamScanner

کَیْفَ، أیَّانَ أمْسِ، مُذْ، مُنْذُ، حَیْثُ، الآن. اور مَعَ لغت ربیعہ وغنم میں۔

قسم ثانی میں وہ اسمائے ظروف داخل ہیں جو کبھی معرب اور کبھی مبنی ہوتے ہیں، جیسے: قَبْلُ، بَعْدُ، قُدَّامُ، تَحْتَ، فَوْقَ. وغیرہ۔ان کو ظروف غایۃ بھی کہتے ہیں، ان کے چار حالات ہیں، تین میں معرب اور ایک میں مبنی ہوتے ہیں:

1. مضاف الیہ مذکور ہو۔
2. مضاف الیہ محذوف نسیاً منسیاً ہو۔
3. مضاف الیہ محذوف کالمذکور ہو یعنی اس کا لفظ نیت میں ہو۔ان تینوں صورتوں میں یہ معرب ہیں۔
4. مضاف الیہ محذوف منوی ہو اور نیت میں معنی ہو تو پھر یہ مبنی برضمہ ہیں، اس لئے کہ جب مضاف الیہ محذوف ارادے میں ہے تو مضاف الیہ کی طرف احتیاج آگئی، اور چونکہ لفظاً مضاف الیہ مذکور نہیں تو معرب کا خاصہ نہیں ہوا۔

فائدہ: اسمائے ظروف شبہ افتقاری کی وجہ سے مبنی ہیں اور ان کے مبنی علی الضم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا مضاف الیہ محذوف ہے جو کہ ثقیل ہے تو ثقیل کے حذف کے مقابلے میں حرکت بھی ثقیل لائیں گے اور وہ ضمہ ہے۔

قسم ثالث: اس میں وہ ظروف ہیں جو مبنی کے ساتھ مل کر مبنی ہوجاتے ہیں، جیسے: یَوْم، حِیْن وغیرہ یَوْمَئِذٍ، حِیْنَئِذٍ میں مبنی ہیں۔اصل میں یَوْمَ إذْ کَانَ کَذَا، حِیْنَ إذْ کَانَ کَذَا تھا، اور جملہ من حیث أنها جملۃ مبنی ہوتا ہے، تو جب ان کی اضافت مبنی کی طرف ہوئی تو یہ بھی مبنی ہوئے۔

قسم رابع: مرکب بنائی ہے، جیسے: بَیْنَ بَیْنَ، بَعْضُ القَوْمِ یَسْقُطُ بَیْنَ بَیْنَ.

فائدہ: اسمائے ظروف مبنی کیوں ہیں؟ بعض کہتے ہیں کہ ان میں شبہ نیابتی ہے کہ حرف کی طرح نائب ہوکر استعمال ہوتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ شبہ افتقاری کی وجہ سے مبنی ہیں کہ ان میں سے بعض قبل وغیرہ مضاف الیہ کے محتاج ہوتے ہیں اور بعض میں حرف متضمن ہوتا ہے، جیسے: أمس کہ اصل میں الأمس تھا، بعض کہتے ہیں کہ ان میں شبہ جمودی ہے کہ جس طرح حرف جامد ہوتے ہیں ان کی تثنیہ وجمع نہیں آتی اور سوائے حرفیت کے کسی اور معنی کو قبول نہیں کرتے اسی طرح ظروف بھی سوائے ظرفیت کے کسی اور معنی کو قبول نہیں کرتے، اور یہی اصح ہے۔

فائدہ: اسمائے شرطیہ اور استفہامیہ نکرہ ہوتے ہیں، اسمائے ظروف جب جملہ کی طرف مضاف ہوں تو نکرہ ہوتے ہیں کیونکہ جملے میں اصل مصدر ہے اور مصدر کی طرف مضاف ہونے والا نکرہ ہوتا ہے، اگر اسمائے ظروف کی

Scanned with CamScanner

ہفتم اسمائے کنایات (۱) چوں: کَمْ و کَذَا کنایت از عدد و کَیْتَ و ذَیْتَ کنایت از حدیث.

اضافت معرفہ کی طرف ہو اور ابہام باقی ہو تب بھی نکرہ ہی رہیں گے۔

(**ہفتم اسمائے کنایات……الخ**) اَلْکِنَایَۃُ مَایُکْنٰی بِھَا عَنْ شَیْءٍ: کنایہ وہ اسم ہے جس کے ذریعے کسی چیز کے بارے میں تعریض یا اشارہ کیا جائے، اس کی دو قسمیں ہیں: ۱- کنایہ از عدد ۲- کنایہ از حدیث۔

کنایہ از عدد، جیسے: کم و کذا، کم بروزن لم شبہ وضعی کی وجہ سے مبنی ہے، چاہے استفہامیہ ہو یا خبریہ۔

کذا مرکب ہے کاف حرف اور ذا اسم اشارہ سے، کاف تو ویسے ہی مبنی ہے کہ حرف ہے اور ذا بھی اسم اشارہ مبنی ہے، اسی طرح کَأَیِّنْ بھی ہے۔

''کم'' کی دو قسمیں ہیں: ۱- کم خبریہ ۲- کم استفہامیہ۔

''کم'' خبریہ جو عدد مبہم کی خبر دے، جیسے: کَمْ مَالٍ أَنْفَقْتُہٗ۔

''کم'' استفہامیہ عدد مبہم کے استفہام کے لئے آتا ہے، جیسے: کَمْ دِرْھَماً عِنْدَکَ؟ ''کم'' استفہامیہ کی تمیز منصوب ہوتی ہے اور کم خبریہ کی مجرور، دونوں کی تمیز پر من جارہ داخل ہوتا ہے، جیسے: کَمْ مِنْ رَجُلٍ ضَرَبْتَ؟ کَمْ مِنْ قَرْیَۃٍ أَھْلَکْنَاھَا۔

کنایہ از حدیث، جیسے: کیت، ذیت، یہ دونوں کنایت از حدیث کے لئے آتے ہیں، جیسے: سَمِعْتُ کَیْتَ کَیْتَ، قُلْتُ ذَیْتَ وَذَیْتَ. یہ دونوں کبھی مفرد استعمال نہیں ہوتے بلکہ تکرار کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔ اصل میں تشدید کے ساتھ کیّت و ذیّت تھے، تخفیف کے لئے تشدید کو حذف کیا گیا۔

---

(۱) کنایات کنایہ کی جمع ہے، کنایہ کہتے ہیں کسی معین چیز کو ایسے لفظ سے تعبیر کرنا جو اس پر صراحتاً دلالت نہ کرتا ہو۔ یہاں پر معنی مصدری مراد نہیں، بلکہ وہ اسم مراد ہے جو معین چیز پر صراحتاً دلالت نہ کرے، اور اس سے بھی ہر ایسا اسم مراد نہیں، بلکہ مخصوص اسماء مراد ہیں جیسے: کَمْ کَذَا یہ مبہم عدد پر دلالت کرتے ہیں اور دونوں مبنی بر سکون ہیں۔ کم کی دو قسمیں ہیں: کم استفہامیہ جیسے: کَمْ رَجُلاً عِنْدَکَ؟ تمہارے پاس کتنے مرد ہیں؟ ۲- کم خبریہ جیسے: کَمْ دَارٍ بَنَیْتُ. میں کتنے گھر بنائے. عِنْدِیْ کَذَا دِرْھَمًا. میرے پاس اتنے درہم ہیں۔ کم استفہامیہ اور کذا کا بعد بنا بر تمیز منصوب ہوتا ہے، یہ دونوں مضاف نہیں ہوتے، اور کم خبریہ کا مابعد مضاف الیہ ہونے کی بنا پر مجرور ہوتا ہے، اور کم خبریہ مضاف ہوتا ہے۔

کَیْتَ اور ذَیْتَ مبہم بات پر دلالت کرتے ہیں مبنی بر فتح ہیں، اور دونوں ''واؤ'' عاطفہ کے ساتھ مکرر استعمال ہوتے ہیں جیسے: قُلْتُ کَیْتَ وَکَیْتَ یا قُلْتُ ذَیْتَ وَذَیْتَ. میں نے ایسا ایسا کہا۔ کم کی طرح ان کی تمیز نہیں آتی۔

Scanned with CamScanner

ہشتم مرکب بنائی (۱) چوں: اَحَدَ عَشَرَ. فصل: بدانکہ اسم بر دو ضرب است: معرفہ ونکرہ. معرفہ آنست کہ موضوع باشد برائے چیزے معیّن، وآن برہفت نوع است: اول مضمرات، دوم اعلام چوں: زید وعمر، سوم اسمائے اشارات، چہارم اسمائے موصولہ واین دو قسم را مبہمات گویند (۲)، پنجم معرفہ بہ ندا

فائدہ: یہ دونوں اس لئے مبنی ہیں کہ مبنی یعنی جملے کے قائم مقام واقع ہوتے ہیں اور جملہ من حیث أنها جملة مبنی ہوتا ہے، تو جو حال اصل کا ہوگا وہی قائم مقام کا بھی ہوگا۔

(ہشتم مرکب بنائی......الخ) مرکب بنائی: أحد عشر اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

(۱) مرکب بنائی کو بنائی اس لئے کہتے ہیں کہ ''بنائی'' اسم منسوب ہے، جس کے معنی ہیں بناء والا، اور یہ بنا والا بایں معنی ہے کہ دونوں جز مبنی ہوتے ہیں۔ مرکب بنائی کی تعریف یہ ہے کہ وہ مرکب جس کا جز وثانی حرف عطف کے معنی کو خود متضمن ہو یا اس کی اصل یا کسی اور حرف کے معنی کو متضمن ہو۔ حرفِ عطف کے معنی کو خود متضمن ہو جیسے: اَحَدَ عَشَرَ کہ اصل میں اَحَدٌ وَعَشَرٌ تھا۔ یا اس کی اصل متضمن ہو جیسے: حَادِيَ عَشَرَ کہ اس کا جزوِ ثانی خود تو متضمن نہیں، بلکہ اس کی اصل یعنی اَحَدَ عَشَرَ متضمن ہے، کیونکہ حَادِيَ عَشَرَ، اَحَدَ عَشَرَ سے بنا ہے، اسی طرح ثَانِيَ عَشَرَ اِثْنَا عَشَرَ سے، ثَالِثَ عَشَرَ ثَلٰثَةَ عَشَرَ سے، رَابِعَ عَشَرَ اَرْبَعَةَ عَشَرَ سے، اسی طرح تَاسِعَةَ عَشَرَ تک۔ کسی اور حرف کے معنی کو متضمن ہو جیسے: بَيْتَ بَيْتَ کہ اصل میں بَيْتٌ لِبَيْتٍ تھا، اور یہ اصل میں بَيْتِي مُلَاصِقٌ لِبَيْتِكَ ہے، تو بَيْتَ ثانی لام حرفِ جار کے معنی کو متضمن ہے۔ جس مرکب بنائی کا جزوِ ثانی حرف عطف کے معنی کو متضمن ہو اس کو مرکب عددی کہتے ہیں، اور یہ باختلافِ صیغہائے مذکر ومؤنث اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک اور حَادِيَ عَشَرَ سے تَاسِعَ عَشَرَ تک ہے، یعنی کل اٹھارہ صیغے ہیں۔ ان کے دونوں جز مبنی بر فتح ہوتے ہیں، سوائے اِثْنَا عَشَرَ کے کہ اس کا جزو اول معرب ہے، بحالتِ رفع اِثْنَا عَشَرَ اور بحالتِ نصب وجر اِثْنَيْ عَشَرَ. اور جزو ثانی مبنی بر فتح ہے۔ الحاصل مرکب بنائی دو قسم پر ہے: اول وہ جو خود یا باعتبار اصل حرف عطف کے معنی پر مشتمل ہو، اور یہ اٹھارہ صیغے ہیں۔ دوم وہ جو کسی دوسرے حرف کے معنی کو متضمن ہو۔

(۲) مُبْهَمَات یہ مُبْهَمٌ کی جمع ہے نہ کہ مُبْهَمَةٌ کی، کیونکہ موصوف اسم ہے یعنی اِسْمٌ مُبْهَمٌ. اسمائے اشارات اور اسمائے موصولہ کو مبہمات اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے معنی میں ابہام یعنی خفا ہوتا ہے جو اسمِ اشارہ میں بذریعہ صفت یا اشارۂ حسیہ زائل کیا جاتا ہے، اور اسم موصول میں بذریعہ صلہ۔ اول جیسے کسی نے کہا: هٰذَا تَاجِرٌ. یہاں پر ''ھٰذا'' کے معنی میں خفا یعنی پوشیدگی بایں معنی ہے کہ ''ھٰذا'' کے معنی ہیں مفرد مذکر جس کی طرف کسی عضو سے اشارہ کیا جائے، یہ زید، عمر، خالد وغیرہ سے ہر ایک ہو سکتا ہے، کسی ایک کو معین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ''ھٰذا'' کہنے کے ساتھ ساتھ متکلم مثلاً ہاتھ سے بھی اشارہ کرے۔ اب اگر ہاتھ سے اشارہ زید کی طرف کیا تو وہ مشارٌ الیہ قرار پایا اور مذکورہ بالا خفا دور ہوگیا۔ اگر یوں کہا کہ: هٰذَا الَّذِيْ سَلَّمَ عَلَيَّ الْآنَ تَاجِرٌ. تو ''ھٰذا'' کے معنی کا مذکورہ خفا ''اَلَّذِيْ سَلَّمَ عَلَيَّ الْآنَ'' سے زائل ہوا جو =

Scanned with CamScanner

چوں: یَا رَجُلُ، ششم معرفہ بالف ولام چوں: اَلرَّجُلُ، ہفتم مضاف بہ یکے از۔نہا چوں: غُلَامُہٗ وغُلَامُ زَیْدٍ وغُلَامُ ھٰذَا وغُلَامُ الَّذِی عِنْدِی و غُلَامُ الرَّجُلِ (۱) ونکرہ آنست کہ موضوع باشد برائے چیزے غیر معین چوں: رَجُلٌ وفَرَسٌ۔

(فصل بدانکہ اسم بردو ضرب......الخ) اس فصل میں اسم کی دوسری تقسیم باعتبار تعریف وتنکیر ہے۔ اسم کی دو قسمیں ہیں:

۱۔معرفہ ۲۔نکرہ۔

معرفہ وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کے لئے وضع کیا گیا ہو، اس کی سات قسمیں ہیں جن میں سے چند اس شعر میں مذکور ہیں

معارف پنجد نہ بیش ونہ کم مضاف ومضمر وذو اللام ومبہم وعلم

اور ساتواں معرفہ بہ ندا ہے۔

نکرہ وہ اسم ہے جو غیر معین چیز کے لئے موضوع ہو، جیسے: رَجُلٌ، فَرَسٌ وغیرہ۔

فائدہ: معرفہ میں سب سے زیادہ معرفہ یعنی اعرف المعارف لفظ اللہ ہے، پھر ضمیر متکلم، پھر ضمیر مخاطب، پھر غائب کی ضمیر جو ابہام سے خالی ہو، اس کے بعد علم شخصی نہ کہ علم جنسی پھر اسمائے اشارات، اس کے بعد اسمائے موصولات پھر معرفہ بہ ندا ہے۔ محققین معرفہ بہ ندا کو معارف میں شمار نہیں کرتے، اسی لئے شعر میں بھی مذکور نہیں، اور آخر میں معرف باللام۔

فائدہ: مضاف مضاف الیہ سے کم درجہ رکھتا ہے، جب مضاف الیہ ضمیر ہو تو مضاف علم کی اور مضاف الیہ علم

=''ھٰذَا'' کی صفت ہے۔ دوم: اَلَّذِی جَاءَ نِیَ الْآنَ تَاجِرٌ. جو میرے پاس ابھی آیا تھا تاجر ہے۔ ''اَلَّذِی'' کے معنی میں ابہام ہے کہ اس کے معنی ہیں مفرد مذکر جو زید، عمر، بکر، خالد میں سے ہر ایک پر صادق آتا ہے ''جَاءَ نِیَ الْآنَ'' کہنے سے وہ خفا دور ہوا اور متعین ہو گیا کہ ''اَلَّذِی'' کا مصداق متکلم کے پاس ابھی آنے والا ہے۔ غرضیکہ اسمائے اشارہ اپنے معنی یعنی مشارٌ الیہ کے ابہام کو دور کرنے میں صفت کے محتاج ہیں یا اشارۂ حسیہ کے، اور اسمائے موصولہ اپنے صلے کے۔

(۱) غُلَامُہٗ یہ مضاف بسوئے اسم اشارہ کی مثال ہے۔ غُلَامُ زَیْدٍ یہ مضاف بسوئے علم کی مثال ہے۔ غُلَامُ ھٰذَا یہ مضاف بسوئے اسم اشارہ کی مثال ہے۔ غُلَامُ الَّذِی عِنْدِی یہ مضاف بسوئے اسم موصول کی مثال ہے۔ اس میں عِنْدِی مضاف مضاف الیہ مل کر ''ثَبَتَ'' فعل مقدر کا مفعول فیہ ہے۔ غُلَامُ الرَّجُلِ یہ مضاف بسوئے معرفہ بالف ولام کی مثال ہے۔ ''مضاف بہ یکے از۔نہا'' سے مراد وہ جو معرفہ بہ ندا کے ماسوا کی طرف مضاف ہو، کیونکہ معرفہ بہ ندا کی طرف کوئی اسم مضاف نہیں ہوتا، اس لئے کہ معرفہ بہ ندا ''منادیٰ'' ہوتا ہے، جب کوئی اسم اس کی طرف مضاف ہوگا تو معرفہ بہ ندا منادیٰ نہیں رہے گا وہ اسم منادیٰ ہو جائے گا۔

Scanned with CamScanner

بدانکہ اسم بر دو صنف است مذکر و مؤنث: مذکر آنست کہ درو علامتِ تانیث نباشد چوں: رَجُلٌ، ومؤنث آنست کہ درو علامتِ تانیث باشد چوں: اِمْرَاۃٌ. وعلامتِ تانیث چار است: تا چوں: طَلْحَۃ، والف مقصورہ چوں: حُبْلَیٰ، والف ممدودہ چوں: حَمْرَاءُ، وتائے مقدرہ چوں: اَرْض کہ دراصل اَرْضَۃ بودہ است بدلیل اُرَیْضَۃ کہ تصغیر اسماء را باصل خود برد، وایں را مؤنثِ سماعی گویند.

ہو تو مضاف اسم اشارہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

فائدہ: جو ضمیر مرجع کی طرف راجع ہو اس کے معرفہ ونکرہ ہونے کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ ۱- بعض حضرات اسے مطلقاً معرفہ کہتے ہیں، ۲- بعض اسے مطلقاً نکرہ کہتے ہیں، ۳- بعض کہتے ہیں کہ اگر معرفہ کی طرف لوٹے تو معرفہ ہے اور اگر مرجع کا نکرہ رکھنا واجب ہو تو پھر ضمیر نکرہ ہوگی، جیسے: رُبَّ شَاۃٍ وَسَخْلَتِہَا" رُبَّ کے مدخول "شَاۃٍ" کو نکرہ رکھنا واجب ہے، لہذا یہ ضمیر نکرہ ہوگی، بصورت دیگر اگر مرجع کا نکرہ رکھنا واجب نہیں تو پھر ضمیر میں معرفہ ونکرہ دونوں احتمال ہیں۔

(بدانکہ اسم بر دو صنف......الخ) اسم کی باعتبار تذکیر و تانیث دو قسمیں ہیں: ۱- مذکر ۲- مؤنث

واضح رہے کہ مذکورہ تقسیم اسم متمکن کی ہے، اسم غیر متمکن کی نہیں، کیونکہ مذکر و مؤنث کی تعریف ھِیَ، ھٰذہ اور الَّتِی وغیرہ پر صادق نہیں آتی۔

مذکر اس اسم کو کہتے ہیں جس میں علامت تانیث نہ ہو، جیسے: رَجُلٌ، فَرَسٌ وغیرہ۔

مؤنث اس اسم کو کہتے ہیں جس میں علامت تانیث ہو اور علامت تانیث چار ہیں:

۱- تائے تانیث ظاہرہ، جیسے: طلحۃ ۲- تائے مقدرۃ، جیسے: اَرْضٌ کہ اصل میں اَرْضَۃٌ تھا۔

۳- الف مقصورہ جیسے: حُبْلَیٰ. ۴- الف ممدودۃ جیسے: حَمْرَاء۔

فائدہ: الف مقصورہ جو کہ علامت تانیث ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ زائد ہو، لہذا اعصا (عَصَی) میں الف مقصورہ تانیثی نہیں کیونکہ یہ اصلی ہے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ الف تائے تانیث کو قبول نہ کرے، لہذا اَرْطَی میں الف مقصورہ باوجود یکہ زائد ہے علامت تانیث نہیں، کیونکہ یہ تائے تانیث قبول کرتا ہے، کہا جاتا ہے اَرْطَاۃٌ.

اسی طرح الف ممدودہ میں بھی ضروری ہے کہ وہ اصلی نہ ہو بلکہ زائد ہو، اس کے ساتھ ساتھ تانیث کو بھی قبول نہ کرے، لہذا قراء میں الف ممدودہ تانیثی نہیں کیونکہ یہ اصلی ہے اور عَلْبَاء میں بھی الف اگرچہ زائد ہے لیکن تائے تانیث کو قبول کرتا ہے، کہا جاتا ہے علباءۃ، اس لئے تانیث کا نہیں ہے۔

....

اگر علامت تانیث ظاہر ہو تو اسے لفظی قیاسی کہیں گے، جیسے: فَاطِمَة ،طَلْحَة وغیرہ، اور اگر ظاہر نہ ہو چاہے مقدر ہو یا مسموع من العرب ہو تو پھر مؤنث سماعی کہتے ہیں، جیسے: اَرْض. مؤنث سماعی کی پہچان ضمیر لوٹانے سے ہوتی ہے، اگر مذکر کی ضمیر لوٹے تو مذکر ورنہ مؤنث جیسے: اَلنَّارُ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا. کہ اس میں ''ھا'' ضمیر برائے مؤنث ''نار'' کی طرف لوٹ رہی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ''النّار'' بتقدیر ''تا'' مؤنث ہے۔ حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا . یہاں ''ھا'' ضمیر ''الحرب'' کی طرف راجع ہے جس سے معلوم ہوا کہ ''الحرب'' بتقدیر ''تا'' مؤنث ہے۔ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا .میں اَلسَّلْمُ کی طرف ''ھا'' ضمیر راجع ہے، اس سے معلوم ہوا کہ "اَلسَّلْم" بتقدیر ''تا'' مؤنث ہے۔ مؤنث سماعی کی پہچان اس طرح بھی ہوتی ہے کہ اس کی طرف فعلِ مؤنث کی اسناد ہو جیسے: وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ . العِيرُ کی طرف فعلِ مؤنث کی اسناد سے معلوم ہوا کہ یہ بتقدیر ''تا'' مؤنث ہے یا اس کے لئے اسم اشارہ مؤنث استعمال کیا جائے جیسے: هٰذِهٖ جَهَنَّمُ بتقدیر ''تا'' مؤنث ہے یا تصغیر میں ''تا'' ظاہر ہو جیسے: هِنْدٌ میں ''تا'' مقدر ہے کہ اس کی تصغیر هُنَيْدَةٌ آتی ہے یا اس کی صفت یا خبر مؤنث لائی جائے جیسے: اَلْكَتِفُ الْمَشْوِيَّةُ لَذِيْذَةٌ. اسی طرح سماع من العرب سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسم مذکر ہے یا مؤنث۔ مؤنث سماعی تو بہت ہیں لیکن چند عام و مستعمل یہ ہیں: تمام لڑائیوں کے نام، ہواؤں کے نام، جہنم کے طبقات کے نام، تمام شہروں، ملکوں اور قبیلوں کے نام، شرابوں کے نام، رخسار اور بھوؤں کے علاوہ انسان کے جو اعضاء مکرر ہیں یہ تمام مؤنث سماعی ہیں۔

مؤنث سماعی کی دو قسمیں ہیں: ۱- واجب التانیث ۲- جائز التانیث

واجب التانیث: جسے مؤنث پڑھنا واجب ہے یعنی جس پر مؤنث کے احکام جاری کرنا لازمی ہے، جیسے وہ اسماء جن میں اہلِ عرب تقدیر ''تا'' کا التزام کرنے کی وجہ سے ہمیشہ مؤنث استعمال کرتے ہیں مثلاً: مذکورہ بالا اسماء اور اُذُنٌ، اِصْبَعٌ، دَارٌ، سَاقٌ، نَعْلٌ ،قَدَمٌ ، رِيْحٌ ، فَخِذٌ، رِجْلٌ، ذِرَاعٌ ، نَفْسٌ کیونکہ قرآن میں اس پر مؤنث کے احکام جاری ہیں، مثلاً: كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ،لَاتَمْلِكُ نَفْسٌ .

جائز التانیث: جسے مذکر و مؤنث دونوں طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں، جیسے: السماء کبھی مذکر استعمال ہوتا ہے "اَلسَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ" اور کبھی مؤنث "اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ "وَالسَّمَاءَ بَنَيْنٰهَا. باعتبارِ تقدیر ''تا'' مؤنث اور باعتبارِ تقدیرِ عدمِ ''تا'' مذکر جیسے: حَالٌ بمعنی حالت، طَرِيْقٌ ، سَبِيْلٌ ، سُوْقٌ ، قَمِيْصٌ، قِدْرٌ، سِكِّيْنٌ ، عُنُقٌ وغیرہ۔

فائدہ: السماء مفرد ہے اس کی جمع اگر السموٰت ہو تو اس میں تذکیر و تانیث دونوں درست ہیں جیسا کہ

Scanned with CamScanner

....

مذکورہ مثالوں میں ہے، اگر سماوۃ اس کی جمع ہو تو پھر اسے جمع مؤنث استعمال کرتے ہیں جیسے: ثُمَّ اسْتَوٰی إِلَی السَّمَاءِ فَسَوّٰهُنَّ" ضمیر "هن" السماء کی طرف راجع ہے۔

فائدہ: علامت تانیث مقدرہ صرف تاء ہے اور "تا" کی کئی قسمیں ہیں جن میں سے بعض اس شعر میں مذکور ہیں۔

مصدر وتانیث وحدت ومبالغہ　　　عوض ونقل ومذکر ویا زائدہ

❶ مصدر کے لئے جیسے: کَیْنُوْنَةٌ.

❷ تائے تانیثی جو تانیث پر دلالت کرے جیسے: فَاطِمَة.

❸ تائے وحدتی جو وحدت پر دلالت کرے جیسے: نَفْخَةٌ.

❹ تا برائے مبالغہ جیسے: رَاوِیَةٌ بہت زیادہ روایت کرنے والا۔

❺ تا برائے تاکید مبالغہ جیسے عَلَّامَةٌ، فَهَّامَةٌ، علام وفہام تو پہلے سے ہی مبالغہ کے صیغے ہیں، ان پر جو "تا" داخل ہوئی وہ مبالغہ کی تاکید کے لئے ہے۔

فائدہ: اللہ رب العزت کے لئے یہ صیغے بغیر "تا" کے استعمال ہوتے ہیں جیسے عَلَّامُ الْغُیُوْب، اگر چہ یہ "تا" تانیثی نہیں لیکن شبہ تانیثی ہے، اس لئے اس شبہ سے بچنے کے لئے بغیر "تا" کے استعمال کرتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ اللہ رب العزت کے لئے مذکر کا صیغہ علام کیوں لایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صیغہ مؤنث تو شبہ کی وجہ سے استعمال نہیں کرتے، اگر صیغہ مذکر بھی استعمال نہ کریں تو پھر کوئی صیغہ ہی نہیں، لہٰذا مجبوراً صیغہ مذکر استعمال کرتے ہیں۔

❻ تائے عوض جو کسی لفظ کے بدلے آئے، کبھی تو ابتداء والے لفظ کے بدلے آتی ہے جیسے: عِدَةٌ، زِنَةٌ، سِنَةٌ کہ دراصل وِعْدٌ، وِزْنٌ، وِسْنٌ تھا۔ اور کبھی درمیانی حرف کے بدلے آتی ہے جیسے: إِقْوَامٌ، اِسْتِقْوَامٌ سے إِقَامَةٌ اِسْتِقَامَةٌ.

❼ تاء النقل جیسے: کَافِیَةٌ، شَافِیَةٌ کہ اصل میں کَافٍ، شَافٍ تھے۔

❽ تاء التذکیر جیسے: ضَرَبَةٌ جمع مذکر مکسر اسم فاعل ہے۔

❾ تائے زائدہ: جو الفاظ بڑھانے اور کلمے کی خوبصورتی کے لئے ہو جیسے: قَرْیَةٌ، بَلْدَةٌ.

❿ تاء التنسیب: جو یائے نسبتی کے بدلے آئے جیسے: مَنَاطِقَةٌ، أَشَاعِرَةٌ، مَنْطِقِیٌّ، أَشْعَرِیٌّ کی جمع ہیں اور "تا" اس یائے نسبتی کے بدلے میں ہے جو مفرد میں ہے۔

⓫ تائے قسم: جو قسم کے لئے استعمال ہو جیسے: تَاللهِ لَأَکِیْدَنَّ أَصْنَامَکُمْ.

Scanned with CamScanner

بدانکہ مؤنث بر دو قسم است: حقیقی ولفظی. حقیقی آنست کہ بازائے او حیوانِ مذکر باشد چوں: اِمْرَأَة کہ بازائے او رَجُل است ونَاقَة کہ بازائے او جَمَل است. ولفظی آنست کہ بازائے او حیوانِ مذکر نباشد چوں: ظُلْمَةٌ وقُوَّةٌ.

⓬ تاء التعریب: جو کسی اسم کو معرب بنانے کے لئے آئے جیسے: نَاقَةٌ يَعْمَلَةٌ.

⓭ التاء المقلوبة: جو کسی حرف کے بدلے آئے جیسے: تُرَاثٌ اصل میں وُرَاثٌ تھا، واو کے بدلے ابتدا میں تا آئی۔

فائدہ: تائے عوض اور تائے مقلوبہ میں فرق یہ ہے کہ تائے عوض آخر میں ہوتی ہے اور قاعدے کے مطابق ہوتی ہے جب کہ تائے مقلوبہ عموماً ابتدا میں ہوتی ہے اور اس کا کوئی قاعدہ نہیں۔

⓮ تاء المضارعة: وہ تا جو مضارع پر داخل ہو جیسے: تَضْرِبُ، تَضْرِبِيْنَ وغیرہ۔

فائدہ: تاء المبالغہ، تا برائے تاکید مبالغہ اور تاء التذکیر مذکر استعمال ہوتی ہیں، ان کے علاوہ جو بھی "تا" ہو عموماً اس پر تانیث کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

(بدانکہ مؤنث بر دو قسم...... الخ) اسمِ مؤنث کی مختلف قسمیں ہیں:

❶ مؤنث حقیقی: جس کے مدلول کے مقابلے میں مذکر حیوان ہو، جیسے: اِمْرَأَةٌ، نَاقَةٌ.

❷ مؤنث لفظی یا مجازی: جس کے مقابلے میں مذکر حیوان نہ ہو جیسے: ظُلْمَةٌ، دَارٌ، شَمْسٌ.

❸ لفظی فقط: جس کا مدلول مذکر ہو اور اس میں علامتِ تانیث ظاہرہ موجود ہو جیسے: حَمْزَہ، اُسَامَہ، زَكَرِيَّا. اگر اس میں معنیٰ کا اعتبار کریں تو مذکر کے احکام جاری ہوں گے، اگر لفظ کا اعتبار کریں تو پھر غیر منصرف پڑھیں گے اور اس پر مؤنث کے احکام جاری ہوں گے۔

❹ معنوی فقط: جس کا مدلول مؤنثِ حقیقی یا مجازی ہو اور لفظ علامتِ تانیث سے خالی ہو جیسے: زَيْنَب، سُعَاد، عُقَاب، بِئْر، رِجْل.

❺ لفظی معنوی: جس کا مدلول مؤنث ہو اور علامتِ تانیث ظاہرہ بھی اس میں موجود ہو جیسے: فَاطِمَة، سُعْدَىٰ، حَسْنَا.

❻ المؤنث التأویلی: جو اصلاً تو مذکر ہو لیکن کسی وجہ سے اسے مؤنث کی تاویل میں کیا جائے جیسے: اَتَتْنِيْ كِتَابٌ اَسُرُّ بِهَا أي: بِالرِّسَالَةِ.

❼ المؤنث الحکمی: صیغہ مذکر ہو لیکن اضافت إلی المؤنث سے اس میں تانیث آئی ہو جیسے: جَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيْدٌ. لفظ "کل" مذکر ہے لیکن مضاف الیہ "نفس" کی وجہ سے اسے بھی مؤنث کے حکم میں کیا گیا۔

Scanned with CamScanner

بدانکہ اسم بر سہ صنف است: واحد، مثنی، مجموع. واحد آنست کہ دلالت کند بر یکے چوں: رَجُلٌ ، ومثنی آنست کہ دلالت کند بر دو بسبب آنکہ الف یا یائے ماقبل مفتوح ونونِ مکسور بآخرش پیوندد چوں: رَجُلَانِ وَرَجُلَیْنِ ، ومجموع آنست کہ دلالت کند بر بیش از دو بسبب آنکہ تغیرے در واحدش کردہ باشند لفظاً چوں: رِجَالٌ یا تقدیراً چوں: فُلْكٌ کہ واحدش نیز فُلْكٌ بروزنِ قُفْلٌ وجمعش ہم فُلْكٌ بروزنِ اُسْدٌ.

(بدانکہ اسم بر سہ صنف ......الخ) یہاں سے مصنف اسم کی تیسری تقسیم باعتبار افراد، تثنیہ وجمع فرماتے ہیں۔ یہ تقسیم بھی اسمِ متمکن کی ہے کیونکہ اسمِ غیر متمکن هُمَا ، اَنْتُمَا ، هُمْ ، اَنْتُمْ پر تثنیہ اور جمع کی مذکورہ تعریف صادق نہیں آتی۔

واحد: جو ایک پر دلالت کرے بالفاظ دیگر جس کا مدلول مفرد ہو جیسے: رَجُلٌ ، فَرَسٌ .

تثنیہ: ثَنّٰی یُثَنّی بمعنی ڈبل کرنا، اور اصطلاح میں اس اسم کو کہتے ہیں جو دو چیزوں پر دلالت کرے اس سبب سے کہ اس کے مفرد کے آخر میں بحالت رفعی الف ماقبل مفتوح اور نون مکسور جیسے: جاء نی رجلَانِ ،مسلِمَانِ اور بحالت نصبی وجری یا ماقبل مفتوح اور نون مکسور ہو جیسے: رایت رجلَیْنِ ،مسلِمَیْنِ، مررت برجلَیْنِ مسلِمَیْنِ. اِثْنَانِ واِثْنَتَانِ اور کِلَاو کِلْتَا اگرچہ دو پر دلالت کرتے ہیں لیکن چونکہ ان کا مفرد نہیں اس لئے یہ تثنیہ میں داخل نہیں۔ تثنیہ کا نون اس لئے مکسور ہوتا ہے کہ واحد، تثنیہ، جمع میں سے تثنیہ متوسط ہے اور ضمے، فتحے، کسرے میں سے کسرہ متوسط ہے، اس لئے متوسط کو متوسط دیا گیا۔

جمع: وہ ہے جو باعتبار وضع دو سے زیادہ پر دلالت کرے اس سبب سے کہ اس کے واحد میں تبدیلی وتغیر ہو، چاہے تغیر لفظی ہو جیسے: رَجُلٌ سے رِجَالٌ یا تغیر تقدیری ہو جیسے: فُلْكٌ بروزن قُفْلٌ مفرد ہے اور بروزن اُسْدٌ جمع ہے۔ باعتبارِ وضع کی قید اس لئے لگائی کہ کبھی مجازاً مافوق الواحد پر بھی جمع کا اطلاق ہوتا ہے جیسے: اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَعْلُوْمَاتٌ.

تغیر لفظی کی چھ قسمیں ہیں۔

1. تغیر بالزیادۃ: جمع میں لفظ کا اضافہ ہو لیکن مفرد کی شکل نہ بگڑے جیسے: صِنْوٌ سے صِنْوَانٌ .
2. تغیر بالنقصان: جمع میں لفظ کم ہو جائے لیکن مفرد کی شکل تبدیل نہ ہو جیسے: تُخَمَةٌ سے تُخَمٌ.
3. تغیر تبدیل شکل: شکل مفرد تبدیل ہو لیکن زیادتی ونقصان نہ ہو جیسے اَسَدٌ سے اُسْدٌ .
4. تغیر بالزیادۃ وتبدیل شکل: جمع میں کسی لفظ کا اضافہ ہو اور شکل بھی تبدیل ہو جائے جیسے: رَجُلٌ سے رِجَالٌ.
5. تغیر بالنقصان وتبدیل شکل: جمع میں کوئی لفظ کم ہو جائے اور مفرد کی شکل بھی تبدیل ہو جیسے: رَسُوْلٌ سے رُسُلٌ.

Scanned with CamScanner

بدانکہ جمع باعتبار معنی بر دو قسم است: جمع تکسیر و جمع تصحیح. جمع تکسیر آنست کہ بنائے واحد در و سلامت نباشد چوں: رِجَالٌ و مَسَاجِدُ. وابنیہ جمع تکسیر در ثلاثی بسماع تعلق دارد و قیاس را در و مجالے نیست، اما در رباعی و خماسی بروزنِ فَعَالِلُ آید چوں: جَعْفَرٌ و جَعَافِرُ و جَحْمَرِشٌ و جَحَامِرُ بحذف حرف خامس. و جمع تصحیح آنست کہ بنائے واحد در و سلامت ماند، و آں بر دو قسم است: جمع مذکر و جمع مؤنث. جمع مذکر آنست کہ واوے ماقبل مضموم یا یائے ماقبل مکسور و نون مفتوح در آخرش پیوند د چوں: مُسْلِمُوْنَ وَ مُسْلِمِيْنَ. و جمع مؤنث آنست کہ الف با تا بآخرش پیوند د چوں: مُسْلِمَات.

❻ تغیر بالزیادۃ والنقصان وتبدیل شکل: جمع میں تینوں قسم کی تبدیلیاں واقع ہوں جیسے: غُلَامٌ سے غِلْمَان، شکل تو ویسے ہی تبدیل ہے اور لام کے بعد جو الف تھا وہ کم ہوگیا، میم کے بعد الف بڑھ گیا۔

فائدہ: کبھی جمع اور مفرد کے الفاظ میں فرق ہوتا ہے جیسے: نِسَاءٌ اِمْرَأةٌ کی جمع ہے، اور اُولُو جمع ہے ذُو کی، اسے جمع من غیر لفظہ کہتے ہیں۔

فائدہ: جمع کی جمع کو جمع اقصٰی یا جمع منتہی الجموع کہتے ہیں۔

(**بدانکہ جمع باعتبار معنی ......الخ**) لفظی اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں: ۱- جمع تکسیر ۲- جمع تصحیح۔

جمع تکسیر: جس میں واحد کی بنا سلامت نہ رہے جیسے: رِجَالٌ، اُفْرَاسٌ۔

فائدہ: تکسیر جمع کی صفت ہے یعنی ایسی جمع جسے توڑا جائے لیکن حقیقت میں جمع کو نہیں مفرد کو توڑا جاتا ہے، تکسیر کی نسبت جمع کی طرف اس لئے کی کہ جمع اور مفرد کا آپس میں تعلق ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر جمع کو تکسیر کی صفت سے متصف کرنا از قبیل مجاز ہے۔

جمع تکسیر کے اوزان: ثلاثی میں تو سماعی ہیں، ان کے لئے کوئی ضابطہ اور قانون نہیں، البتہ رباعی اور خماسی سے عموماً فَعَالِلُ کے وزن پر آتی ہے جیسے: جَعْفَرٌ سے جَعَافِرُ، خماسی میں جَحْمَرِشٌ سے جَحَامِرُ یا جَحَارِشُ علی الاختلاف۔ جعفر کے چار معنی آتے ہیں: رأیتُ جعفراً علی جعفرٍ فی جعفرٍ یاکل جعفراً۔

جمع تصحیح: جمع بنانے کے لئے اس کے مفرد میں تبدیلی نہ ہو بناء واحد سلامت رہے جیسے: مسلمٌ و مسلمۃٌ سے مسلمون و مسلمات. اگرچہ مسلمات کے آخر میں تبدیلی ہے لیکن یہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

Scanned with CamScanner

....

اسم جمع: اس کی تین قسمیں ہیں:

① جمع پر دلالت کرے لیکن اس کا مفرد نہ ہو جیسے: قَوْمٌ، رَهْطٌ.

② اس کا مفرد بھی ہو اور جمع پر بھی دلالت کرے لیکن اوزان جمع سے نہ ہو جیسے: رَكْبٌ (سوار) صَحْبٌ ان کا مفرد رَاكِبٌ، صَاحِبٌ ہے، لیکن ان کا وزن جمع والا نہیں ہے۔

③ اوزان جمع میں سے ہو لیکن اس میں جمعیت کا معنی نہ پایا جائے، بلکہ اس پر مفرد کے احکام جاری ہوں کہ مفرد کی طرح اس کے آخر میں بھی یائے نسبتی آتی ہو جیسے: رِكَابٌ وزن جمع والا ہے بروزن رِجَالٌ لیکن یہ رَكُوبَةٌ کے لئے اسم جمع ہے کہ اس کے آخر میں یائے نسبتی لگاتے ہیں۔

اسم جنس

اسم جمع کی طرح اس کی بھی تین قسمیں ہیں:

① افرادی جو قلیل و کثیر سب پر برابر صادق آئے جیسے: مَاءٌ ایک قطرہ بھی ماء اور سمندر بھی، اسی طرح تراب کا اطلاق تھوڑی مٹی پر بھی ہوتا ہے اور ایک بڑا ڈھیر بھی تراب ہے۔

② جمعی: جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے اور واحد اور جنس میں فرق کے لئے "تا" لائی جائے یا "یا" لائی جائے جیسے: تَمْرَةٌ واحد اور تَمْرٌ جنس، رُوْمٌ جنس اور رُوْمِيٌّ واحد۔

③ احادی: جو واحد غیر معین پر دلالت کرے اور علی سبیل البدلیت تمام پر صادق آئے جیسے: رَجُلٌ، أَسَدٌ کہ واحد غیر معین پر دال ہیں لیکن علی سبیل البدلیت ہر آدمی رجل ہے۔

جمع تصحیح کی دو قسمیں ہیں: ۱- جمع تصحیح مذکر (جمع مذکر سالم) ۲- جمع تصحیح مؤنث (جمع مؤنث سالم)

جمع مذکر سالم: جس کے مفرد کے آخر میں بحالت رفع واو ماقبل مضموم اور نون مفتوح اور حالت نصب و جر میں یا ماقبل مکسور اور نون مفتوح ہو جیسے: جَاءَنِي مُسْلِمُوْنَ، رَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ.

جمع مؤنث سالم: جس کے مفرد کے آخر میں الف اور تا کی زیادتی ہو بشرطیکہ وہ الف اور تا جمعیت پر دال ہوں اور دونوں زائد ہوں، لہذا قُضَاةٌ، رُمَاةٌ، نُحَاةٌ، أَمْوَاتٌ جمع مؤنث سالم نہیں، کیونکہ اول تینوں میں الف زائد نہیں بلکہ

Scanned with CamScanner

بدانکہ جمع باعتبارِ معنی بر دو نوع است: جمع قِلّت و جمع کثرت. جمع قلت آنست کہ بر کم از دہ اطلاق کنند، وآں را چہار بنا است: اَفْعُل مثل: اَکْلُبٌ، واَفْعَالٌ چوں: اَقْوَالٌ، واَفْعِلَةٌ مثل: اَعْوِنَةٌ، وفِعْلَةٌ چوں: غِلْمَةٌ، و دو جمع تصحیح بے الف ولام یعنی مُسْلِمُونَ و مُسْلِمَات. وجمع کثرت آنست کہ بر دہ و بیشتر از دہ اطلاق کنند، وابنیہ آں ہر چہ غیر ازیں شش بنا است.

حرف اصلی سے تبدیل شدہ ہے، اور امـــــوات میں "تا" زائد نہیں بلکہ اصلی ہے۔ جمع مؤنث سالم کی مثال جیسے: مُسْلِمَاتٌ، مُؤمِنَاتٌ.

فائدہ: وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ میں اُولَات ملحق بجمع مؤنث سالم ہے اور اسم جمع ہے، اصل میں اُلَيَةٌ تھا لیکن اس کا اعراب جمع مؤنث سالم والا ہی ہوگا، اسی طرح عرفات، مرفوعات، منصوبات، مجرورات جمع مؤنث سالم نہیں، لیکن اس وزن پر ہونے کی وجہ سے ان کا اعراب بھی جمع مؤنث سالم والا ہوگا۔

(بدانکہ جمع باعتبار معنی......الخ) جمع باعتبار معنی دو قسم پر ہے ۱- جمع قلت، ۲- جمع کثرت۔

جمع قلت جس کا اطلاق تین سے لے کر نو تک ہو سکے اور اس کے چھ وزن ہیں ۱- اَفْعُل جیسے: اَكْلُبٌ ۲- اَفْعَالٌ جیسے: اَقْوَالٌ ۳- اَفْعِلَةٌ اَعْوِنَةٌ ۴- فِعْلَةٌ غِلْمَةٌ ۵- مسلمون ۶- مسلمات یعنی جمع مذکر سالم بشرطیکہ الف لام سے خالی ہو۔

جمع کثرت: جس کا اطلاق نو سے زیادہ پر ہو، جمع قلت کے اوزان کے علاوہ باقی جمع کثرت ہیں۔

فائدہ: جمع قلت و جمع کثرت میں سے ہر ایک کا اطلاق ایک دوسرے پر ہوتا ہے اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ میں نو مراد نہیں بلکہ زیادہ ہیں، عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ. اَنْفُس اَفْعُل جمع قلت کا وزن ہے لیکن نو میں محدود نہیں، ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ جمع کثرت کا وزن ہے لیکن مراد تین ہیں، باوجودیکہ قُرْءٌ کی جمع قلت اَقْرَاءٌ موجود ہے لیکن پھر بھی جمع کثرت کو لایا گیا۔

فائدہ: محققین نے جمع قلت و کثرت کی تعریف یوں کی ہے کہ "دونوں کا آغاز تین سے ہوتا ہے لیکن جمع قلت نو پر جا کر ختم ہو جاتی ہے اور جمع کثرت کے اختتام کی انتہاء نہیں۔" خلاصہ یہ ہے کہ دونوں کا مبدأ ایک ہے لیکن قلت کا منتہیٰ نو اور کثرت لانہایۃ لہ ہے۔ اسی طرح فقہ کا مسئلہ ہے کہ اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ جتنے دراہم میرے ہاتھ میں ہیں وہ لے لو اور مجھے طلاق دو، شوہر نے طلاق دی اور بیوی کے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا تو شوہر کو تین دراہم

Scanned with CamScanner

فصل: بدانکہ اعراب اسم سہ است: رفع ونصب وجر. اسم متمکن باعتبار وجوہ اعراب بر شانزدہ قسم است: اوّل: مفرد منصرف صحیح چوں: زَیۡدٌ، دوم: مفرد منصرف جاری مجری صحیح چوں: دَلۡوٌ، سوم: جمع مکسر منصرف چوں: رِجَالٌ. رفع شاں بضمہ باشد ونصب بفتحہ وجر بکسرہ چوں: جَاءَ نِی زَیۡدٌ وَدَلۡوٌ وَرِجَالٌ، وَرَاَیۡتُ زَیۡدًا وَدَلۡوًا وَرِجَالًا، وَمَرَرۡتُ بِزَیۡدٍ وَ دَلۡوٍ وَ رِجَالٍ(۱).

ملیں گے باوجودیکہ دراہم جمع کثرت ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ دونوں کا مبدأ ایک ہے۔

(**فصل: بدانکہ اعراب اسم سہ......الخ**) اَلۡاِعۡرَابُ مَا اخۡتَلَفَ بِهٖ آخِرُ الۡمُعۡرَبِ جس کی وجہ سے معرب کا آخر تبدیل

---

(۱) جَاءَنِیۡ زَیۡدٌ. میرے پاس زید آیا۔ جاءَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، نون برائے وقایہ مبنی بر کسر "یا" ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، زَید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وَدَلۡوٌ یعنی وَجَاءَ نِی دَلۡوٌ : میرے پاس ڈول آیا۔ جاءَنی بترکیب سابق، دَلۡو مفرد منصرف جاری مجریٰ صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وَرِجَالٌ یعنی وَجَاءَ نِیۡ رِجَالٌ: میرے پاس کچھ مرد آئے۔ جاءَنی بترکیب سابق، رِجَال جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وَرَاَیۡتُ زَیۡدًا: میں نے زید کو دیکھا۔ رَاَیۡتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، زَیۡدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

وَدَلۡوًا یعنی وَرَاَیۡتُ دَلۡوًا: میں نے ڈول کو دیکھا۔ رَاَیۡتُ بترکیب سابق، دَلۡوًا مفرد منصرف جاری مجریٰ صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

وَرِجَالًا یعنی وَرَاَیۡتُ رِجَالًا: میں نے کچھ مرد دیکھے۔ رَاَیۡتُ بترکیب سابق، رِجَالًا جمع مکسر منصرف منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مَرَرۡتُ بِزَیۡدٍ: میں زید کے پاس سے گزرا۔ مَرَرۡتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، "با" حرف جار مبنی بر کسر، زَید مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

وَ دَلۡوٍ یعنی وَمَرَرۡتُ بِدَلۡوٍ: میں ڈول کے پاس سے گزرا۔ مَرَرۡتُ بترکیب سابق، "با" حرف جار مبنی بر کسر، دَلۡو مفرد منصرف جاری مجریٰ صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

وَرِجَالٍ یعنی وَمَرَرۡتُ بِرِجَالٍ: میں کچھ مردوں کے پاس سے گزرا۔ مَرَرۡتُ بترکیب سابق، "با" حرف جار مبنی بر کسر، رِجَال جمع مکسر منصرف مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

....

ہو یا پھر مَا جِیئَ بِهٖ لِبَیَانِ مُقْتَضَی الْعَامِلِ مِنْ حَرَکَةٍ أَوْ حَرْفٍ أَوْ حَذْفٍ أَوْ سُکُونٍ عامل کے مقتضی کے مطابق جو حرکت، حذف یا سکون آئے اسے اعراب کہتے ہیں۔

اعراب کی تین قسمیں ہیں: ۱۔لفظی ۲۔تقدیری ۳۔محلی

اعراب لفظی: مَا یَکُوْنُ مَلْفُوْظاً۔ اعراب تقدیری مَا یَکُوْنُ مُقَدَّراً لِاسْتِثْقَالِ ظُهُوْرِ الْإِعْرَابِ أَوْ لِاسْتِحَالَةٍ۔۔

اسم کے اعراب تین ہیں: ۱۔رفع، ۲۔نصب، ۳۔جر۔

رفع فاعلیت کی، نصب مفعولیت اور جر اضافت کی علامت ہے۔

تین اعراب اس لئے ہیں کہ جن معانی پر اعراب دلالت کرتے ہیں وہ معانی بھی تین ہیں۔

اعراب دو قسم کا ہوتا ہے ۱۔اعراب بالحرکۃ: رفع، نصب اور جر ۲۔اعراب بالحروف: واو، الف اور یا

اسم متمکن باعتبار اعراب سولہ قسم پر ہے، ان میں سے پانچ جگہ اعراب لفظی یعنی حرکت لفظی، سات جگہ حرف لفظی اور چار جگہ تقدیری ہے، بعض جگہ حرکت تقدیری اور بعض جگہ حرف تقدیری ہے۔ اعراب تین ہیں لیکن محل اعراب سولہ ہیں۔ ہدایۃ النحو، کافیہ وغیرہ میں نو قسمیں اور یہاں سولہ اس لئے کہ یہاں محل اعراب کی تقسیم ہے اور ہدایۃ النحو و کافیہ وغیرہ میں اعراب کی تقسیم ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے اعراب بالحرکۃ کو مقدم کیا کیونکہ یہ اصلی ہے۔

اول مفرد منصرف صحیح: مفرد یہاں تثنیہ و جمع کے مقابلے میں ہے، مراد یہ ہے کہ تثنیہ و جمع نہ ہو۔ منصرف کہہ کر غیر منصرف سے احتراز کیا اور صحیح کہہ کر غیر صحیح سے احتراز کیا۔ نحویین کے ہاں صحیح اس کلمے کو کہتے ہیں جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو اگرچہ درمیان و شروع میں ہو جیسے: زید، اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ، نصبی میں فتحہ اور جری میں کسرہ ہے جیسے: جاء نی زیدٌ، رأیت زیداً، مررت بزیدٍ۔

دوم جاری مجری صحیح: یعنی قائم مقام صحیح، جاری مجری صحیح اس کلمے کو کہتے ہیں جس کے آخر میں حرف علت "واو" یا "یا" ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو جیسے: دَلْوٌ، ظَبْیٌ۔ اسے جاری مجری صحیح اس لئے کہتے ہیں کہ صحیح کی طرح اس میں بھی بہت کم تعلیل ہوتی ہے۔ اس کا اعراب بھی مفرد منصرف صحیح والا ہے، کیونکہ حرف علت کے ماقبل کے سکون کی وجہ سے اس میں ثقل نہیں رہا، اگر حرف علت کا ماقبل متحرک ہو تو پھر اس کلمے کو ثقیل سمجھا جاتا ہے۔ جاری مجری صحیح کی مثال: هٰذَا دَلْوٌ وَ

چہارم جمع مؤنث سالم رفعش بضمہ باشد ونصب وجر بکسرہ چوں: هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ(۱)۔ پنجم غیر منصرف وآں اسمیست کہ دو سبب از اسبابِ منع صرف درو باشد، واسبابِ منع صرف نہ است: عدل، ووصف، وتانیث، ومعرفہ، وعجمہ، وجمع، وترکیب، ووزنِ فعل، والف نون زائدتان. چوں: عُمَرُ وَاَحْمَرُ وَطَلْحَةُ وَزَيْنَبُ وَاِبْرَاهِيْمُ وَمَسَاجِدُ وَمَعْدِيْ كَرَبَ وَاَحْمَدُ وَعِمْرَانُ. رفعش بضمہ باشد ونصب وجر بفتحہ چوں: جَاءَ

ظَبْيٌ، رَأَيْتُ دَلْوًا وَ ظَبْيًا، مَرَرْتُ بِدَلْوٍ وَ ظَبْيٍ.

سوم جمع مکسر منصرف: یعنی جمع سالم نہ ہو مکسر ہو کہ اس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے۔ منصرف ہو غیر منصرف نہ ہو، اس کا اعراب بھی مذکورہ بالا ہوگا جیسے: جَاءَ نِيْ رِجَالٌ، رَأَيْتُ رِجَالًا، مَرَرْتُ بِرِجَالٍ.

جمع مؤنث سالم: اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ، نصبی وجری میں کسرہ ہوگا جیسے: هُنَّ مُسْلِمَاتٌ، رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ. حالت نصبی حالت جری کے تابع ہے کیونکہ یہ فرع ہے جمع مذکر سالم کی اور جمع مذکر سالم میں نصب جر کا تابع ہوتا ہے تو اصل کی وجہ سے فرع میں بھی نصب جر کا تابع ہوگا۔

(پنجم غیر منصرف وآں……الخ) اسم متمکن کی دو قسمیں ہیں: ۱۔منصرف، ۲۔غیر منصرف۔

غیر منصرف: وہ اسم جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب یا ایک سبب قائم مقام دو سببوں کے پایا جائے۔

منصرف اس اسم کو کہتے ہیں جس میں اسبابِ منع صرف میں سے دو سبب یا ایک سبب قائم مقام دو سببوں کے نہ پایا جائے۔

---

(۱) هُنَّ مُسْلِمَاتٌ: وہ مسلمان عورتیں ہیں۔ هُنَّ میں ''ھا'' ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زینب وسلمٰی وخالدہ، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح، مُسْلِمَاتٌ جمع مؤنث سالم مرفوع لفظا خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ: میں نے کچھ مسلمان عورتیں دیکھیں۔ رَأَيْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلا مبنی بر ضم، مُسْلِمَاتٍ منصوب بکسرہ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ: میں کچھ مسلمان عورتوں کے پاس سے گزرا۔ مَرَرْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم، ''با'' حرف جار مبنی بر کسر، مُسْلِمَاتٍ جمع مؤنث سالم مجرور لفظا بکسرہ، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

عُمَرُ وَرَأَیْتُ عُمَرَ وَمَرَرْتُ بِعُمَرَ(١).

اسباب منع صرف نو ہیں۔

مَوَانِعُ الصَّرفِ تِسعٌ کُلَّمَا اجْتَمَعَتْ ... ثِنْتَانِ مِنْهَا فَمَا لِلصَّرْفِ تَصْوِيبُ
عَدْلٌ وَوَصْفٌ وَتَأْنِيثٌ وَمَعْرِفَةٌ ... وَعُجْمَةٌ ثُمَّ جَمْعٌ ثُمَّ تَرْكِيبُ
وَالنُّوْنُ زَائِداً مِنْ قَبْلِهَا أَلِفٌ ... وَوَزْنُ فِعْلٍ وَهٰذَا الْقَوْلُ تَقْرِيبُ

عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزن فعل اور الف نون زائدتان۔

غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہو سکتے، البتہ اگر اس کی اضافت کی جائے یا اس پر الف لام داخل ہو تو پھر کسرہ آسکتا ہے، اسی طرح اگر غیر منصرف کو نکرہ بنایا جائے تو تنوین بھی آتی ہے۔ اضافت کی مثال: لَقَدْ خَلَقْنَا الإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ، دخول الف لام کی مثال: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نکرہ کی مثال: جَاءَنِيْ أَحْمَدُ وَأَحْمَدُ آخَرُ(٢).

عدل: هُوَ تَحْوِيْلُ الإِسْمِ مِنْ حَالَةٍ إِلىٰ حَالَةٍ أُخْرَىٰ بِلَا قَانُوْنٍ صَرْفِيٍّ مَعَ بَقَاءِ المَادَّةِ الأَصْلِيَّةِ وَ المَعَانِيْ الأَصْلِيَّةِ.

عدل کی دو قسمیں ہیں: ١- عدل تحقیقی، ٢- عدل تقدیری۔

---

(١) جَاءَ عُمَرُ: عمر آیا۔ جاءَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، عُمَرُ غیر منصرف مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

رَأَیْتُ عُمَرَ: میں نے عمر کو دیکھا۔ رَأَيْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلاً مبنی بر ضم، عُمَرَ غیر منصرف منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مَرَرْتُ بِعُمَرَ: میں عمر کے پاس سے گزرا۔ مَرَرْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، "با" حرف جار مبنی بر کسر، عُمَرَ غیر منصرف مجرور بالفتحہ، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(٢) جملہ حروف مبنی ہیں، افعال میں سے فعلِ ماضی، امر اور فعل مضارع جب نون جمع مؤنث کے ساتھ ہو، اسی طرح جب مضارع کے آخر میں مباشرةً بغیر کسی حرف مذکور یا محذوف کے فاصلے کے نون تاکید لاحق ہو تو وہ مبنی ہے، اسماء میں سے بعض معرب اور بعض مبنی ہیں۔

معرب کی دو قسمیں ہیں: ١- اسم متمکن، ٢- فعل مضارع جب نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو۔

اسم متمکن کی دو قسمیں ہیں: ١- المتمکن الأمکن، اسے منصرف بھی کہتے ہیں، ٢- المتمکن غیر الأمکن، اسے غیر منصرف کہتے ہیں۔ ....

....

عدل تحقیقی اسے کہتے ہیں کہ غیر منصرف پڑھے جانے کے لئے اس کے اصل معدول عنہ پر کوئی دلیل موجود ہو کہ یہ اسم فلاں اسم سے معدول ہے جیسے: ثُلَاث وَ مَثْلَث. یہ ثَلَاثَۃٌ ثَلَاثَۃٌ سے معدول ہیں کیونکہ "ثُلَاث" کا معنی تین تین ہے اسی طرح "مَثْلَث" کا معنی بھی تین تین ہے، معنی میں تکرار ہے اور تکرار معنی تکرار لفظ پر دلالت کرتا ہے کہ معنی لفظ کا تابع ہوتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ ثُلَاث اور مَثْلَث، ثَلَاثَۃٌ ثَلَاثَۃٌ سے معدول ہیں۔

عدل تقدیری: غیر منصرف پڑھنے کے لئے اس میں عدل کو سبب بنایا گیا ہو اور معدول عنہ پر کوئی دلیل موجود نہ ہو جیسے: عمر اور زفر، عرب انہیں غیر منصرف پڑھتے ہیں اور غیر منصرف کے لئے دو سبب یا ایک سبب قائم

= اسباب منع صرف میں سے وہ سبب جو ایک ہی قائم مقام دو کے ہے دو ہیں:

۱- تانیث بالف المقصورۃ والممدودۃ، الف مقصورہ وممدودہ اسم نکرہ میں ہوں جیسے: ذِکْرٰی صَحْرَاء. یا معرفہ میں جیسے: رَضْوٰی زَکَرِیَّا. مفرد میں ہوں جیسے مذکورہ مثالوں میں یا جمع میں جیسے: جَرْحٰی اَصْدِقَاء. یا صفت میں جیسے: حُبْلٰی حَمْرَاء.

دو علتوں (سببوں) میں سے ایک علت معنوی اور دوسری لفظی ہوگی۔ علتِ معنوی وصف اور علم ہے اور علتِ لفظی میں عدل، تانیث، عجمہ، الف نون زائدتان، ترکیب، وزنِ فعل اور الفِ الحاق داخل ہیں۔

وصفیت جمع الف نون زائدتان: وصفیت کے ساتھ الف نون زائدتان، وزنِ فعل اور عدل جمع ہوتے ہیں، جب کہ علمیت کے ساتھ ان تینوں کے ساتھ ساتھ ترکیب، تانیث، عجمہ اور الفِ الحاق جمع ہو سکتے ہیں۔

وصف کے ساتھ الف نون کا اجتماع اس وقت مانع من الصرف ہوگا جب دو شرطیں پائی جائیں:

۱- وصفیتِ اصلیہ ہو عارضیہ نہ ہو۔

۲- اس کی تانیث "تا" کے ساتھ نہ آئے یا تو اس وجہ سے کہ اس کی مؤنث ہی نہ ہو جیسے: لَحْیَان. یا مؤنث ہو لیکن اس کے آخر میں تائے تانیث نہ ہو جیسے: عَطْشَان، غَضْبَان، سَکْرَان، رَیَّان کہ ان کی مؤنث عَطْشٰی، غَضْبٰی، سَکْرٰی، رَیَّا ہے۔ اگر اس کی مؤنث کے آخر میں تائے تانیث آئے تو پھر وہ غیر منصرف نہیں ہوگا جیسے: سَیْفَان (لمبا آدمی) مَصَّان (کمینہ شخص) ان کی مؤنث سَیْفَانَۃٌ، مَصَّانَۃٌ ہے۔ اگر وصفیت زائل ہونے کے بعد وہ اسم کسی کا علم بن جائے تو بھی الف نون زائدتان اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔

وصفیت جمع وزن فعل: وصفیت اور وزنِ فعل کا اجتماع اس وقت غیر منصرف کا سبب ہوگا جب مذکورہ دونوں شرطیں: ۱- وصفیت اصلیہ ۲- مؤنث بغیر "تا" کے ہو پائی جائیں۔ اور یہ شرطیں اس وصف میں پائی جاتی ہیں جو اَفْعَلُ کے وزن پر ہو اور اس کی مؤنث فَعْلَاء یا فُعْلٰی کے وزن پر آئے جیسے: اَحْمَرُ حَمْرَاء، اَبْیَضُ بَیْضَاء، اَجْمَلُ جَمْلَاء، اَفْضَلُ فُضْلٰی، اَحْسَنُ حُسْنٰی، اَدْنٰی دُنْیَا.

....

مقام دو کا ہونا ضروری ہے جب کہ عمر و زفر میں ایک ہی سبب علمیت تھا تو فرضاً کہا کہ یہ عامر اور زافر سے معدول ہیں تاکہ ان میں دوسرا سبب بھی پیدا ہو جائے۔ ورنہ درحقیقت عمر کے عامر اور زفر کے زافر سے معدول ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں۔

= اگر اس کی مؤنث ''تا'' کو قبول کرے تو پھر غیر منصرف نہیں ہوگا جیسے: عَطَفْتُ عَلٰی رَجُلٍ اَرْمَلٍ میں "اَرْمَلٌ" کہ اس کی مؤنث اَرْمَلَۃٌ ہے۔ اسی طرح اگر وصفیتِ عارضیہ ہو تو وہ منصرف ہوگا جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَرْنَبٍ (میرا گزر بزدل آدمی پر ہوا) میں "اَرْنَب" بمعنی جُبان ہے، کیونکہ اَرْنَب کا حقیقی معنی خرگوش ہے، مثالِ مذکور میں اس کا معنی جُبان عارضی معنی ہے۔ جہاں دونوں شرطیں نہ پائی جائیں وہاں بطریقِ اولیٰ غیر منصرف نہیں ہوگا جیسے: قَضَیْتُ فِی النُّزْهَۃِ سَاعَاتٍ اَرْبَعٍ میں لفظِ اَرْبَع ہے کہ اصالتاً اس کی وضع اعداد کے لئے ہے وصف نہیں، نیز اس کی مؤنث اَرْبَعَۃ ''تا'' کے ساتھ آتی ہے۔

اگر اصالتاً وصف ہو اور بعد میں اسمیت مجردہ خالیہ من الوصفیہ والعلمیہ کی طرف منتقل کیا جائے تو اول وضع کا اعتبار کرتے ہوئے اسے غیر منصرف ہی پڑھیں گے جیسے: اَدْهَم، اَرْقَم وغیرہ۔ اَدْهَم اصل میں اس چیز کا وصف ہے جس میں کالا پن ہو لیکن بعد میں اسے وصفیت سے منتقل کر کے بیڑی (پاؤں میں ڈالی جانے والی زنجیر) کا نام رکھا گیا، اسی طرح اَرْقَم کا اطلاق اس چیز پر ہوتا تھا جس میں مختلف نقطے ہوں، لیکن بعد میں اس سانپ کا نام بن گیا جس کی کھال پر سیاہ و سفید نقطے ہوں۔ ان دونوں مثالوں میں اگرچہ وصفیت سے اسمیت کی طرف انتقال پایا گیا لیکن اس کے باوجود اول وضع کا اعتبار کرتے ہوئے انہیں غیر منصرف ہی پڑھیں گے۔

اگر کسی کلمے سے وصفیت زائل کر کے اسے کسی کا علم بنایا جائے تو بھی علمیت اور وزنِ فعل کی وجہ سے وہ غیر منصرف ہی رہے گا جیسے: اَدْهَم یا اَرْقَم کسی کا نام رکھا جائے۔

وصفیت مع عدل: وصفیت کا اجتماع عدل کے ساتھ دو صورتوں میں غیر منصرف کا سبب بنتا ہے:

۱- اسم اعدادِ عشرہ میں سے ہو اور فُعَال یا مَفْعَل کے وزن پر ہو جیسے: اُحَاد مَوْحَد، ثُنَاء مَثْنٰی، ثُلٰث مَثْلَث، رُبَاع مَرْبَع، خُمَاس مَخْمَس، سُدَاس مَسْدَس، سُبَاع مَسْبَع، ثُمَان مَثْمَن، تُسَاع مَتْسَع، عُشَار مَعْشَر ترکیب میں عام طور پر یہ اعداد حال، صفت یا خبر واقع ہوتے ہیں۔

۲- اسم کلمہ اُخَر ہو، یہ اُخْرٰی اسم تفضیل مؤنث کی جمع ہے۔

اگر یہاں وصفیت زائل ہو جائے اور اسے کسی کا نام رکھا جائے تو علمیت اور عدل کی وجہ سے وہ غیر منصرف ہی رہے گا جیسے کسی کا نام عُشَار رکھا جائے۔

فائدہ: اُخْرٰی غیر منصرف ہے لیکن اسے معدول نہیں مانتے کیونکہ اس میں الفِ مقصورہ پایا جاتا ہے جو کہ بذاتِ خود ایک قوی سبب ہے۔ کبھی اُخْرٰی آخِر بمعنی دوسرے کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: قَالَتْ اُوْلٰهُمْ لِاُخْرٰهُمْ۔ اس صورت میں اُخْرٰی کی جمع منصرف =

Scanned with CamScanner

....

فائدہ: تمام انبیاء علیھم الصلاۃ والسلام کے اسماء سوائے چند کے غیر منصرف ہیں۔

گر ہمی خواہی کہ دانی نام ہر پیغمبری تا کدام است نزد نحوی منصرف
صالح وہود ومحمد باشعیب نوح ولوط منصرف دان ایں ہمہ باقی لاینصرف

فرشتوں کے ناموں میں سے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل غیر منصرف ہیں۔ منکر نکیر منصرف، رضوان غیر منصرف ہے۔ مہینوں کے ناموں میں نصف منصرف اور نصف غیر منصرف ہیں، غیر منصرف میں رجب، صفر میں علیت اور عدل کہ الرجب اور الصفر سے معدول ہیں، جمادی الأولی، جمادی الثانیۃ میں الف مقصورہ ایک سبب قائم مقام دو کے ہے۔ رمضان، شعبان میں علیت اور الف نون زائدتان ہے۔

وصف: هُوَ اِسْمٌ يَدُلُّ عَلَى ذَاتٍ مُبْهَمَةٍ مَاخُوْذَةٍ مَعَ بَعْضِ صِفَاتِهَا. وصف کے لئے شرط ہے کہ وصف اصلی ہو مثل أسود وأرقم، وصف عارضی نہ ہو جیسے: مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ میں لفظ ''أربع'' ہے کیونکہ یہ وصف اصلی نہیں بلکہ یہ لفظ موضوع للعدد ہے۔

تانیث: اس کی دو قسمیں ہیں: لفظی معنوی

تانیث لفظی کی وجوبی شرط علیت کا ہونا ہے جیسے: ''طَلْحَةُ'' اور تانیث معنوی کی شرط یا تو اسم کا تین حرفی سے

= ہوگی، کیونکہ یہ معدول نہیں، بلکہ اس کا مذکر آخر ہے جو اول کے مقابلے میں ہے جیسے: وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْأُخْرَى. میں اُخرَىٰ آخِرَة کے معنی میں ہے، اس پر دلیل دوسری آیت ہے ثُمَّ اللهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الاٰخِرَةَ.

علیت: علم سے مراد علم الشخص وعلم الجنس ہے۔ علیت کا اجتماع ترکیب، الف نون زائدتان، تانیث، عجمہ، وزن فعل، عدل اور الف الحاق کے ساتھ ہوتا ہے۔

علیت جمع ترکیب: اگر اس کا اجتماع ترکیب کے ساتھ ہو اور ترکیب مزجی ہو تو ترکیب سے قبل جزء اول جس حال پر تھا بعد ترکیب کے اسی حال پر رہے گا، اعراب صرف جزء ثانی پر آئے گا جیسے: بَعْلَبَكُّ.

علیت جمع الف نون زائدتان: علیت کا اجتماع الف نون زائدتان کے ساتھ غیر منصرف کا سبب ہے، خواہ علم انسان ہو جیسے: بَدْرَان، حَيَّان، مَرْوَان یا غیر انسان جیسے: قَحْطَان، غَطْفَان، شَعْبَان، رَمَضَان. اگر الف نون دونوں اصلی ہوں جیسے: بَانٌ (حجاز میں ایک پہاڑ کا نام) خَانٌ (دکان یا ہوٹل) یا نون اصلی ہو جیسے: اَمَانٌ، لِسَانٌ، ضَمَانٌ تو پھر غیر منصرف نہیں ہوگا۔ اگر دونوں یا ایک میں اصلی وزائد دونوں کا احتمال ہو جیسے: حَسَّان من الحِسّ أو الحُسْنِ، غَسَّان مِن الغَسّ أو الغَسْنِ، وَدَّان مِن الوُدّ أو الوَدْنِ، عَفَّان مِن العَفّ أو العَفْنِ، حَيَّان مِن الحَيَاةِ أو الحِيْنِ، شَيْطَان مِن الشَّيْطِ أو الشَّطْنِ تو پھر انصراف اور عدم انصراف دونوں جائز ہیں۔ کبھی نون کو لام سے تبدیل کرتے ہیں جیسے: اُصَيْلَان میں اُصَيْلَال کہتے ہیں، اس صورت میں یہ غیر منصرف ہی رہے گا، اس کے برخلاف =

Scanned with CamScanner

....

زائد ہونا جیسے: "زَیْنَبُ" یا پھر ثلاثی متحرک الاوسط ہو جیسے: "سَقَرَ" یا ثلاثی ساکن الاوسط عجمی ہو جیسے: "مَاهُ، جُوْرَ"،
اگر ان امور مذکورہ میں سے کوئی بھی موجود ہو اور علم بھی ہو تو پھر عدم انصراف واجب ہے۔ اگر کوئی امر موجود نہ ہو تو پھر
انصراف وعدم انصراف دونوں جائز ہیں جیسے اِھنْدٌ. اس میں امر اول زائد از ثلاثی، امر ثانی تحرک الاوسط، امر ثالث عجمی
ہونا کوئی بھی نہیں، لہٰذا اس میں انصراف وعدم انصراف دونوں جائز ہیں۔

معرفہ: معرفہ کی سات اقسام میں سے صرف علمیت مراد ہے چاہے شخصی ہو یا جنسی ۔ضمائر، اسمائے
اشارات، موصولات وغیرہ مبنی کے قبیل سے ہیں۔ اضافت والف لام غیر منصرف کے ساتھ جمع نہیں ہوتے، بلکہ جواز
کسرہ کا باعث بنتے ہیں۔

= کسی اور حرف زائد کو نون سے بدلا جائے تو اس سے وہ غیر منصرف نہیں بنے گا جیسے: الحِنّاء سے حَنَّان بنا کر کسی کا علم رکھا جائے۔

علیت مع تانیث: علمیت مع تانیث بھی غیر منصرف کا سبب ہے، کبھی سبب موجب ہوتا ہے اور کبھی سبب جائز۔ واجب اس وقت ہوتا ہے:

۱۔ جب علم کے آخر میں تائے زائدہ متحرکہ برائے تانیث ہو، خواہ علمِ مذکر ہو جیسے: عَنْتَرَة، مُعَاوِيَة، طَلْحَة، حَمْزَة یا برائے
مؤنث ہو جیسے: فَاطِمَة، عَبْلَة، بُثَيْنَة، ثلاثی ہو جیسے: اَمَه، هِبَه، عِظَه یا غیر ثلاثی ساکن الاوسط یا متحرک الاوسط۔

۲۔ اس کے آخر میں تائے تانیث تو نہ ہو لیکن وہ علم برائے مؤنث اور تین حرفی سے زائد ہو جیسے: زَیْنَب، سُعَاد، مِصْبَاح.

۳۔ ثلاثی متحرک الاوسط ہو جیسے: قَمَر، اَمَل.

۴۔ ثلاثی عجمی ہو اگرچہ اس کے آخر میں تائے تانیث نہ ہو اور نہ وہ متحرک الاوسط ہو جیسے: دَامَ، جُوْرَ، مُوْكَ.

۵۔ علم ثلاثی، عربی، ساکن الاوسط، غیر مختوم بتاء التانیث ہو لیکن علمِ مذکر سے منقول ہو کر مؤنث کا نام بنا ہو جیسے: سَعْد،
صَخْر، قَيْس جب مؤنث کے نام ہوں۔

اور جو علم مؤنث ثلاثی، ساکن الاوسط، غیر عجمی، غیر منقول من المذکر ہو وہ جائز الانصراف ہو گا جیسے: هِنْد، مَيّ،
دَعْد، جُمْل.

فائدہ: ممالک، قبائل، شہروں، قصبات، افعال، حروفِ معانی کے ناموں میں انصراف وعدمِ انصراف دونوں کی اجازت
ہے۔ بوقتِ انصراف انہیں کسی مذکر کلمے کی تاویل میں کریں گے جیسے: قبیلہ، ارض، قصبہ "اَبْ، مکان" کی اور افعال، حروفِ معانی
"لفظ" کی تاویل میں ہوں گے، اور غیر منصرف پڑھتے وقت یہ کسی مؤنث کی تاویل میں ہوں گے جیسے: ارض وغیرہ بُقْعہ کی اور حروفِ
معانی وافعال کلمہ کی تاویل میں ہوں گے۔

علیت مع عجمہ: علمیت کا اجتماع عجمہ کے ساتھ غیر منصرف کا سبب ہے بشرطیکہ

۱۔ علم لغتِ عجم میں بھی علم ہو اور بعد میں منقول ہوا ہو۔ .... =

....

جمع: اس کے لئے شرط ہے کہ صیغہ جمع منتہی الجموع کا ہو، مطلب یہ ہے کہ بالکل آخری جمع ہو اس کی کوئی اور جمع تکسیر نہ آسکے۔ اس کی دو صورتیں ہیں:

❶ حقیقتاً جمع منتہی الجموع ہو جیسے: "اَکَالِبُ" یہ "اَکْلُبٌ" کی جمع ہے اور اَکْلُبٌ کَلْبٌ کی۔

❷ تقدیراً جمع منتہی الجموع ہو جیسے: اَفَاضِلُ، مَسَاجِدُ وغیرہ۔ الف جمع کے بعد اگر ایک حرف ہو تو وہ مشدد ہوگا جیسے: دَوَابُّ۔ اگر دو ہوں تو اول ان میں مکسور ہوگا جیسے: مَسَاجِدُ. اگر تین ہوں تو اول مکسور ثانی ساکن ہوگا جیسے: مَصَابِیْحُ.

عجمہ: اس کے لئے شرط ہے کہ لغت عجم میں وہ علم ہو بالفاظ دیگر عرب جب اسے لغت عجم سے عربیت کی طرف منتقل کریں تو وہ اول استعمال عرب میں علم ہو، یعنی عرب اسے علم کے طور پر استعمال کریں۔ چاہے وہ لغت عجم میں عرب کے استعمال سے پہلے ہی علم ہو جیسے: ابراہیم، اسمٰعیل یا لغت عجم میں وہ علم نہ ہو لیکن عرب اسے بطور علم استعمال کریں۔

فائدہ: عجمہ کے لئے علمیت کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ یا تو علمیت زائد از تین حرف ہو جیسے: ابراہیم یا پھر ثلاثی متحرک الاوسط ہو جیسے: شَتَرٌ، اگر ان دونوں امور میں سے کوئی بھی نہ ہو تو پھر اسے منصرف وغیر منصرف دونوں طرح پڑھنا جائز ہے جیسے: نوح، لوط۔

ترکیب: اس کے لئے بھی علمیت شرط ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ترکیب اضافی، اسنادی وتوصیفی نہ ہو جیسے: بَعْلَبَكَّ، حَضَرَمَوْتُ، مَعْدِیْ کَرَب.

= ۲۔ رباعی یا اکثر من الرباعی ہو جیسے: اِبْرَاهِیْم، اِسْمٰعِیْل، یُوْسُف.
اگر لغتِ عجم میں علم نہ ہو لیکن عربوں نے اسے لغتِ عجم سے نقل کرتے وقت اول استعمال میں علم بنایا ہو تو بھی غیر منصرف ہوگا جیسے: بُنْدَار لغتِ عجم میں معادن کے تاجر کے لئے اسم جنس تھا، قَالُوْن لغتِ عجم میں عمدہ چیز کے لئے اسم جنس تھا، لیکن بوقتِ نقل اول استعمال میں انہیں علم استعمال کیا گیا، لہٰذا یہ غیر منصرف ہوں گے۔ اس کے برخلاف دِیْبَاج، لِجَام، فَیْرُوْز اگرچہ عجمی الفاظ ہیں لیکن غیر منصرف نہیں کیونکہ لغتِ عجم میں یہ علم نہیں بلکہ اسم جنس تھے اور نقل عرب فی اول الامر میں بھی اسم جنس رہے۔
اگر علم عجمی ثلاثی ہو تو غیر منصرف نہیں ہوگا، ساکن الاوسط ہو یا متحرک الاوسط جیسے: نُوْح، شَتَر.
اسمائے ملائکہ علمیت وعجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہیں سوائے مالک اور منکر نکیر کے۔ تمام انبیاء کے نام بھی غیر منصرف ہیں سوائے صالح، ہود، محمد، شعیب، نوح، لوط وشیث علیہم السلام کے۔ موسیٰ سے مراد اگر علم نبی ہو تو غیر منصرف ہوگا، اگر علم نبی نہ ہو تو پھر اس میں تفصیل ہے، اگر مادہ: وَسْیٌ بمعنی سر مونڈنا ہو تو منصرف ہوگا اَوْسَیْتُ رَاْسَه فَالرَّاْسُ مُوْسٰی. اگر مادہ مَاسَ یَمُوْسُ مَوْسًا ہو تو پھر مُوْسٰی بروزنِ فُعْلٰی الف مقصورہ کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔ اِبْلِیْس کو اگر عجمی فرض کریں تو علمیت وعجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا، اگر =

....

الف نون زائدتان: اگر یہ اسم میں ہوں تو پھر علمیت شرط ہے۔ اسم کبھی فعل وحرف کے مقابلے میں بولا جاتا ہے، کبھی لقب وکنیت کے مقابلے میں، کبھی مہمل اور کبھی صفت کے مقابلے میں اور یہاں یہی مراد ہے کہ صفت میں نہ ہو جیسے: عِــمْــرَان. اگر صفت میں ہوں تو پھر غیر منصرف کا سبب بننے کی شرط یہ ہے کہ اس صفت کا صیغہ مؤنث "فَعْلَانَةٌ" کے وزن پر نہ ہو جیسے: "سَكْرَان". بعض حضرات اس شرط کو دوسرے انداز میں یوں بیان کرتے ہیں کہ اس کی مؤنث "فَعْلیٰ" کے وزن پر ہو۔ حاصل کلام ایک ہی ہے صرف جزئیات میں کچھ فرق ہے۔

وزن فعل: اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ وزن فعل کے ساتھ خاص ہو اور فعل سے اسم میں آیا ہو نیز "تا" کو بھی قبول نہ کرے، اگر "تا" کو قبول کرے تو منصرف ہوگا جیسے: نَاقَةٌ يَعْمَلَةٌ .وزن فعل کی مثال: احمد، احمر.

= أبْلَسَ يُبْلِسُ إبْلَاساً سے عربی مانیں تو پھر علمیت وشبہ عجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔

فائدہ: اسم عجمی کو پہچاننے کی علامات

۱-اس کا وزن اوزانِ عربیہ سے خارج ہو۔

۲-رباعی یا خماسی ہو اور حروفِ ذلاقہ "مر بنفل" سے خالی ہو۔

۳-اسم میں ایسے حروف کا اجتماع ہو جو خالص عربی کلمات میں نہ ہوتا ہو جیسے: جیم وقاف کا اجتماع جُرْمُوق ، قبج، جَبْقَة.صاد جیم کا اجتماع جیسے: صَوْلَجَان. کاف جیم کا اجتماع جیسے: سُكُرُجَة .را، نون کا اول کلمے میں اجتماع جیسے: نَرْجِس .را، دال کا آخرِ کلمہ میں اجتماع جیسے: مُهَنْدِز.

۴-ائمہ لغت اس کے عجمی ہونے کی تصریح کریں۔

علمیت جمع وزنِ فعل: علمیت اور وزنِ فعل کا اجتماع تین صورتوں میں غیر منصرف کا سبب ہے:

۱-علم خاص فعل کے وزن پر ہو خواہ فعل ماضی معروف ہو جیسے: صَرَّحَ ، عَلَّمَ یا ماضی مجہول جیسے: حُوكِمَ ، عُوفِيَ. یا مضارع وامر کے وزن پر ہو جیسے: يُدَحْرِجُ ، يَنْطَلِقُ ، اِسْتَنْصِرْ .البتہ جو وزن خاص بالفعل نہ ہو جیسے مفاعلہ کا امر قَاوِمْ ، قَاتِلْ ، صَاحِبْ ، فَاضِلْ تو وہ غیر منصرف نہیں ہوگا۔

۲-علم اسم وفعل کے وزن میں مشترک ہو لیکن فعل میں اس کا استعمال اکثر ہو جیسے: اَثْمِد بروزنِ اِجْلِسْ ، أُبْلُمْ بروزنِ اُكْتُبْ ، اِصْبَع بروزنِ اِسْمَعْ.

۳-اسم وفعل میں مشترک اور دونوں میں شائع ہو، لیکن فعل کے زیادہ لائق ہو کہ اس میں ایسی زیادتی پائی جائے جو فعل کے معنی پر دال ہو اور اسم کے معنی پر دال نہ ہو جیسے: أَفْكَل، أَكْلُب، تَنْفُل یہ أَفْهَمُ ، أَكْتُبُ ، تَنْصُرُ کے وزن پر ہیں، لیکن اسماء میں ہمزہ و "تا" =

Scanned with CamScanner

....

غیر منصرف کا اعراب: حالت رفعی میں ضمہ، نصبی وجری میں فتحہ۔ یہاں جر نصب کا تابع ہے، کیونکہ غیر منصرف کی فعل کے ساتھ دو فرعیتین میں مشابہت ہوتی ہے تو جس طرح فعل پر کسرہ نہیں آتا اس پر بھی نہیں آتا۔

= کسی معنی پر دال نہیں جب کہ فعل میں ہمزہ متکلم پر اور ''تا'' مؤنث غائب ومخاطب پر دال ہے۔

اگر کوئی وزن اسم وفعل میں برابر مشترک ہو اور جہتِ فعل کو ترجیح نہ ہو تو وہ غیر منصرف نہیں ہوگا جیسے: شَجَر ضَرَبَ کے وزن پر، جَعْفَرَ دَحْرَجَ کے وزن پر ہے، لیکن جہتِ فعل کو کوئی ترجیح نہیں، لہذا یہ غیر منصرف نہیں۔ اسی طرح جو علم فعل کے وزن پر ہو لیکن اس میں تغیر آتا ہو تو وہ غیر منصرف نہیں ہوگا جیسے: لفظ ''اِمْرِیْء'' میں را ہمزہ کے تابع ہوتی ہے: اِنِ امْرُؤٌ، نَصَرَ اللهُ امْرَأً، لِكُلِّ امْرِیءٍ. تینوں صورتوں میں ''امرء، ''اُنْصُر، اِسْمَعْ، اِضْرِبْ کے وزن پر ہے لیکن اس کے باوجود اگر کسی کا نام امرء رکھا جائے تو وہ غیر منصرف نہیں ہوگا۔

اگر کوئی علم اصالتاً وصف ہو اور علمیت و وزنِ فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہو جائے، جب اس کی علمیت زائل ہو تب بھی وصفیت اور وزنِ فعل کی وجہ سے وہ غیر منصرف ہی رہے گا، کیونکہ زوالِ علمیت کی وجہ سے اس کی وصفیت واپس آجائے گی۔

علمیت جمع عدل: علمیت وعدل کا اجتماع پانچ صورتوں میں غیر منصرف کا سبب ہوتا ہے

۱- تاکیدِ معنوی فُعَل کے وزن پر ہو جیسے: جُمَعُ، كُتَعُ، بُتَعُ، بُصَعُ جب کسی کا نام رکھا جائے۔

۲- فُعَل کا وزن ہو لیکن علم مفرد مذکر سماعاً ممنوع من الصرف ہو جیسے: عُمَر، زُفَر، مُضَر، زُحَل، هُذَل، جُشَم، قُثَم.

۳- لفظ ''سَحَر'' بشرطیکہ ظرفِ زمان ہو اور اس سے کسی معین دن کی سحر مراد ہو، کیونکہ معین سحر مراد ہونے کی صورت میں کہا جائے گا کہ یہ السَّحَر سے معدول ہے، اگر سحر غیر معین مراد ہو تو پھر غیر منصرف نہیں ہوگا، جیسا کہ رجب وصفر سے اگر معین مہینے مراد ہوں تو غیر منصرف ہوں گے کہ انہیں الرَّجَب اور الصَّفَر سے معدول مانا جائے گا، اگر معین مہینے مراد نہ ہوں تو پھر یہ منصرف ہوں گے۔

۴- علمِ مؤنث فَعَالِ کے وزن پر ہو بشرطیکہ اس کے آخر میں ''را'' نہ ہو جیسے: رَقَاشِ، حَذَامِ، قَطَامِ کہ رَاقِشَة، حَاذِمَة، قَاطِمَة سے معدول ہیں۔ آخر میں ''را'' نہ ہونے کی شرط بعض بنی تمیم کے نزدیک ہے، باقی حضرات اسے علمیت اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف مانتے ہیں۔ اگر اس کے آخر میں ''را'' ہو تو مبنی علی الکسر ہوگا جیسے: وَبَارِ، ظَفَارِ، سَفَارِ.

۵- اَمْس سے مراد اگر ماضی کا کوئی مبہم دن مراد ہو یا یہ مضاف ہو یا معرف باللام ہو تو منصرف ہوگا۔ اگر ان سے خالی ہو تو یعنی امس معین گزشتہ کل مراد ہو اور تعریف واضافت، تصغیر، جمع، ظرفیت کی صورت میں نہ ہو تو پھر اس میں مختلف مذاہب ہیں:

۱- غیر منصرف ہوگا، یہ بعض بنو تمیم کا مذہب ہے۔

۲- اکثر بنو تمیم کے نزدیک حالتِ رفعی میں تنوین نہیں آئے گی اور نصبی وجری حالت میں کسرہ آئے گا۔

۳- تینوں صورتوں میں مبنی علی الکسر ہوگا، یہ اہل حجاز کا مذہب ہے۔

Scanned with CamScanner

ششم اسمائے ستہ مکبرہ در وقتیکہ مضاف باشند بغیر یائے متکلم چوں: اَبٌ ، وَاَخٌ ، وَ حَمٌ ، وهَنٌ ، وَ فَمٌ ، وَ ذُو مَالٍ. رفع شان بواو باشد ونصب بالف وجر بیا چوں: جَاءَ اَبُوكَ وَ رَأَيْتُ اَبَاكَ وَمَرَرْتُ بِاَبِيْكَ (۱).

(ششم اسمائے ستہ مکبرہ......الخ) اسمائے ستہ درج ذیل ہیں:

أَبٌ ، أَخٌ ، حَمٌ ، فَمٌ ، هَنٌ ، ذُو مَالٍ. سِتَّةٌ اصل میں سِدْسَةٌ تھا پھر سِدْتَةٌ ہوا اور ادغام کے بعد سِتَّةٌ. اَبٌ ، اَخٌ ، حَمٌ ، هَنٌ اصل میں اَبَوٌ ، اَخَوٌ ، حَمَوٌ ، هَنَوٌ تھے، لام کلمے کو حذف کر کے ماقبل کو ساکن کیا اور تنوین ماقبل کو دی۔ فَمٌ اصل میں فَوَهٌ یا فَوْهٌ تھا، قیاس کے مطابق اس کی تعلیل اس طرح ہوتی ہے "ہا" کو حذف کر کے تنوین "واؤ" کو دی فَوٌ ہوا، قال باع کے قانون سے واؤ متحرک ماقبل مفتوح کو الف سے تبدیل کیا، تنوین اور الف کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا، ساکن اول مدہ تھا اسے حذف کیا تو "ف" کلمہ ایک حرفی رہ گیا، لہذا یہ تعلیل نہیں کریں گے اگرچہ قیاس کا تقاضا ہے، لہذا شروع سے ہی "واؤ" کو الف سے بدلنے کے بجائے میم سے تبدیل کریں گے کیونکہ میم قریب المخرج بھی ہے اور اس بات کی دلیل کہ "میم" واؤ سے تبدیل شدہ ہے فَمٌ کی جمع أَفْوَاهٌ ہے کہ اس میں "واؤ" موجود ہے: "يَقُوْلُوْنَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوْبِهِمْ". اضافت کے وقت "واؤ" واپس آجاتی ہے اور اس میں تینوں اعراب جائز ہیں: كَلَّمْتُ فُوْهُ إلى فِيَّ، كَلَّمْتُ فَاهُ إلى فِيَّ.

ذو مال: اصل کلمہ ذُوٌ ہے جو ذَوِیٌ تھا، یا کو حذف کر کے ماقبل واؤ کو ضمہ دیا۔ ذو کبھی ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا۔ اگر ذو اسمائے ستہ والا ہو تو ہمیشہ اس کی اضافت اسم ظاہر کی طرف ہوتی ہے، حالت رفعی میں: ذُوْ الْقُوَّةِ الْمَتِيْنِ،

---

(۱) جَاءَ اَبُوكَ: تمہارا والد آیا۔ جَاءَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، اَبُو اسمائے ستہ مکبرہ مرفوع بواو مضاف، "ک" ضمیر مجرور متصل مبنی بر فتح مضاف الیہ مجرور محلا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

رَاَيْتُ اَبَاكَ: میں نے تمہارے والد کو دیکھا۔ رَاَيْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلا مبنی بر ضم، اَبَا اسمائے ستہ مکبرہ منصوب بالف مضاف، "ک" ضمیر مجرور متصل مبنی بر فتح مضاف الیہ مجرور محلا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مَرَرْتُ بِاَبِيْكَ: میں تمہارے والد کے پاس سے گزرا۔ مَرَرْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم، "با" حرف جار مبنی بر کسر، اَبِی اسمائے ستہ مکبرہ مجرور بیا مضاف، "ک" ضمیر مجرور متصل مبنی بر فتح مضاف الیہ مجرور محلا مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

....

حالت نصبی میں: یَتِیماً ذَا مَقْرَبَةٍ ،حالت جری میں: ذِی قُوَّةٍ عِندَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ . اسمائے ستہ کے اعراب کے لئے چار شرطیں ہیں:

❶ مکبرہ ہوں مصغرہ نہ ہوں، اگر مصغرہ ہوں تو ان کا اعراب مفرد منصرف صحیح والا ہوگا، جیسے: جَاءَ نِی أُبَیٌّ، رَأیتُ اُبَیّاً، مَرَرْتُ بِاُبَیٍّ.

❷ مفرد ہوں تثنیہ وجمع نہ ہوں، اگر تثنیہ وجمع ہوں تو ان کا اعراب تثنیہ اور جمع والا ہوگا۔

❸ مضاف ہوں، اگر مضاف نہ ہوں تو ان کا اعراب مفرد منصرف صحیح والا ہوگا۔

❹ مضاف الی غیر یائے متکلم ہوں، اگر یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب تقدیری ہوگا۔ اگر یہ چاروں شرطیں پائی جائیں تو اسمائے ستہ کا اعراب حالت رفعی میں واو، نصبی میں الف اور جری میں یا کے ساتھ ہوگا جیسے: جَاءَ نِی أَبُوكَ ، رَأیتُ أَبَاكَ ، مَرَرْتُ بِأَبِیْكَ .

فائدہ: حَمٌ ،هَنٌ حالت رفعی میں بغیر "واو" بھی پڑھتے ہیں: جَاءَ نِی حَمُكِ، هٰذَا هَنُكَ.

کوفیین کے نزدیک تینوں صورتوں میں ان کا اعراب الف کے ساتھ ہوتا ہے، جیسے: جَاءَ نِی أَبَاكَ ، رَأیتُ أَبَاكَ ، مَرَرْتُ بِأَبَاكَ.درج ذیل شعر میں کوفی مذہب ملحوظ نظر ہے۔

فَإِنَّ أَبَاهَا وَ أَبَا أَبَاهَا قَدْ بَلَغَا فِی الْمَجْدِ غَایَتَاهَا

حالت نصبی اسم إِنَّ اور جری مضاف الیہ دونوں میں اعراب الف کے ساتھ ہے۔ بصریین کے مذہب کے مطابق: "فَإِنَّ أَبَاهَا وَ أَبَا أَبِیْهَا "ہونا چاہیے۔

غیر مقلدین بطور استہزاء کہتے ہیں کہ امام صاحب عربی زبان سے نابلد تھے کہ سائل کے جواب میں فرمایا "وَلَوْ بِجَبَلِ أَبَا قُبَیْسٍ "أَبِیْ قُبَیْسٍ ہونا چاہیے تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام صاحب کوفی تھے اور اہل کوفہ کا مذہب یہی ہے کہ اسمائے ستہ کا اعراب تینوں صورتوں میں الف کے ساتھ ہوتا ہے، جیسا کہ

إِنَّ الْمُعَلِّمَ وَ الطَّبِیْبَ کِلَاهُمَا لَا یَنْصَحَانِ إِذَا هُمَا لَمْ یُکْرَمَا

کِلَیْهِمَا ہونا چاہیے کہ اسم "إِنَّ" کی تاکید ہے لیکن کِلَاهُمَا علی مذہب الکوفیین ہے۔

Scanned with CamScanner

ہفتم مثنی چوں: رَجُلَانِ ، ہشتم کلا و کلتا مضاف بمضمر، نہم اِثْنَان و اِثْنَتَان . رفع شان بالف باشد ونصب وجر بیائے ماقبل مفتوح چوں: جَاءَ رَجُلَانِ وَكِلَاهُمَا وَ اِثْنَانِ ، وَرَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَ كِلَيْهِمَا وَ اِثْنَيْنِ ، وَمَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَ كِلَيْهِمَا وَ اِثْنَيْنِ (١).

(ہفتم مثنی ......الخ) ساتویں قسم تثنیہ حقیقی ہے، تثنیہ حقیقی اسے کہتے ہیں جس کا مفرد موجود ہو اور مفرد کے آخر میں الف

(١) جَاءَ رَجُلَانِ: دو مرد آئے۔ جَاءَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، رَجُلَانِ مثنی مرفوع بالف فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

كِلَاهُمَا یعنی جَاءَ كِلَاهُمَا: جَاءَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، كِلَا مرفوع بالف مضاف، هُمَا میں "هَا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زَيْدَانِ، میم حرف عماد مبنی بر فتحہ، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ وہ دونوں زید آئے۔

اِثْنَانِ یعنی جَاءَ اِثْنَانِ: دو آئے۔ جَاءَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، اِثْنَانِ مرفوع بالف فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ. میں نے دو مرد دیکھے۔ رَأَيْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلا مبنی بر ضم فاعل، رَجُلَيْنِ مثنی منصوب بیائے ماقبل مفتوح مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

كِلَيْهِمَا یعنی رَأَيْتُ كِلَيْهِمَا: رَأَيْتُ بترکیب سابق، كِلَيْ منصوب بیائے ماقبل مفتوح مضاف، هِمَا میں "هَا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مبنی بر کسر راجع بسوئے غائب مثلاً زَيْدَانِ، میم حرف عماد مبنی بر فتحہ، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

اِثْنَيْنِ یعنی رَأَيْتُ اِثْنَيْنِ: میں نے دو دیکھے۔ رَأَيْتُ بترکیب سابق، اِثْنَيْنِ منصوب بیائے ماقبل مفتوح مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ: مَرَرْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم، "با" حرف جار مبنی بر کسر، رَجُلَيْنِ مجرور بیائے ماقبل مفتوح، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

وَكِلَيْهِمَا یعنی مَرَرْتُ بِكِلَيْهِمَا: مَرَرْتُ بترکیب سابق، كِلَيْ مجرور بیائے ماقبل مفتوح مضاف، هِمَا میں "هَا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مبنی بر کسر راجع بسوئے غائب مثلاً زَيْدَانِ، میم حرف عماد مبنی بر فتحہ، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

اِثْنَيْنِ یعنی مَرَرْتُ بِاِثْنَيْنِ: میں دو کے پاس سے گزرا۔ مَرَرْتُ بترکیب سابق، اِثْنَيْنِ مجرور بیائے ماقبل مفتوح، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

دہم جمع مذکر سالم چوں: مُسْلِمُوْنَ ، یازدھم اُولُو، دوازدھم عِشْرُوْنَ یاتِسْعُوْنَ. رفع شان بواو ماقبل مضموم باشد ونصب وجر بیائے ماقبل مکسور چوں: جَاءَ مُسْلِمُوْنَ وَ اُوْلُوْ مَالٍ وَ عِشْرُوْنَ رَجُلاً، وَرَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ وَ اُوْلِیْ مَالٍ وَ عِشْرِیْنَ رَجُلاً، وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ وَ اُوْلِیْ مَالٍ وَ عِشْرِیْنَ رَجُلاً(۱).

نون، یا نون کی زیادتی کی جائے تو وہ تثنیہ پر دلالت کرے، حالت رفعی میں الف ماقبل مفتوح اور نون مکسور اور نصبی وجری میں یا ماقبل مفتوح اور نون مکسور ہوتا ہے جیسے: جَاءَ نِیْ رَجُلَانِ ، رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ ، مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ.

ہشتم: کِلَا و کِلْتَا : یہ ملحق بالتثنیہ ہیں، کِلَا اصل میں کِلَوٌ تھا، قال کے قانون سے ''واو'' کو الف سے تبدیل کیا تو الف اور تنوین کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا، اجتماع ساکنین کی وجہ سے تنوین کو گرادیا، الف کو برقرار رکھا کہ یہ لازم الاضافت ہے بغیر تنوین کے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کِلْتَا اصل میں کِلَوٌ تھا، واو محذوف کے بدلے تا لے آئے اور الف تثنیہ کا ہے۔ ان کی اضافت اگر اسم ظاہر کی طرف ہو تو ان کا اعراب تقدیری ہوگا جیسے: جَاءَ نِیْ کِلَا الرَّجُلَیْنِ ، رَأَیْتُ کِلَا الرَّجُلَیْنِ ، مَرَرْتُ بِکِلَا الرَّجُلَیْنِ .اگر اضافت ضمیر کی طرف ہو تو ان کا اعراب تثنیہ حقیقی والا ہوگا جیسے: جَاءَ نِیْ کِلَا هُمَا ، رَأَیْتُ کِلَیْهِمَا ، مَرَرْتُ بِکِلَیْهِمَا.

نہم: اِثْنَانِ ، اِثْنَتَانِ ان کا وزن اور معنی تثنیہ والا ہے لیکن یہ تثنیہ حقیقی نہیں، کیونکہ ان کا مفرد نہیں آتا، اگر اِثْنٌ ، اِثْنَةٌ کو ان کا مفرد مانیں تو بھی درست نہیں کیونکہ ان کا معنی تثنیہ والا ہے، اگر دونوں کو ملائیں تو چار بنیں گے نہ کہ تثنیہ۔ ان کا اعراب بھی تثنیہ حقیقی والا ہے جیسے: جَاءَ نِیْ اثْنَانِ وَ اثْنَتَانِ ، رَأَیْتُ اثْنَیْنِ وَ اثْنَتَیْنِ ، مَرَرْتُ بِاثْنَیْنِ وَ اثْنَتَیْنِ.

(دہم جمع مذکر......الخ) جمع مذکر سالم اسے کہتے ہیں جس میں جمعیت کا معنی ہو اور اس کا مفرد بھی آتا ہو اور اس میں حصر کا معنی نہ ہو۔ مفرد سہ گنا یا اس سے زیادہ کرنے سے جمع بنتی ہے، اس کا اعراب حالت رفعی میں واو ماقبل مضموم اور نون مفتوح، حالت نصبی وجری میں یا ماقبل مکسور اور نون مفتوح ہے جیسے: جَاءَ نِیْ مُسْلِمُوْنَ ، رَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ ،

---

(۱) جَاءَ مُسْلِمُوْنَ جَاءَ بترکیب سابق، مُسْلِمُوْنَ جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
اُولُو مَالٍ یعنی جَاءَ اُولُو مَالٍ: مال والے آئے۔ جاءَ بترکیب سابق، اُولُو مرفوع بواو ماقبل مضموم مضاف، مال مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
عِشْرُوْنَ رَجُلاً یعنی جَاءَ عِشْرُوْنَ رَجُلاً: بیس مرد آئے، جاءَ بترکیب سابق، عِشْرُوْنَ مرفوع بواو ماقبل مضموم ممیز، رَجُلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ .... =

....

مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ.

یازدہم أولو

یہ ملحق بالجمع ہے، اس کا واحد ''ذُوْ'' باعتبار معنی ہے، حقیقتاً اس کا واحد نہیں ہوتا، اگر ہوتا تو من لفظہ ہوتا۔ اس کا اعراب بھی جمع مذکر سالم والا ہے: نَحْنُ أُولُوْ قُوَّةٍ وَأُولُوْ بَأْسٍ شَدِيْدٍ نصی میں: فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الأَبْصَارِ.

دوازدہم عشرون تا تسعون

یہ بھی ملحق بالجمع ہیں اور صورتاً و معنیً جمع ہیں لیکن حقیقتاً نہیں، کیونکہ ان کا مفرد نہیں آتا۔ اگر ''عشر'' کو مفرد مانیں تو تعریف کے مطابق نہیں، کیونکہ جمع اسے کہتے ہیں کہ مفرد کو کم از کم تین گنا کیا جائے۔ اگر عشر کو تین گنا کیا جائے تو ثلاثون آتا ہے نہ کہ عشرون، لہذا معلوم ہوا کہ یہ جمع حقیقی نہیں۔ ان کا اعراب بھی جمع مذکر سالم والا ہے: جَاءَنِيْ عِشْرُوْنَ رِجَالاً، رَأَيْتُ عِشْرِيْنَ رِجَالاً، مَرَرْتُ بِعِشْرِيْنَ رِجَالاً.

= رَأَيْتُ بترکیب سابق مُسْلِمِيْنَ جمع مذکر سالم منصوب بیائے ماقبل مکسور مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

أُولِي مَالٍ یعنی رَأَيْتُ أُولِي مَالٍ: میں نے مال والے دیکھے۔ رَأَيْتُ بترکیب سابق، أُولِي منصوب بیائے ماقبل مکسور مضاف، مَالٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

عِشْرِيْنَ رَجُلاً یعنی رَأَيْتُ عِشْرِيْنَ رَجُلاً: میں نے بیس مرد دیکھے۔ رَأَيْتُ بترکیب سابق، عِشْرِيْنَ منصوب بیائے ماقبل مکسور ممیز، رَجُلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ: میں مسلمانوں کے پاس سے گزرا۔ مَرَرْتُ ترکیب سابق، ''با'' حرف جار مبنی بر کسر، مُسْلِمِيْنَ جمع مذکر سالم مجرور بیائے ماقبل مکسور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

أُولِي مَالٍ یعنی مَرَرْتُ بِأُولِي مَالٍ: میں مال والوں کے پاس سے گزرا۔ مَرَرْتُ ترکیب سابق، أُولِي مجرور بیائے ماقبل مکسور مضاف، مَالٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

عِشْرِيْنَ رَجُلاً یعنی مَرَرْتُ بِعِشْرِيْنَ رَجُلاً: میں بیس آدمیوں کے پاس سے گزرا۔ مَرَرْتُ ترکیب سابق، ''با'' جارہ، عِشْرِيْنَ مجرور بیائے ماقبل مکسور ممیز، رَجُلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

سیزدہم اسم مقصور وآں اسمیست کہ در آخرش الف مقصورہ باشد چوں: مُوْسَىٰ. چہاردہم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں: غُلَامِی. رفع شاں بتقدیر ضمہ باشد ونصب بتقدیر فتحہ وجر بتقدیر کسرہ، ودر لفظ ہمیشہ یکساں باشد چوں: جَاءَ مُوْسَىٰ وَ غُلَامِی، وَرَأَیْتُ مُوْسَىٰ وَ غُلَامِی، وَمَرَرْتُ بِمُوْسَىٰ وَ غُلَامِی(۱).

(سیزدہم اسم مقصور وآں ......الخ) اسم مقصور اس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے: موسیٰ عیسیٰ۔ الف مقصورہ کو مقصورہ اس لئے کہتے ہیں کہ مقصورہ قصر سے ہے اور قصر کا معنی روکنا ہے اور مقصور اسم مفعول بمعنی روکا گیا، کیونکہ اس الف پر اعراب نہیں آتے بلکہ اسے اعراب سے روکا جاتا ہے اسی لئے اسے الف مقصورہ کہتے ہیں۔

موسی میں علیت اور عجمہ ہے لہذا یہ غیر منصرف ہے۔ موسی اصل میں موسا تھا، مو بمعنی پانی اور سا درخت کو کہتے ہیں۔ موسی علیہ السلام درختوں اور پانی سے گزر کر فرعون کے پاس گئے تھے۔

اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ تقدیری، نصبی میں فتحہ تقدیری، جری میں کسرہ تقدیری جیسے: جَاءَ مُوْسَىٰ، رَأَیْتُ مُوْسَىٰ، مَرَرْتُ بِمُوْسَىٰ.

(۱) جَاءَ مُوْسَىٰ: جَاءَ بترکیب معلوم، مُوْسَىٰ اسم مقصور مرفوع تقدیراً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
غُلَامِی یعنی جَاءَ غُلَامِی: جَاءَ بترکیب معلوم، غلام غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مرفوع تقدیراً، کسرہ موجودہ حرکتِ مناسبت "یا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
رَأَیْتُ مُوْسَىٰ: رَأَیْتُ بترکیب معلوم، مُوْسَىٰ اسم مقصور منصوب تقدیراً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
غُلَامِی یعنی رَأَیْتُ غُلَامِی: رَأَیْتُ بترکیب معلوم، غلام غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً، کسرہ موجودہ حرکتِ مناسبت "یا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
مَرَرْتُ بِمُوْسَىٰ: مَرَرْتُ بترکیب معلوم، "با" حرف جار مبنی بر کسر، مُوْسَىٰ اسم مقصور مجرور تقدیراً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
غُلَامِی یعنی مَرَرْتُ بِغُلَامِی: مَرَرْتُ بترکیب معلوم، غلام غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مجرور تقدیراً، کسرہ موجودہ حرکتِ مناسبت "یا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

پانزدہم اسم منقوص وآں اسمیست کہ آخرش یائے ماقبل مکسور باشد چوں: قَاضِی. رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصبش بفتحہ لفظی وجرش بتقدیر کسرہ چوں: جَاءَ الْقَاضِیُ وَرَأَیْتُ الْقَاضِیَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِیِ(۱).

چہاردہم غیر جمع مذکر سالم: جمع مذکر سالم کے علاوہ کوئی اسم جب مضاف ہو یائے متکلم کی طرف، اس کا اعراب بھی تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا جیسے: جَاءَ غُلَامِی، رَأَیْتُ غُلَامِی، مَرَرْتُ غُلَامِی.

اعراب تقدیری اس لئے ہوگا کہ حالت رفعی میں اگر اعراب لفظی ہو تو اعراب آخر کلمہ پر ہوتا ہے، آخر کلمہ میم ہے۔ حالت رفعی میں اعراب لفظی کا تقاضا ہوگا کہ میم مرفوع ہو اور چونکہ میم کے بعد یا ہے جو کہ اپنے ماقبل کسرہ چاہتی ہے تو میم پر دو اعراب جاری کرنا لازم آئے گا جو کہ محال اور خلاف قاعدہ ہے۔ اسی طرح حالت نصبی میں نصب وجر دونوں نہیں آسکتے، حالت جری میں اگر چہ اعراب لفظی اور یا دونوں کا تقاضا کسرہ کا ہے، لیکن کسرہ یا تو حرف جر کی وجہ سے ہوگا یا یائے متکلم کی وجہ سے، لہذا دو عاملوں کا اجتماع لازم آئے گا اور یہ بھی درست نہیں۔ لہذا تینوں صورتوں میں اعراب تقدیری ہوگا اور کہیں گے: جَاءَ غُلَامِی، رَأَیْتُ غُلَامِی، مَرَرْتُ غُلَامِی.

(پانزدہم اسم منقوص......الخ) اسم منقوص اس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں یا ماقبل مکسور ہو جیسے: قاضی، اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ تقدیری، نصبی میں فتحہ لفظی اور جری میں کسرہ تقدیری جیسے: جَاءَ الْقَاضِیُ، رَأَیْتُ الْقَاضِیَ، مَرَرْتُ بِالْقَاضِیِ. اس کا اعراب حالت رفعی وجری میں اس لئے تقدیری ہے کہ حالت رفعی وجری میں یا پر ضمہ وکسرہ ثقیل ہوتے ہیں اور حالت نصبی میں فتحہ ثقیل نہیں ہوتا کیونکہ فتحہ اخف الحرکات ہے۔

فائدہ: اسم منقوص اگر معرف باللام استعمال نہ ہو تو حالت رفعی وجری میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے ''یا'' گر جاتی ہے جیسے: جاء نی قاضٍ، مررت بقاضٍ.

(۱) جَاءَ الْقَاضِیُ: جَاءَ بترکیب معلوم، القاضی اسم منقوص مرفوع تقدیراً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
رَأَیْتُ الْقَاضِیَ: رَأَیْتُ بترکیب معلوم، القاضی اسم منقوص منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
مَرَرْتُ بِالْقَاضِیِ: مَرَرْتُ بترکیب معلوم، ''با'' حرف جار مبنی برکسر، القاضی اسم منقوص مجرور تقدیراً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

شانزدہم جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں: مُسْلِمِیَّ. رفعش بتقدیر واو باشد ونصب وجرش بیائے ماقبل مکسور چوں: ھٰؤُلَاءِ مُسْلِمِیَّ (۱) کہ دراصل مُسْلِمُوْنَ یَ بود، نون باضافت ساقط شد، واو ویا جمع شدند وسابق ساکن بود واو را بیا بدل کردند ویا را در یا ادغام کردند مُسْلِمِیَّ شد، ضمۂ میم را بکسرہ بدل کردند، وَرَاَیْتُ مُسْلِمِیَّ وَ مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ (۲) فصل بدانکہ اعراب مضارع سہ است: رفع ونصب وجزم. فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب بر چہار قسم است: اول صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع برائے تثنیہ وجمع مذکر وبرائے واحد مؤنث مخاطبہ. رفعش بضمہ باشد ونصب بفتحہ وجزم بسکون چوں: ھُوَ یَضْرِبُ وَلَنْ یَّضْرِبَ وَلَمْ یَضْرِبْ (۳). دوم مفرد معتل واوی چوں: یَغْزُو ویائی چوں: یَرْمِیْ.

(شانزدہم جمع مذکر......الخ) جمع مذکر سالم جب مضاف ہو یائے متکلم کی طرف، اس کا اعراب حالت رفعی میں واو تقدیری، نصبی وجری میں یا ماقبل مکسور ہے جیسے: ھٰؤُلَاءِ مُسْلِمِیَّ، رَاَیْتُ مُسْلِمِیَّ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ. حالت رفعی میں اس لئے اعراب تقدیری ہے کہ اس صورت میں قلب واقع ہوا کہ واو کو یا سے تبدیل کیا گیا، اور قلب واعلال چیزوں کو اپنی حقیقت سے نکال دیتے ہیں بخلاف دوسری صورتوں کے کہ ان میں ادغام ہوا اور ادغام میں اشیاء اپنی حقیقت سے نہیں نکلتی بلکہ اپنی حالت پر برقرار رہتی ہیں۔ مُسْلِمِیَّ اصل میں مسلمون تھا، جب یائے متکلم کی طرف مضاف کیا تو نون جمع بوجہ اضافت گر گیا، واو اور یا کا اجتماع ہوا، واو کو یا سے تبدیل کر کے یا کا یا میں ادغام کیا اور یا کی مناسبت کی وجہ سے ماقبل کو کسرہ دیا تو مسلمیّ ہوا۔

---

(۱) ھٰؤُلَاءِ مُسْلِمِیَّ: ھٰؤُلَاءِ میں "ھا" حرف تنبیہ مبنی بر سکون، اُولَآءِ اسم اشارہ مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر کسر، مُسْلِمِیَّ جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مرفوع بواو مقدر مضاف، "یا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) رَاَیْتُ مُسْلِمِیَّ: رَاَیْتُ بترکیب معلوم، مُسْلِمِیَّ جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب بیائے ماقبل مکسور، "یا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ: مَرَرْتُ بترکیب معلوم، مُسْلِمِیَّ جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مجرور بیائے ماقبل مکسور، "یا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) ھُوَ یَضْرِبُ: ھُوَ ضمیر منصوب منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر فتحہ راجع بسوئے غائب مثلاً زید، یَضْرِبُ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ھُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ .... =

رفعش بتقدیرِ ضمہ باشد ونصب بفتحہ لفظی وجزم بحذفِ لام یعنی بحذفِ آخر چوں: ھُوَ یَغْزُوْ وَ یَرْمِیْ ، وَلَنْ یَّغْزُوَ وَ یَرْمِیَ ، وَلَمْ یَغْزُ وَ لَمْ یَرْمِ(۱) سوم مفرد معتل الفی چوں: یَرْضٰی. رفعش بتقدیرِ ضمہ باشد ونصب بتقدیرِ فتحہ وجزم بحذفِ لام چوں: ھُوَ یَرْضٰی ، وَلَنْ یَّرْضٰی ، وَلَمْ یَرْضَ (۲). چہارم صحیح یا

= لَنْ یَضْرِبَ یعنی ھُوَ لَنْ یَضْرِبَ: وہ ہرگز نہیں مارے گا۔ ھُوَ بترکیب سابق مبتدا، ''لَنْ'' حرفِ ناصب مبنی بر سکون، یَضْرِبُ فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ھُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

لَمْ یَضْرِبْ یعنی ھُوَ لَمْ یَضْرِبْ: اس نے نہیں مارا۔ ھُوَ بترکیب سابق مبتدا، لَمْ حرفِ جازم مبنی بر سکون، یَضْرِبُ فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ھُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۱) ھُوَ یَغْزُوْ: ھُوَ ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، یَغْزُوْ مفرد معتل واوی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ھُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَیَرْمِیْ یعنی ھُوَ یَرْمِیْ: ھُوَ بترکیب سابق مبتدا، یَرْمِیْ مفرد معتل یائی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ھُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

لَنْ یَّغْزُوَ یعنی ھُوَ لَنْ یَّغْزُوَ: ھُوَ بترکیب سابق مبتدا، لَنْ حرف ناصب مبنی بر سکون، یَغْزُوَ مفرد معتل واوی منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ھُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَلَنْ یَّرْمِیَ یعنی ھُوَ لَنْ یَّرْمِیَ: ھُوَ بترکیب سابق مبتدا، لَنْ حرف ناصب مبنی بر سکون، یَرْمِیَ مفرد معتل یائی منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ھُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

لَمْ یَغْزُ یعنی ھُوَ لَمْ یَغْزُ، ھُوَ بترکیب سابق مبتدا، یَغْزُ مفرد معتل واوی مجزوم بحذفِ لام صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ھُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَلَمْ یَرْمِ یعنی ھُوَ لَمْ یَرْمِ: ھُوَ بترکیب سابق مبتدا، یَرْمِ مفرد معتل یائی مجزوم بحذفِ لام صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ھُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) ھُوَ یَرْضٰی: وہ راضی ہوتا ہے یا ہوگا۔ ھُوَ ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، یَرْضٰی مفرد معتل الفی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ''ھُوَ'' مرفوع متصل مرفوع محلاً راجع بسوئے مبتدا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل =

Scanned with CamScanner

متصل باضمائر ونونہائے مذکورہ. رفع شان باثبات نون باشد چنانچہ در تثنیہ گوئی: ھُمَا یَضْرِبَانِ وَیَغْزُوَانِ وَ یَرْمِیَانِ وَ یَرْضَیَانِ (۱). ودر جمع مذکر گوئی: ھُمْ یَضْرِبُوْنَ وَ یَغْزُوْنَ وَ یَرْمُوْنَ وَ یَرْضَوْنَ (۲). ودر

= کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

لَنْ یَّرْضٰی یعنی ھُوَ لَنْ یَّرْضٰی: وہ ہرگز راضی نہ ہوگا۔ ھُوَ بترکیب سابق مبتدا، لَن حرف ناصب مبنی بر سکون، یَرْضٰی مفرد معتل الفی منصوب تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ''ھُوَ'' مرفوع متصل مرفوع محلاً راجع بسوئے مبتدا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

لَمْ یَرْضَ یعنی ھُوَ لَمْ یَرْضَ: وہ راضی نہ ہوا۔ ھُوَ بترکیب سابق مبتدا، لَم حرف جازم مبنی بر سکون، یَرْضَ مفرد معتل الفی مجزوم بحذف لام صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ''ھُوَ'' مرفوع متصل مرفوع محلاً راجع بسوئے مبتدا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۱) ھُمَا یَضْرِبَانِ: وہ دونوں مارتے ہیں یا ماریں گے۔ ''ھا'' ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زید وعمر، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، یَضْرِبَانِ صحیح باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

یَغْزُوَانِ یعنی ھُمَا یَغْزُوَانِ: وہ دونوں غزوہ کرتے ہیں یا کریں گے۔ ھُمَا بترکیب سابق مبتدا، یَغْزُوَانِ معتلِ واوی باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

یَرْمِیَانِ یعنی ھُمَا یَرْمِیَانِ: وہ دونوں تیر پھینکتے ہیں یا پھینکیں گے۔ ھُمَا بترکیب سابق مبتدا، یَرْمِیَانِ معتلِ یائی با ضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَیَرْضَیَانِ یعنی ھُمَا یَرْضَیَانِ: وہ دونوں خوش ہوتے ہیں یا ہوں گے۔ ھُمَا بترکیب سابق مبتدا، یَرْضَیَانِ معتلِ الفی با ضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) ھُمْ یَضْرِبُوْنَ: وہ سب مارتے ہیں یا ماریں گے۔ ھُم میں ''ھا'' ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زید وعمرو بکر، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، یَضْرِبُوْنَ صحیح با ضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں واو ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَیَغْزُوْنَ یعنی ھُمْ یَغْزُوْنَ: وہ سب غزوہ کرتے ہیں یا کریں گے۔ ھُم بترکیب سابق مبتدا، یَغْزُوْنَ معتلِ واوی باضمیر بارز مرفوع =

Scanned with CamScanner

مفرد مؤنث حاضر گوئی: اَنْتِ تَضْرِبِیْنَ وَ تَغْزِیْنَ وَتَرْمِیْنَ وَتَرْضَیْنَ(۱) .ونصب و جزم بحذف نون چناچہ در تثنیہ گوئی: لَنْ یَّضْرِبَا وَ لَنْ یَّغْزُوَا وَلَنْ یَّرْمِیَا وَ لَنْ یَّرْضَیَا ؛ لَمْ یَضْرِبَا وَ لَمْ یَغْزُوَا وَ لَمْ یَرْمِیَا وَلَمْ یَرْضَیَا(۲). ودر جمع مذکر گوئی: لَنْ یَّضْرِبُوا وَ لَنْ یَّغْزُوا وَ لَنْ یَّرْمُوا وَ لَنْ یَّرْضَوا ، لَمْ

= باثباتِ نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں واؤ ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَیَرْمُوْنَ یعنی ھُمْ یَرْمُوْنَ: وہ سب تیر پھینکتے ہیں یا پھینکیں گے۔ ھُم بترکیب سابق مبتدا، یَرْمُوْنَ معتلِ یائی باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں واؤ ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَیَرضَون یعنی ھُمْ یَرْضَوْنَ: وہ سب خوش ہوتے ہیں یا خوش ہوں گے۔ ھُم بترکیب سابق مبتدا، یَرْضَوْنَ معتلِ الفی باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں واؤ ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۱) اَنْتِ تَضْرِبِیْنَ: تو مارتی ہے یا مارے گی۔ اَنْتِ میں "اَنْ" ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی برسکون، "تا" علامتِ خطاب مبنی برکسر، تَضْرِبِیْنَ صحیح باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَتَغْزِیْنَ یعنی اَنْتِ تَغْزِیْنَ: تو غزوہ کرتی ہے یا کرے گی۔ اَنْتِ بترکیب سابق مبتدا، تَغْزِیْنَ معتلِ واوی باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَتَرْمِیْنَ یعنی اَنْتِ تَرْمِیْنَ: تو تیر پھینکتی ہے یا پھینکے گی۔ اَنْتِ بترکیب سابق مبتدا، تَرْمِیْنَ معتلِ یائی باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَتَرْضَیْنَ یعنی اَنْتِ تَرْضَیْنَ: تو خوش ہوتی ہے یا خوش ہوگی۔ اَنْتِ بترکیب سابق مبتدا، تَرْضَیْنَ معتلِ الفی باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) لَنْ یَّضْرِبَا: وہ دونوں ہرگز نہیں ماریں گے۔ لَنْ حرفِ ناصب مبنی برسکون، یَضْرِبَا صحیح باضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ یَّغْزُوَا: وہ دونوں ہرگز غزوہ نہیں کریں گے۔ لَنْ حرفِ ناصب مبنی برسکون، یَغْزُوَا معتلِ واوی باضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ تثنیہ=

يَضْرِبُوا وَلَمْ يَغْزُوا وَلَمْ يَرْمُوا وَلَمْ يَرْضُوا(۱). دو در مفرد مؤنث حاضر گوئی: لَنْ تَضْرِبِیْ وَلَنْ

= مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ یَّرْمِیَا: وہ دونوں ہرگز تیر نہیں پھینکیں گے۔ لَنْ حرف ناصب مبنی بر سکون، یَرْمِیَا معتلِ یائی با ضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ یَّرْضَیَا: وہ دونوں ہرگز خوش نہ ہوں گے۔ لَنْ حرف ناصب مبنی بر سکون، یَرْضَیَا معتلِ الفی با ضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ یَضْرِبَا: ان دونوں نے نہیں مارا۔ لَمْ حرف جازم مبنی بر سکون، یَضْرِبَا صحیح با ضمیر بارز مجزوم بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ یَغْزُوَا: ان دونوں نے غزوہ نہیں کیا۔ لَمْ حرف جازم مبنی بر سکون، یَغْزُوَا معتلِ واوی با ضمیر بارز مجزوم بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ یَرْمِیَا: ان دونوں نے تیر نہیں پھینکا۔ لَمْ حرف جازم مبنی بر سکون، یَرْمِیَا معتلِ یائی با ضمیر بارز مجزوم بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ یَرْضَیَا: وہ دونوں خوش نہیں ہوئے۔ لَمْ حرف جازم مبنی بر سکون، یَرْضَیَا معتلِ الفی با ضمیر بارز مجزوم بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۱) لَنْ یَّضْرِبُوْا: وہ سب ہرگز نہیں ماریں گے۔ لَنْ حرف ناصب مبنی بر سکون، یَضْرِبُوْا صحیح با ضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں ''واؤ'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو خالد، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ یَّغْزُوْا: وہ سب ہرگز غزوہ نہیں کریں گے۔ لَنْ حرف ناصب مبنی بر سکون، یَغْزُوْا معتلِ واوی با ضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں ''واؤ'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو خالد، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ یَّرْمُوْا: وہ سب ہرگز تیر نہ پھینکیں گے۔ لَنْ حرف ناصب مبنی بر سکون، یَرْمُوْا معتلِ یائی با ضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں ''واؤ'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو خالد، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ یَّرْضَوْا: وہ سب ہرگز خوش نہ ہوں گے۔ لَنْ حرف ناصب مبنی بر سکون، یَرْضَوْا معتلِ الفی با ضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں ''واؤ'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو خالد، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ .... =

تَغْزِیْ وَلَنْ تَرْمِیْ وَلَنْ تَرْضَیْ وَلَمْ تَضْرِبِیْ وَلَمْ تَغْزِیْ وَلَمْ تَرْمِیْ وَلَمْ تَرْضَیْ(۱).

(فصل بدانکہ اعراب مضارع......الخ) اس فصل میں فعل مضارع کے اعراب کا بیان ہے کہ فعل مضارع کے اعراب تین ہیں: رفع، نصب، جزم۔ فعل مضارع اگر عامل جازم وناصب سے خالی ہو تو بوجہ عامل معنوی مرفوع ہوگا لفظاً جیسے: یَضْرِبُ. یا تقدیراً جیسے: یَخْشٰی. فعل مضارع کے چودہ صیغے ہیں، جن کی تین قسمیں ہیں:

❶ دو صیغے: جمع مؤنث غائب یَفْعَلْنَ جمع مؤنث حاضر تَفْعَلْنَ مبنی ہیں۔

= لَمْ یَضْرِبُوْا: ان سب نے نہیں مارا۔ لَمْ حرف جازم مبنی برسکون، یَضْرِبُوْا صحیح با ضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں "واؤ" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید وعمرو وخالد، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ یَغْزُوْا: ان سب نے غزوہ نہیں کیا۔ لَمْ حرف جازم مبنی برسکون، یَغْزُوْا معتل واوی با ضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں "واؤ" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید وعمرو وخالد، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ یَرْمُوْا: ان سب نے تیر نہیں پھینکا۔ لَمْ حرف جازم مبنی برسکون، یَرْمُوْا معتل یائی با ضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں "واؤ" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید وعمرو وخالد، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ یَرْضَوْا: وہ سب خوش نہیں ہوئے۔ لَمْ حرف جازم مبنی برسکون، یَرْضَوْا معتل الفی با ضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں "واؤ" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید وعمرو وخالد، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۱) لَنْ تَضْرِبِیْ: تو ہرگز نہ مارے گی۔ لَنْ حرف ناصب مبنی برسکون، تَضْرِبِیْ صحیح با ضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ تَغْزِیْ: تو ہرگز غزوہ نہ کرے گی۔ لَنْ حرف ناصب مبنی برسکون، تَغْزِیْ معتل واوی با ضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ تَرْمِیْ: تو ہرگز تیر نہ پھینکے گی۔ لَنْ حرف ناصب مبنی برسکون، تَرْمِیْ معتل یائی با ضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ تَرْضَیْ: تو ہرگز خوش نہ ہوگی۔ لَنْ حرف ناصب مبنی برسکون، تَرْضَیْ معتل الفی با ضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ تَضْرِبِیْ: تو نے نہیں مارا۔ لَمْ حرف جازم مبنی برسکون، تَضْرِبِیْ صحیح با ضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ تَغْزِیْ: تو نے غزوہ نہیں کیا۔ لَمْ حرف جازم مبنی برسکون، تَغْزِیْ معتل واوی با ضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ تَرْمِیْ: تو نے تیر نہیں پھینکا۔ لَمْ حرف جازم مبنی برسکون، تَرْمِیْ معتل یائی با ضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔.................... =

Scanned with CamScanner

....

❷ باقی بارہ صیغوں میں سے پانچ صیغے ایسے ہیں جو ضمائر بارزہ سے خالی ہوتے ہیں: واحد مذکر غائب یَفْعَلُ، واحدہ مؤنثہ غائبہ: تَفْعَلُ، واحد مذکر حاضر: تَفْعَلُ، واحد متکلم: أَفْعَلُ، جمع متکلم: نَفْعَلُ.

❸ سات صیغوں کے آخر میں ضمیر بارز ہوتی ہے: چار تثنیہ کے: یَفْعَلَانِ، تَفْعَلَانِ، تَفْعَلَانِ، تَفْعَلَانِ. دو جمع مذکر غائب وحاضر: یَفْعَلُوْنَ، تَفْعَلُوْنَ. اور ایک واحد مؤنث حاضر: تَفْعَلِیْنَ.

دوسری قسم جس میں پانچ صیغے ہیں، اس کی تین صورتیں ہیں:

اول صحیح مجرد از ضمائر بارزہ: صحیح یعنی لام کلمے کے مقابلے میں حرفِ علت نہ ہو اور ضمائر بارزہ مرفوعہ سے بھی خالی ہو تو اس کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ، نصبی میں فتحہ، اور جزمی میں سکون کے ساتھ ہے جیسے: هُوَ یَضْرِبُ، لَنْ یَضْرِبَ، لَمْ یَضْرِبْ.

دوم مفرد معتل واوی ویائی: یعنی وہ صیغے جو ضمائر بارزہ سے خالی ہوں اور ان کے آخر میں واو یا یا ہو جیسے: یَغْزُوْ، یَرْمِیْ. ان کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ تقدیری، نصبی میں فتحہ لفظی، اور جزمی میں حذف لام کلمہ جیسے: هُوَ یَغْزُوْ وَیَرْمِیْ، لَنْ یَغْزُوَ وَ یَرْمِیَ، لَمْ یَغْزُ وَیَرْمِ.

سوم مفرد معتلِ الفی: یعنی وہ صیغے جو ضمائرِ بارزہ سے خالی ہوں اور ان کے آخر میں الف ہو جیسے: یَرْضٰی. ان کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ تقدیری، نصبی میں فتحہ تقدیری، اور جزمی میں حذف لام کلمہ جیسے: هُوَ یَرْضٰی، لَنْ یَّرْضٰی، لَمْ یَرْضَ.

فعل مضارع کے صیغوں کی تیسری قسم جو کہ سات صیغوں پر مشتمل ہے، ان کا اعراب یہ ہے کہ صحیح ہوں یا معتل واوی ویائی یا الفی حالتِ رفعی میں اثباتِ نون اور نصبی وجزمی میں حذفِ نون جیسے تثنیہ میں: هُمَا یَضْرِبَانِ وَ یَغْزُوَانِ وَ یَرْمِیَانِ وَ یَرْضَیَانِ جمع مذکر میں: هُمْ یَضْرِبُوْنَ وَ یَغْزُوْنَ وَ یَرْمُوْنَ وَ یَرْضَوْنَ واحد مؤنث حاضر: أَنْتِ تَضْرِبِیْنَ وَتَغْزِیْنَ وَتَرْمِیْنَ وَتَرْضَیْنَ.

= لَمْ تَرْضَیْ: تو خوش نہ ہوئی۔ لَمْ حرفِ جازم مبنی بر سکون، تَرْضَیْ معتلِ الفی با ضمیر بارز مجزوم بحذفِ نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

فصل بدانکہ عوامل اعراب بردو قسم است: لفظی و معنوی. لفظی بر سہ قسم است: حروف و افعال و اسماء، وایں را در سہ باب یاد کنیم انشاء اللہ تعالیٰ. باب اول در حروف عاملہ، و در وے دو فصل است: فصلِ اول در حروفِ عاملہ در اسم، وآں پنج قسم است: اول حروف جر، وآں ہفدہ است: با و مِنْ و الیٰ و حَتّٰی و فی

(فصل بدانکہ عوامل......الخ) اس سے قبل تمام ابحاث بطور تمہید تھیں، اب عوامل کی بحث شروع کر رہے ہیں، عوامل کل سو ہیں انہیں تین ابواب میں بیان کریں گے۔ تین ابواب میں صرف عوامل لفظیہ کا بیان ہے، عواملِ معنویہ ان تین ابواب سے خارج ہیں۔

عامل کی تعریف: العَامِلُ مَا أَوْجَبَ كَوْنَ آخِرِ الكَلِمَةِ عَلٰى وَجْهٍ مَخْصُوْصٍ مِنْ رَفْعٍ أَوْ نَصْبٍ أَوْ جَرٍّ أَوْ جَزْمٍ. علامہ ابن حاجب نے کافیہ میں عامل کی تعریف یوں کی ہے: العاملُ مَا بِهٖ يَتَقَوَّمُ المَعْنَى المُقْتَضِي لِلإِعْرَابِ.

عامل کے چار کام ہوتے ہیں رفع دینا، نصب دینا، جر دینا، جزم دینا۔ رفع و نصب یہ دونوں فعل و اسم میں مشترک ہیں، جر اسم کے ساتھ اور جزم فعل کے ساتھ خاص ہے۔

عامل کی دو قسمیں ہیں: ۱- عامل لفظی ۲- عامل معنوی

عامل لفظی: مَا يُعْرَفُ بِالْقَلْبِ وَيُتَلَفَّظُ بِاللِّسَانِ(١).

عامل معنوی: مَايُعْرَفُ بِالْقَلْبِ وَلَا يُتَلَفَّظُ بِاللِّسَانِ.

اگر کوئی کہے کہ عامل اسے کہتے ہیں جو مؤثر ہو اور اثر عامل کی مخالفت نہیں کرتا، حالانکہ اگر کوئی "جاء نی زیداً" پڑھے تو پڑھ سکتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ عامل اصل میں متکلم ہوتا ہے۔ اسماء، افعال، حروف یہ تو نشانیاں ہیں جن کا اظہار متکلم کرتا ہے۔

عامل لفظی کی دو قسمیں ہیں: ۱- سماعی: مَا يُمْكِنُ ضَبْطُه بِالْجُزْئِيَّاتِ.

۲- عامل قیاسی: مَا لَا يُمْكِنُ ضَبْطُه بِالْجُزْئِيَّاتِ إِلَّا بِمَفْهُوْمٍ كُلِّيٍّ.

عواملِ لفظیہ کی تین قسمیں ہیں: ۱- حروف ۲- اسماء ۳- افعال۔ جب کہ عواملِ قیاسیہ میں اسماء اور افعال ہیں۔

---

(۱) عاملِ لفظی سے مراد وہ عامل ہے جو لفظ اور معنی دونوں میں تاثیر رکھتا ہو، لہٰذا "بِحَسْبِكَ دِرْهَمٌ" میں "حَسْبُكَ" مبتدا ہے اور اس کا عامل معنوی ہی ہے، کیونکہ اگرچہ اس پر بائے جارہ زائدہ داخل ہے، لیکن وہ صرف لفظ میں مؤثر ہے معنی میں مؤثر نہیں۔

ولام ورُبَّ وواوِ قسم وتائے قسم وعَن وعَلیٰ وکافِ تشبیہ ومُذ ومُنذُ وحَاشا وخَلا وعَدا۔ ایں حروف در اسم روند وآخرش را بجر کنند چوں: اَلْمَالُ لِزَیْدٍ(۱).

(باب اول در حروف ......الخ) یہ باب ان حروف کے بارے میں ہے جو عمل کرتے ہیں۔ اس باب کی دو فصلیں ہیں، فصل اول میں ان حروف کا بیان ہے جو اسم میں عمل کرتے ہیں، اس فصل میں پانچ قسم کے عوامل کا تذکرہ ہے۔ فصل دوم ان حروف کے بیان میں ہے جو فعل میں عمل کرتے ہیں۔

قسم اول حروف جارہ: اَلْجَرُّ حَرَکَۃٌ اَوْ حَرْفٌ تَدُلُّ عَلٰی کَوْنِ الاِسْمِ مُضَافًا اِلَیْہِ. لغت میں بمعنی کھینچنا اور اصطلاح میں: اَلْجَارُّ مَا وُضِعَ لِاِفْضَاءِ مَعْنَی الفِعْلِ اَوْ شِبْهِهِ اِلٰی مَدْخُوْلِهَا. جیسے: مَرَرْتُ بِزَیْدٍ، اَنَا مَارٌّ بِزَیْدٍ. مثال اول میں معنی فعل اور مثال ثانی میں شبہ فعل کے معنی کو اپنے مدخول زید تک پہنچایا۔

حروف جارہ کل سترہ ہیں جو اس شعر میں مذکور ہیں۔

باو تاو کاف ولام، واو منذ مذ خلا　　رب حاشا من عدا فی عن علی حتی الی

"لعل" کو بھی حروف جارہ میں شامل کرتے ہیں۔

"لات" اگر زمانے پر داخل ہو تو امام اخفش اسے جارہ کہتے ہیں۔

"لولا" امام سیبویہ کے نزدیک حروف جارہ میں سے ہے بشرطیکہ ضمیر پر داخل ہو۔

اسی طرح "کَیْ" اگر اس کا مدخول "ما" استفہامیہ یا "ان" ناصبہ مصدریہ ہو تو یہ بھی جارہ ہے بشرطیکہ اس پر کوئی اور حرف جر داخل نہ ہو، اگر داخل ہو تو پھر "کَیْ" محض ناصبہ ہوگا جیسے: لِکَیْلَا یَعْلَمَ اَهْلُ الْکِتَابِ. "کَیْ" جب "ما" استفہامیہ پر داخل ہو تو کبھی آخر سے "ما" کے الف کو گرا کر "ھا" یعنی تائے مدورہ لگاتے ہیں جیسے: کَیْمَہ. "کَیْ" کی مثال جب کہ "ان" ناصبہ مصدریہ پر داخل ہو اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ.

ان میں سے رب، حاشا، خلا، عدا، لعل اور لولا کو کسی کے ساتھ متعلق نہیں کرتے۔

"لات" کے لئے متعلق "اِسْتَغَاثُوا" نکالتے ہیں اور "کی" کو بھی متعلق کرتے ہیں۔

مُذ اور مُنذُ یہ حروف جارہ میں بھی استعمال ہوتے ہیں اور ظرف بھی بنتے ہیں، کبھی کبھی مبتدا بھی واقع ہوتے ہیں۔

---

(۱) اَلْمَالُ لِزَیْدٍ: مال زید کے لئے ہے۔ المال مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، لام حرف جار مبنی بر کسرہ، زید مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا ثابت مقدر کا، ثابت مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر ــــــــ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

....

حاشا، خلا، عدا کبھی فعل بنتے ہیں، جیسے: حَاشَ لِلّٰہِ مَاھٰذا بَشَراً. کاف یہ کبھی مثل کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: کَمَثَلِ الَّذِی اِسْتَوْقَدَنَاراً.

فائدہ: حروف جارہ کے بعد اگر کوئی حرف زائد آجائے تب بھی یہ عمل کرتے ہیں جیسے: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ. کبھی ''من'' کے بعد ''ما'' زائدہ آتا ہے: مِمَّا خَطِیْئٰتِھِمْ اُدْخِلُوا فَاُغْرِقُوا نَاراً. کبھی ''عن'' کے بعد ''ما'' زائدہ آتا ہے جیسے: عَمَّا قَلِیْلٍ لَیُصْبِحُنَّ نَادِمِیْنَ. کبھی ''رُبَّ'' کے بعد جیسے: رُبَّمَا ضَرْبَةٍ بِسَیْفٍ صَیْقَلٍ. ان تمام مثالوں میں حروف جارہ حرف زائد پر داخل ہیں لیکن پھر بھی عمل کر رہے ہیں۔

فائدہ: حروف جارہ کو اس وقت متعلق کریں گے جب یہ اصلی ہوں، اگر زائد ہوں تو پھر متعلق نہیں کریں گے، زائد کا مطلب یہ ہے کہ لفظوں میں تو عمل کرے لیکن معنی میں عمل نہ کرے، اگر اسے حذف کر دیا جائے تو معنی میں کوئی خرابی لازم نہ آئے جیسے: وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ اور وَمَا ھُمْ مُؤْمِنِیْنَ. اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ اور کَافٍ عَبْدَہٗ. دونوں کا معنی ایک ہے۔

فائدہ: حروف زوائد میں عام طور پر ''با'' منفی کے بعد ہوتی ہے، اسی طرح ''من'' بھی کلام منفی میں عموماً زائد ہوتا ہے، کبھی مبتدا پر جیسے: فَمَالَھُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ، ھَلْ مِنْ مَزِیْدٍ، مَالَکُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ. کبھی فاعل پر جیسے: مَاجَاءَنَا مِنْ بَشِیْرٍ وَّلَانَذِیْرٍ. کبھی مفعول پر: ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ. مفعول لہ پر بھی ''من'' زائدہ آتا ہے، اسے من اجلیہ کہتے ہیں، جیسے: خَاشِعاً مُتَصَدِّعاً مِنْ خَشْیَةِ اللّٰہِ. کلام منفی کی طرح کلام مثبت میں بھی ''من'' زائدہ آتا ہے، جمہور اس کی مخالفت کرتے ہیں لیکن امام اخفش فرماتے ہیں کہ آتا ہے اور یہی درست ہے، قرآن مجید میں ہے: وَلَقَدْ جَاءَکَ مِنْ نَّبَإِ الْمُرْسَلِیْنَ. اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْکُمْ مِنْ خَیْرٍ مِنْ رَّبِّکُمْ.

اگر کوئی کہے کہ جب یہ حروف زائد ہیں تو انہیں قرآن میں کیوں لایا گیا؟ کیونکہ قرآن زوائد سے پاک ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری نحوی ترکیب کے اعتبار سے زائد ہیں، ورنہ ان کا معنی تو ہوتا ہے۔ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا فائدہ ہوتا ہے مثلاً: لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ. میں ''کاف'' زائدہ ہے، اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے معنی میں مبالغہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس کے مثل کو فرض کیا جائے تو اس کے مثل کا بھی مثل نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ''اس کے مثل کا بھی مثل نہیں'' اس کا مثل نہیں سے زیادہ ابلغ ہے۔ وَمَاھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ. میں ''با'' زائدہ ہے اس کے معنی الصاق کے آتے ہیں، معنی یہ ہوا کہ کفار کا ایمان لانا تو در کنار وہ تو ایمان کے ساتھ ملے بھی نہیں ہیں۔

Scanned with CamScanner

....

قاعدہ: جار مجرور کو اسی کلمے سے متعلق کریں گے جس میں معنی حدثی پایا جائے بالفاظ دیگر جو عامل ہو، لہذا جامد کے ساتھ انہیں متعلق نہیں کیا جاسکتا کیونکہ الجامِدُ لَا يَعْمَلُ، اگر کسی جامد سے متعلق کریں تو وہاں تاویل کی جائے گی جیسے: أَسَدٌ عَلَيَّ وَفِي الحُرُوْبِ نَعَامَةٌ. أي: صَائِلٌ عَلَيَّ وَفِي الحُرُوْبِ جَبَانٌ. اسد" صائل" اور نعامۃ" جبان" کی تاویل میں ہے، اسی لئے ان کے ساتھ جار مجرور متعلق ہوئے۔ اسی طرح جار مجرور کو حرف کے ساتھ بھی متعلق نہیں کرتے، اگر کریں تو وہ حرف مشتق کے معنی میں ہوگا جیسے: ماأَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْن. بمجنون "ما" نافیہ سے متعلق ہے، لہذا یہ مشتق کے معنی میں ہے یعنی اِنْتَفَى الجُنُوْنُ مِنْكَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ.

فائدہ: جار مجرور کو نحاۃ ظرف سے تعبیر کرتے ہیں، ظرف کی دو قسمیں ہیں: ١-ظرف لغو ٢-ظرف متقر
ظرف مستقر اسے کہتے ہیں جس کا متعلق افعال عامہ سے آسکے، اگر چہ افعال خاصہ سے بھی آتا ہو، بالفاظ دیگر جس کا متعلق لفظوں میں موجود نہ ہو۔ بعض نحویوں کی یہ بات کہ "اگر جار مجرور خبر، صلہ، صفت یا حال بنے تو پھر افعال عامہ سے فعل نکالنا واجب ہے"، مسلم نہیں۔ قرآن میں کئی جگہ نحاۃ نے اس کے خلاف کیا، لہذا افعال عامہ و خاصہ دونوں نکال سکتے ہیں، اگر ترجمہ کی رعایت کرتے ہوئے فعل نکالا جائے تو بہت ہی مناسب ہے۔

افعال عامہ چار ہیں۔

افعال عامہ چہار است نزد اہل عقول | کون است وجود است ثبوت است وحصول

استقرار کو بھی انہیں میں شمار کرتے ہیں۔

ظرف لغو: اسے کہتے ہیں جس کا متعلق افعال عامہ سے نہ آسکے، بالفاظ دیگر جس کا متعلق لفظوں میں موجود ہو۔ ظرف مستقر کو مستقر اس لئے کہتے ہیں کہ جار مجرور اس میں اپنے متعلق کے قائم مقام ہوتے ہیں اور استقرار پکڑتے ہیں، بعض علماء فرماتے ہیں کہ اسے ظرف مستقر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ضمیر ہوتی ہے، مثلاً: زَيْدٌ فِي الدَّارِ أي: زَيْدٌ ثَبَتَ فِي الدَّارِ. "ثبت" میں ایک ضمیر ہے جو زید کی طرف لوٹ رہی ہے، اور پھر اس ضمیر نے "ثَبَتَ" سے منتقل ہو کر ظرف میں قرار پکڑا ہے، اور یہ ظرف "ثَبَتَ" کا قائم مقام بن کر اس ضمیر کو رفع دے رہا ہے۔
اور لغو کو لغو اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں جار مجرور اپنے متعلق کے قائم مقام نہیں ہو سکتے، کیونکہ وہ لفظوں میں موجود ہوتا ہے، لہذا ان کا کام باطل اور لغو ہو جاتا ہے، لہذا اسے لغو کہتے ہیں، دوسری وجہ یہ کہ ان میں ضمیر نہیں ہوتی کہ وہ استقرار حاصل کرلے، لہذا یہ لغو ہیں۔

Scanned with CamScanner

دوم حروف مشبہ بہ فعل وآں شش است: اِنَّ واَنَّ و کَاَنَّ ولٰکِنَّ ولَیْتَ ولَعَلَّ. ایں حروف را اسمے باید منصوب وخبرے مرفوع چوں: اِنَّ زَیْداً قَائِمٌ(۱). زید را اسمِ اِنَّ گویند وقائم را خبر اِنَّ. بدانکہ اِنَّ

(دوم حروف مشبہ بہ......الخ) یہ کل چھ ہیں۔

ان با اَن کان لیت لکن لعل — ناصب اسمند ورافع در خبر ضد ما ولا

ان کو مشبہ بالفعل اس لئے کہتے ہیں کہ معناً، وزناً، عملاً ان کی مشابہت فعل کے ساتھ ہوتی ہے۔

مشابہت معنوی: ''اِنَّ اَنَّ'' بمعنی حَقَّقت، ''کاَنَّ'' بمعنی شَبَّهتُ، ''لٰکِنَّ'' بمعنی اِسْتَدرَکْتُ، ''لیت'' بمعنی تَمَنَّیتُ، ''لعل'' بمعنی تَرَجَّیتُ.

مشابہت لفظی: ''اِنَّ'' بروزن ''فِرَّ''، ''اَنَّ'' بروزن ''مَدَّ''، ''کَاَنَّ'' بروزن ''ضَرَبْنَ''، ''لٰکِنَّ'' بروزن ''ضَارِبْنَ''، ''لَیْتَ'' بروزن ''لَیْسَ''، ''لَعَلَّ'' بروزن ''فَتَنَّ''.

مشابہت عملی: فعل متعدی کے بعد بھی دو اسم آتے ہیں ایک مرفوع اور دوسرا منصوب ہوتا ہے، اسی طرح حروف مشبہ بالفعل کے بعد دو اسم آتے ہیں ایک منصوب اور دوسرا مرفوع ہوتا ہے۔ ترتیب اس لئے تبدیل ہے کہ اصل وفرع میں فرق باقی رہے۔ کبھی دونوں اسم مرفوع ہوتے ہیں: اِنَّ زیدٌ منطلقٌ. اور کبھی دونوں منصوب ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ سَبْعِیْنَ خَرِیْفاً. ''قعر'' اسم ''اِنَّ'' اور ''سبعین'' خبر دونوں منصوب ہیں۔

اِنَّ واَنَّ میں فرق: ''اَنَّ'' جملے کو مصدر کی تاویل میں کرتا ہے، اس وجہ سے یہ اپنے اسم وخبر سے مل کر عموماً مبتدا، فاعل، خبر واقع ہوتا ہے بخلاف ''اِنَّ'' کے کہ وہ جملے کے معنی کو متغیر نہیں کرتا۔ قبیلہ بنو تمیم ''اَنَّ'' کے ہمزہ کو عین کے ساتھ تبدیل کرکے ''عَنَّ'' پڑھتے ہیں لیکن اس وقت بھی مشبہ بالفعل رہے گا۔ اَشْهَدُ عَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللهِ.

فائدہ: اِنَّ کہاں اور اَنَّ کہاں پڑھیں گے۔

اِنَّ را در چار جا مکسور خواں — ابتداء بعد قول قسم داں
چوں در آید در خبر او لام نیز — دانش مکسور خوانی اے عزیز
اَنَّ را در پنج جا مفتوح خواں — بعد علم وبعد ظن ودرمیاں
بعد لولا بعد لو تحقیق داں — تا نہ یفتی ہیچ جا در سہو آں

---

(۱) اِنَّ زَیْداً قَائِمٌ: بے شک زید کھڑا ہے یا ہوگا۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل مبنی بر فتح، زَیْداً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم، قَائِمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسمِ فاعل صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ''ھُوَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم اِنَّ، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

واَنَّ حروف تحقیق است وکَاَنَّ حرف تشبیہ ولٰکِنَّ حرف استدراک ولَیْتَ حرف تمنی ولَعَلَّ حرف ترجی.

''اِنَّ'' کو چار جگہ مکسور پڑھیں گے:

❶ ابتداء میں جیسے: اِنَّا اَنزَلْنَاہ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْر.

❷ قول یعنی قال یقول کے بعد جیسے: قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُم.

❸ قسم کے بعد جیسے: وَالعَصْرِ اِنَّ الاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ.

❹ جب اس کی خبر پر لام داخل ہو جیسے: وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہ.

اور پانچ جگہ ''اَنَّ'' پڑھیں گے:

❶ باب علم یعلم کے بعد جیسے: واعْلَمُوا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ.

❷ ظن یظن کے بعد جیسے: اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُلٰقُوْ رَبِّھِم.

❸ درمیان میں اس میں فاعل، مفعول، مبتدا وغیرہ سب داخل ہیں جیسے: بَلَغَنِیْ اَنَّکَ قَائِمٌ، عَرَفْتُ اَنَّکَ قَائِمٌ، عِنْدِیْ اَنَّکَ قَائِمٌ.

❹ لولا کے بعد جیسے: لَوْلَا اَنَّہ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْن ۵- لو کے بعد جیسے: لَوْ اَنَّ لَنَا کَرَّۃً.

''لعل'' کو کبھی مُتَرَجِّیًا کے معنی میں لے کر حال بناتے ہیں: یَااَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْن. الناس ذوالحال اور ''لعلکم'' مترجیا کے معنی میں حال ہے۔

اِنَّ اَنَّ، کاَنَّ کی تشدید ختم کر کے انہیں مخفف بناتے ہیں، تخفیف کی صورت میں ''اِنَّ'' کا عمل بہت قلیل ہوتا ہے، راجح یہی ہے کہ عمل نہیں کرتا، عمل کرنا کالمعدوم ہے: وَاِنْ کُلًّا لَمَّا لَیُوَفِّیَنَّھُمْ میں باوجود تخفیف کے عمل کیا ہے۔ تخفیف کی صورت میں ''اِن'' نافیہ اور ''اِن'' مخفف من المثقل میں اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے، فرق اس طرح ہوتا ہے کہ ''اِن'' مخفف من المثقل کا مدخول افعال ناسخہ میں سے ہوگا (یعنی افعال ناقصہ وافعال مقاربہ) اس کی خبر پر لام داخل ہوتا ہے جیسے: وَاِنْ کَانَتْ لَکَبِیْرَۃً، واِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُبِیْن، وَاِنْ وَّجَدْنَا اَکْثَرَھُمْ لَفٰسِقِیْن، وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِم. البتہ ''اَن'' کا عمل تخفیف کی صورت میں واجب ہوتا ہے، لیکن وہ ضمیر شان میں عمل کرتا ہے اور وہ محذوف ہوتی ہے، اسے ''اَن'' کا اسم کہتے ہیں اور خبر جملہ ہوتا ہے یا تو جملہ فعلیہ ہوگا یا اسمیہ، اگر خبر جملہ اسمیہ ہو تو پھر ''اَن'' اور اس کی خبر میں فاصلہ لانے کی ضرورت نہیں جیسے: وَآخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن. اگر خبر جملہ فعلیہ ہو تو وہ فعل متصرف ہوگا یا غیر متصرف، اگر فعل غیر متصرف ہو تو فاصلہ لانے کی ضرورت نہیں

جیسے: وَاَنْ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی، وَاَنْ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ. اگر خبر فعلِ متصرف ہو تو پھر یا از قبیل دعا، بدعا ہو گا یا نہیں، اگر دعا، بدعا کے قبیل سے ہو تب بھی فاصلہ لانے کی ضرورت نہیں، دعا جیسے: فَلَمَّا نُوْدِیَ اَنْ بُوْرِكَ، بدعا جیسے: وَالْخَامِسَةُ اَنْ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَا اِنْ کَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ، اگر فعل متصرف دعا یا بدعا کے قبیل سے نہ ہو تو پھر ''اَنْ'' اور اس کی خبر میں پانچ طریقوں سے فاصلہ لانا ضروری ہے۔

❶ قد کے ساتھ جیسے: وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَکُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ الشّٰهِدِیْنَ.

❷ حروف تنفیس (سین وسوف) سے جیسے: عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَرْضٰی، سوف جیسے

وَاعْلَمْ عِلْمُ الْمَرْءِ یَنْفَعُهٗ اَنْ سَوْفَ یَاْتِیْ کُلُّ مَا قُدِّرَا

❸ حروف نفی (لن، لا، لم) سے جیسے: اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ، اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا، اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗ اَحَدٌ.

❹ لو سے جیسے: وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَی الطَّرِیْقَةِ.

❺ شرط سے جیسے: اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ.

اسی طرح کبھی ''کان'' میں تخفیف کرتے ہیں تب بھی یہ واجب العمل ہوتا ہے، لیکن اس کا اسم محذوف ہوتا ہے جیسے: کَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ. ''لٰکِنَّ'' میں جب تخفیف کریں تو صحیح قول کے مطابق یہ عمل نہیں کرتا بلکہ مہمل ہوتا ہے جیسے ایک قرأت میں ہے: لٰکِنِ اللّٰهُ قَتَلَهُمْ.

فائدہ: اگر حروف مشبہ بالفعل پر ''ما'' کافہ داخل ہو یعنی ان کے بعد ''ما'' کافہ آ جائے تو ان کا عمل ختم ہو جاتا ہے، اس وقت یہ اسم وفعل دونوں پر داخل ہوتے ہیں جیسے: اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ، اسم پر داخل ہونے کی مثال: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ، اِنَّمَا اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ.

فائدہ: بسا اوقات یہ حروف ما موصولہ پر داخل ہوتے ہیں، اس وقت ان کی صورت ظاہراً اس طرح معلوم ہوتی ہے جیسے کہ ''ما'' کافہ پر داخل ہیں، حقیقت میں وہ ''ما'' کافہ نہیں ہوتا بلکہ ''ما'' موصولہ ہوتا ہے، اس میں احتیاط کرنی چاہیے جیسے: اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ، اِنَّمَا صَنَعُوْا کَیْدُ سٰحِرٍ، کبھی ''اَنَّ'' پر کاف جارہ داخل ہوتا ہے، اس وقت درمیان میں ''ما'' کافہ لاتے ہیں تا کہ ''کاَنَّ'' اور اس میں امتیاز رہے چنانچہ ''کَمَا اَنَّ'' کہتے ہیں۔ اسی طرح ''اَنَّ یَاَنُّ'' بمعنی رونا سے فعل ماضی ''اَنَّ'' آتا ہے اس میں بھی احتیاط کرنی چاہیے جیسے: اَنَّ زَیْدٌ کَرِیْمٌ.

Scanned with CamScanner

سوم ماولا المشبھتان بلیس وآں عملِ لَیسَ کنند چنانچہ گوئی: مَا زَیدٌ قَائِماً (۱).زَیدٌ اسم مااست وقائماً خبراو.

(سوم ماولا المشبھتان......الخ) ماولا کو مشبہ بلیس اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عمل میں لیس کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں،جس طرح لیس اپنے اسم کو مرفوع اور خبر کو منصوب بناتا ہے،اسی طرح یہ بھی اسم کو مرفوع اور خبر کو منصوب بناتے ہیں۔ما کے عمل کے لئے چار شرطوں کا ہونا ضروری ہے:

1. ما کا اسم مقدم اور خبر مؤخر ہو جیسے:ما زیدٌ قائماً،اس کے برخلاف عمل نہیں کرتا۔
2. ''ما'' کے بعد ''اِن'' نافیہ نہ ہو،اگر ہو تو اس کا عمل باطل ہو جائے گا جیسے:ما اِنْ زیدٌ قائمٌ.
3. ''ما'' کی خبر پر ''اِلا'' داخل نہ ہو،ورنہ عمل نہیں کرے گا جیسے:وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ.
4. ''ما'' کی خبر کا معمول اس کے اسم پر مقدم نہ ہو،ورنہ عمل باطل ہو جائے گا جیسے:مَا طَعَامَكَ زَيْدٌ آكِلٌ. البتہ جب وہ معمولِ مقدم ظرف ہو تو اس کا عمل برقرار رہے گا جیسے:مَاعِنْدَكَ زَيْدٌ قَائِماً.

''لا'' کے عمل کے لئے مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس کے اسم وخبر نکرہ ہوں۔

ماولا کی خصوصیات

''ما'' کی خصوصیت یہ ہے کہ اسم معرفہ ہو یا نکرہ دونوں پر داخل ہوتا ہے،اور ''لا'' صرف اسم نکرہ پر داخل ہوتا ہے۔''اِن'' نافیہ بھی انہیں میں سے ہے اور ''ما'' و''لا'' والا عمل کرتا ہے،اس کے عمل کے لئے بھی ''لا'' والی شرائط ہیں لیکن ''ما'' کی طرح معرفہ ونکرہ دونوں پر داخل ہوتا ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول:اِنْ اَحَدٌ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرِیْ .اور ایک قرأت میں ہے:اِنِ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِه عِبَاداً اَمْثَالُكُمْ.یہ ''اِن'' اسم پر داخل ہوتا ہے اور ایک ''اِن'' اور ہوتا ہے جو فعل پر داخل ہوتا ہے جیسے:قُلْ اِنْ اَدْرِیْ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَاتُوْعَدُوْنَ .''اِن'' نافیہ اسمیہ کے بعد جب کلمہ استثنائیہ آجائے تو اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے جیسے: وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ، اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ،وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا.

''لات'' یہ بھی حروف مشبہ بلیس میں سے ہے،اس میں اصل کلمہ ''لا'' ہے،''تا'' مبالغہ کے لئے ہے لیکن اس

---

(۱)مَا زَيْدٌ قَائِماً : زید کھڑا نہیں ہے۔ما مشبہ بلیس مبنی بر سکون،زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم،قائماً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر غائب،ضمیر مستتر معبر بہ ''ھُوَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم،اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

چہارم لائے نفی جنس اسم ایں لا اکثر مضاف باشد منصوب چوں: لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيفٌ فِي الدَّارِ(۱)، واگر نکرۂ مفردہ باشد مبنی باشد بر فتح چوں: لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ(۲)، واگر بعد او معرفہ

کی شرط ہے کہ اس کا معمول ظرف ہو مثلاً: حين، الساعة، الأوان وغیرہ، اس کا اسم عام طور پر محذوف ہوتا ہے جیسے: فَنَادَوا وَلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ .أی: لَاتَ الْحِيْنُ حِيْنَ مَنَاصٍ.

(چہارم لائے نفی جنس......الخ) لائے نفی جنس دو اسموں پر داخل ہوتا ہے، لا جنس کی نفی نہیں کرتا بلکہ جنس کی صفت کی نفی کرتا ہے، ابتداء اس کی دو صورتیں ہیں: ۱-لائے نافیہ مؤثرہ ۲-لائے نافیہ غیر مؤثرہ

لائے نافیہ مؤثرہ: اس کا عمل نفی میں ظاہر ہوگا یا نص، اگر ظاہر ہو تو لا مشبہ بلیس ہے، اگر عمل نص ہو تو لائے نفی جنس ہے، نص کا مطلب: ما سِيقَ الْكَلَامُ لِأَجْلِهِ ہے اور ظاہر کہتے ہیں: ما يكون مراده ظاهرًا للسامع بنفس السَّماعِ منْ غير تأملٍ.

مثال سے بات اس طرح واضح ہوتی ہے کہ جب لا مشبہ بلیس ہو تو اس کا عمل ظاہر ہوگا کہ نفی کو اس کی وجہ سے نہیں چلایا گیا مثلاً: جب لا رَجُلُ فِي الدَّارِ کہا تو اس کے بعد بَلْ رَجُلَانِ اَوْ رِجَالٌ کہنا جائز ہے کیونکہ ''لا'' کے ذریعے جنس کی نفی نہیں ہوئی بلکہ فردیت کی نفی ہوئی اور اب اثبات تعدد ہے اور دونوں میں کوئی تضاد نہیں بخلاف لائے نفی جنس کے کہ وہ نفی میں نص کا درجہ رکھتا ہے، اس میں لا رجلَ فی الدار کہنے کے بعد بَلْ رَجُلَانِ اَوْ رِجَالٌ کہنا جائز نہیں کیونکہ جب پہلے جنس کی نفی ہوگئی تو اب تعدد ثابت کرنا درست نہیں ورنہ دونوں میں تضاد ہوگا۔

لائے نفی جنس کے اسم کی چار صورتیں ہیں: ۱-مفرد منکر غیر مکرر یعنی مفرد اور نکرہ ہو اور مکرر بھی نہ ہو۔

(۱) لَاغُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيفٌ فِي الدَّارِ: کوئی غلام کسی مرد کا ایسا نہیں جو زیرک بھی اور میرے گھر میں بھی۔ لا برائے نفی جنس مبنی بر سکون، غُلام مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، رَجُل مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر اسم، ظَرِیفٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً صفتِ مشبہ صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ ''هُوَ'' فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسمِ لا، صفتِ مشبہ اپنے فاعل سے مل کر خبرِ اول، فی حرف جار مبنی بر سکون الدَّار مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہو ثابت مقدر کا، ثابت مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسمِ فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ ''هُوَ'' فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسمِ لا، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبرِ ثانی، لائے نفی جنس اپنے اسم اور دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) لَارَجُلَ فِي الدَّارِ: کوئی مرد گھر میں نہیں۔ لا برائے نفی جنس مبنی بر سکون، رَجُلَ نکرہ مفردہ مبنی بر فتح منصوب محلاً اسم، فی حرف جار مبنی بر سکون، الدَّار مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا ثابت مقدر کا، ثابت مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسمِ فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ ''هُوَ'' فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسمِ لا، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

باشد تکرار لا با معرفۂ دیگر لازم باشد، ولا ملغیٰ باشد یعنی عمل نکند، وآں معرفہ مرفوع باشد بابتدا چوں:
لَا زَیْدٌ عِنْدِیْ وَلَا عَمْرٌو(۱) ،واگر بعد آں لا نکرہ مفرد باشد مکرّر با نکرۂ دیگر در و پنج وجہ رواست

۲- مفرد منکر مکرر یعنی مفرد اور نکرہ ہونے کے ساتھ ساتھ مکرر بھی ہو۔

۳- مضاف ۴- شبہ مضاف۔

یہاں مفرد مضاف اور شبہ مضاف کے مقابلے میں ہے۔ پہلی دونوں صورتوں میں لائے نفی جنس کا اسم تضمن حرفی کی وجہ سے مبنی ہوگا کیونکہ لَا رَجُلَ فِیْ الدَّارِ دراصل لَامِنْ رَجُلٍ فِیْ الدَّارِ تھا، ''رجل'' متضمن حرف ہے لہذا مبنی ہے، آخری دو صورتوں میں معرب منصوب ہوگا، مضاف جیسے: لَاغُلَامَ رَجُلٍ فِی الدَّارِ، شبہ مضاف جیسے: لَاطَالِعاً جَبَلاً موجودٌ ، اگرچہ ''من'' محذوف یہاں بھی موجود ہے لیکن اس کے باوجود یہ مبنی نہیں کہلائیں گے کیونکہ اضافت اخص خواص المعرب ہے۔ شبہ مضاف اس اسم کو کہتے ہیں جس کا معنی دوسرے اسم کو ملائے بغیر سمجھ نہ آئے۔

لائے نافیہ غیر مؤثرہ: جو عمل نہ کرے جیسے: لَازَیْدٌ وَلَا عَمْرٌو.

لائے نفی جنس کی سات شرطیں ہیں:

۱- لا اصلی ہو زائدہ نہ ہو۔ ۲- نفی جنس کے لئے ہو نفی واحد کے لئے نہ ہو۔

۳- نفی جنس میں نص ہو ظاہر نہ ہو۔ ۴- لا پر حرف جر داخل نہ ہو۔

۵- لا کا اسم اس کے ساتھ متصل ہو۔ ۶- اسم نکرہ ہو۔

۷- اس کی خبر نکرہ ہو۔

اگر لائے نفی جنس کا اسم معرفہ ہو تو عمل نہیں کرے گا بلکہ ملغیٰ عن العمل ہوگا، اس صورت میں ''لا'' اور معرفہ تکرار

---

(۱) لَازَیْدٌ عِنْدِیْ وَلَا عَمْرٌو : نہ زید میرے پاس ہے نہ عمرو۔ لا برائے نفی جنس ملغیٰ عن العمل مبنی بر سکون، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ، لا زائدہ برائے تاکید نفی مبنی بر سکون، واو حرف عطف مبنی بر فتح، عمرٌو مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا، عِنْدَ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرہ موجودہ حرکتِ مناسبت، ''ی'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثَابِتَانِ مقدر کا، ثَابِتَانِ مثنی مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مذکر اسم، ضمیر مستتر معرب۔ ''ھُمَا'' جس میں ''ھما'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

چوں: لَاحَولَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ(۱)، لَا حَولَ وَلَاقُوَّةٌ إِلَّا بِاللّٰهِ(۲)، وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا

سے آئیں گے جیسے: لا زیدٌ عندی ولا عمرٌو، اگر لائے نفی جنس پر ہمزہ استفہام داخل ہو تب بھی عمل کرتا ہے جیسے: ألا رجلَ فی الدّارِ، ألا غلامَ فیها، لائے نفی جنس کا اسم نکرہ مکررہ ہو تو اس کی پانچ صورتیں ہیں جیسے: لا حولَ ولا قوۃ إلا باللّٰہ.

❶ دونوں لانفی جنس کے ہوں، اس صورت میں ان کا اسم مبنی برفتحہ ہوگا: لَاحَولَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، تقدیری عبارت یوں ہوگی: لا حولَ عَنِ المَعْصِيَةِ ثَابِتٌ لأحدٍ إلا باللّٰهِ، ولاقُوَّةَ عَلَى الطَّاعَةِ ثَابِتَةٌ لأحدٍ إلا باللّٰهِ. عن المعصیۃ حول مصدر کے ساتھ متعلق، لأحد مستثنیٰ منہ ''إلا'' حرف استثناء، باللہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ سے مل کر متعلق ہوا ثابت کے ساتھ اور ثابت خبر ''لا''۔ اگر اسے ایک جملہ مانیں تو تقدیر یوں ہوگی: لاحولَ ولا قُوَّةَ ثَابِتَانِ لأحدٍ إلا باللّٰهِ.

❷ دونوں مرفوع ہوں اور لا زائدہ ہوں: لاحولٌ ولاقوۃٌ إلا باللّٰہِ، دو جملے مانیں اور عطف الجملہ علی الجملہ کریں تو دونوں مبتدا خبر بنیں گے، اگر لا کو مشبہ بلیس کے معنی میں لیں تو اس کے اسم بنیں گے لیکن یہ ضعیف ہے۔

(۱) لَاحَولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ: گناہوں سے بچنے کی طاقت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے اور طاعت کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ لا برائے نفی جنس مبنی بر سکون، حَولَ نکرہ مفرد مبنی بر فتح منصوب محلاً اسم، إلا باللّٰہِ مقدر جس میں إلّا حرف استثنا مبنی بر سکون، ''با'' حرف جار مبنی بر کسرہ، اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہو مَوجُودٌ مقدر کا، مَوجُودٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب۔۔۔ ''ھُوَ'' نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لا، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ واو حرف عطف مبنی بر فتح، لا برائے نفی جنس مبنی بر سکون، قُوَّۃَ نکرہ مفرد مبنی بر فتح منصوب محلاً اسم لا، إلّا حرف استثنا مبنی بر سکون ''با'' حرف جار مبنی بر کسرہ، اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہو مَوجُودَۃٌ مقدر کا، مَوجُودَۃٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مؤنث، ضمیر مستتر معرب۔ ''ھِیَ'' نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لا، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ۔

(۲) لَاحَولَ وَلَاقُوَّةٌ إِلَّا بِاللّٰهِ: لا برائے نفی جنس مبنی بر سکون، حَولَ نکرہ مفرد مبنی بر فتح منصوب محلاً معطوف علیہ، واو حرف عطف مبنی بر فتح، لا زائدہ برائے تاکید نفی مبنی بر سکون قُوَّۃٌ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً معطوف حول پر باعتبار محل قریب، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اسم لا، إلّا حرف استثنا مبنی بر سکون، ''با'' حرف جار مبنی بر کسرہ، اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہو مَوجُودَانِ مقدر کا، مَوجُودَانِ مثنی مرفوع بالف اسم مفعول صیغہ تثنیہ مذکر، ضمیر مستتر معرب۔۔۔ ''ھُمَا'' جس میں ''ھا'' ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضمہ راجع بسوئے اسم لا، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامت تثنیہ مبنی بر سکون، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

بِاللّٰہِ(۱)، وَلَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّۃٌ اِلَّا بِاللّٰہِ(۲)، وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّۃٌ اِلَّا بِاللّٰہِ(۳)۔

❸ اسم اول مبنی برفتحہ ہواور لانفی جنس کا ہواور اسم ثانی مرفوع ہواور لازائدہ ہو، جیسے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃٌ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ لاقوۃ کا عطف لاحول کے محل بعید پر ہے اسی لئے قوۃ مرفوع ہے، اگر دو جملے مانیں تو پھر تقدیری عبارت: لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ ثَابِتٌ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ وَ لَا قُوَّۃٌ عَلَی الطَّاعَۃِ ثَابِتَۃٌ لِاَحَدٍ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ، عطف المفرد علی المفرد کی صورت میں عبارت یوں ہوگی: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃٌ ثَابِتَانِ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

❹ اسم اول مرفوع ہواور "لا" مشبہ بلیس ہواور اسم ثانی مبنی برفتحہ ہواور "لا" نفی جنس کا ہو: لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، اس میں عطف الجملہ علی الجملہ جائز ہے کہ لَاحَوْلٌ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ ثَابِتًا لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَاقُوَّۃَ عَلَی الطَّاعَۃِ ثَابِتَۃٌ

---

(۱) لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃٌ اِلَّا بِاللّٰہِ: لا برائے نفی جنس مبنی برسکون، حَوْلَ نکرہ مفرد مبنی برفتح منصوب باعتبار محل قریب اسم لا مرفوع باعتبار محل بعید مبتدا معطوف علیہ، اِلَّا بِاللّٰہِ مقدر جس میں اِلَّا حرف استثنا مبنی برسکون، "با" حرف جار مبنی برکسر، اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا، جار مجرور مل کر مستثنی مفرغ ہوکر ظرف مستقر ہو مَوْجُوْدٌ مقدر کا، مَوْجُوْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب ـــــ "ھُوَ" نائب فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے اسم لا، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر لا معطوف علیہ۔ واو حرف عطف مبنی برفتح، لا برائے نفی غیر عامل لفظا، قُوَّۃٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا معطوف برمبتدا، اِلَّا حرف استثنا مبنی برسکون، "با" حرف جار مبنی برکسر، اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا، جار مجرور مل کر مستثنی مفرغ ہوکر ظرف مستقر ہو مَوْجُوْدَۃٌ مقدر کا، مَوْجُوْدَۃٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم مفعول صیغہ واحد مؤنث، ضمیر مستتر معرب ـــــ "ھِیَ" نائب فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے مبتدا، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر معطوف برخبر لا، لائے نفی جنس کا اسم اور مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) لَاحَوْلٌ وَلَا قُوَّۃٌ اِلَّا بِاللّٰہِ: لا برائے نفی جنس مبنی برسکون ملغی عن العمل، حَوْلٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا معطوف علیہ، واو حرف عطف مبنی برفتح، لا زائدہ، قُوَّۃٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا، اِلَّا حرف استثنا مبنی برسکون، "با" حرف جار مبنی برکسر، اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا، جار مجرور مل کر مستثنی مفرغ ہوکر ظرف مستقر ہوا مَوْجُوْدَانِ مقدر کا، مَوْجُوْدَانِ مثنی مرفوع بالف اسم مفعول صیغہ تثنیہ مذکر، ضمیر مستتر معرب ـ "ھُمَا" جس میں "ھا" ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلا مبنی برضم راجع بسوئے مبتدا، میم حرف عماد مبنی برفتح، الف علامت تثنیہ مبنی برسکون اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳) لَاحَوْلٌ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ: لا مشابہ بلیس مبنی برسکون، حَوْلٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم لا، اِلَّا بِاللّٰہِ مقدر جس میں اِلَّا حرف استثنا مبنی برسکون، "با" حرف جار مبنی برکسر، اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا، جار مجرور مل کر مستثنی مفرغ ہوکر ظرف مستقر ہوا مَوْجُوْدًا مقدر کا، مَوْجُوْدًا مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب ـــــ "ھُوَ" نائب فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے اسم لا، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، لا مشابہ بلیس اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ واو حرف عطف مبنی برفتح، =

Scanned with CamScanner

قسم پنجم از حروف عاملہ: پنجم حروف ندا، وآں پنج است: یَا وَ أَیَا وهَیَا واَیْ وہمزۂ مفتوحہ، وایں حروف منادیٰ مضاف را نصب کنند چوں: یَا عَبْدَ اللہِ (۱)، ومشابہ مضاف را چوں: یَا طَالِعاً جَبَلاً (۲)،

إلَّا بِاللہِ لیکن عطف المفرد علی المفرد جائز نہیں، کیونکہ ''لا'' اول مشبہ بلیس ہے، اس کی خبر منصوب ہوتی ہے اور ''لا'' ثانی نفی جنس کا اس کی خبر مرفوع ہوگی، اگر لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ ثَابِتَانِ کہیں پھر بھی درست نہیں، ''ثَابِتَیْنِ'' کہیں پھر بھی درست نہیں اور دونوں کی ایک خبر آ نہیں سکتی، کیونکہ اس میں تضاد ہے، لہذا عطف المفرد علی المفرد اس صورت میں درست نہیں۔

۵ اسم اول مبنی بر فتحہ ہو اور ''لا'' نفی جنس کا ہو اور اسم ثانی منصوب منون ہو اور ''لا'' زائدہ تاکید نفی کے لئے ہو اور اس کا عطف ''حَوْل'' کے لفظ پر ہو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً إلَّا بِاللہِ۔

(**پنجم حروف ندا...... الخ**) حروف ندا: حروف عاملہ کی پانچویں قسم حروف ندا ہیں۔ ندا لغت میں آواز دینے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ''کسی کی توجہ کو اس حرف کے ذریعے طلب کرنا جو ''اَدْعُو'' کا قائم مقام ہو''، ملفوظ ہو یا مقدر جیسے: یُوْسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا أی: یَا یُوْسُفُ. حروف ندا پانچ ہیں: یَا، أَیَا، هَیَا، أَیْ، أ. علامہ سیبویہ کے نزدیک مفعول کو ''اَدْعُو'' نصب دیتا ہے اور حروف ندا اس کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ جبکہ مبرد کے قول کے مطابق یہ حروف خود عمل کرتے ہیں اور ان میں ضمیر نکالی جائے گی کیونکہ یہ صرف فعلِ محذوف کے قائم مقام ہیں نہ کہ فعل مع فاعل کے۔ ابو علی فارسی کے نزدیک حروف ندا اسم فعل بمعنی ''اَدْعُو کَذَا'' ہیں۔ مصنف نے یہاں مبرد کے مذہب کو بیان کیا لیکن سیبویہ کا مذہب

= لا برائے نفی جنس مبنی بر سکون قُوَّةَ نکرۂ مفردہ مبنی بر فتح منصوب محلاً اسمِ لا، إلَّا حرف استثناء مبنی بر سکون، ''با'' حرف جار مبنی بر کسر، اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا مَوْجُوْدَةٌ مقدر کا، مَوْجُوْدَةٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسمِ مفعول صیغہ واحد مؤنث، ضمیر مستتر معبر بہ ''ھِیَ'' نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسمِ لا، اسمِ مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ۔

(۱) یَا عَبْدَ اللہِ: اے بندۂ خدا۔ یا حرف ندا مبنی بر سکون قائم مقام اَدْعُو، اَدْعُو مفرد معتل وادی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، عَبْدَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، لفظِ اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر منادیٰ مضاف مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۲) یَا طَالِعًا جَبَلًا: اے پہاڑ پر چڑھنے والے۔ یا حرف ندا مبنی بر سکون قائم مقام اَدْعُو، اَدْعُو مفرد معتل وادی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، طَالِعًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسمِ فاعل، ضمیر مستتر معبر بہ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، جَبَلًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، اسمِ فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر منادیٰ مشابہ بمضاف مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

ونکرۂ غیر معین را، چنانکہ اعمٰی گوید "یَا رَجُلاً خُذْ بِیَدِیْ"(۱) . ومنادیٰ مفرد معرفہ مبنی باشد بر علامتِ رفع چوں: یَازَیْدُ(۲) ویَازَیْدَانِ(۳) ویَامُسْلِمُوْنَ(٤) ویَامُوْسٰی(٥) ویَاقَاضِی(٦) . بدانکہ اگر

مختار ہے۔ حروفِ ندا منادی مفرد معرفہ کو رفع دیتے ہیں، منادیٰ ندا سے قبل ہی معرفہ ہو جیسے: یَازَیْدُ، یَازَیْدَانِ، یازیدون. یا ندا کے بعد جیسے: یَارَجُلُ، یَاجِبَالُ أَوِّبِیْ مَعَهُ وَالطَّیْرِ.

یہاں مفرد مضاف اور شبہ مضاف کے مقابلے میں ہے۔ منادیٰ اگر مضاف یا شبہ مضاف ہو تو اسے نصب دیتے ہیں۔ شبہ مضاف اس اسم کو کہتے ہیں کہ "اس کے بعد ایسی چیز واقع ہوا جو اسے مکمل کردے"۔ مضاف وشبہ مضاف میں عموم ہے، خواہ دونوں معرفہ ہوں جیسے: یَاعَبْدَاللّٰهِ، یَاغُلَامَ رَجُلٍ، یَاطَالِعًاجَبَلاً، یَاالظَّرِیْفَ ظَرِیْفًا.

شبہ مضاف کی چار قسمیں ہیں: ۱- مابعد میں عامل ہو جیسے: یَاطَالِعًا جَبَلاً ۲- معطوف معطوف علیہ کی صورت میں ہو بشرطیکہ اسمِ واحد کی حیثیت رکھے جیسے: یَاثَلَاثَةً وَثَلَاثِیْنَ ۳- موصوف بجملہ ہو یعنی جملہ اس کی صفت واقع

---

(۱) یَا رَجُلاً خُذْ بِیَدِیْ: اے مرد! میرا ہاتھ پکڑ۔ یا حرفِ ندا مبنی برسکون قائم مقام اَدْعُو، اَدْعُو مفرد معتل واوی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معرب "اَنَا" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون، رَجُلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً منادیٰ نکرۂ غیر معین مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ خُذْ امر حاضر معروف مبنی برسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معرب "اَنْتَ" جس میں "اَنْ" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون، "تَ" علامتِ خطاب مبنی برفتح، "با" حرفِ جار زائد مبنی برکسر، یَد غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مجرور تقدیراً منصوب محلاً بنابر مفعولیت "ی" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی برسکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جوابِ ندا۔

(۲) یَازَیْدُ: اے زید۔ یا حرفِ ندا مبنی برسکون قائم مقام اَدْعُو جس کی ترکیب معلوم، زَیْدُ منادیٰ مفرد معرفہ مبنی برضم منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۳) یَازَیْدَانِ: اے دو زید۔ یا حرفِ ندا مبنی برسکون قائم مقام اَدْعُو جس کی ترکیب معلوم، زَیْدَانِ منادیٰ مفرد معرفہ مبنی برالف منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۴) یَامُسْلِمُوْنَ: اے مسلمانو! یا حرفِ ندا مبنی برسکون قائم مقام اَدْعُو جس کی ترکیب معلوم، مُسْلِمُوْنَ منادیٰ مفرد معرفہ مبنی برواؤ منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۵) یَامُوْسٰی: اے موسیٰ۔ یا حرفِ ندا مبنی برسکون قائم مقام اَدْعُو جس کی ترکیب معلوم، مُوْسٰی منادیٰ مفرد معرفہ مبنی برضم مقدر منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(٦) یَاقَاضِیْ: اے قاضی۔ یا حرفِ ندا مبنی برسکون قائم مقام اَدْعُو جس کی ترکیب معلوم، قَاضِیْ منادیٰ مفرد معرفہ مبنی برضم مقدر منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

Scanned with CamScanner

وہمزہ برائے نزدیک است وأیا وھیا برائے دور ویا عام است۔

ہو جیسے: یَا حَلِیْمًا لَا تَعْجَلْ ۴- موصوف بظرف ہو جیسے: اَلَا یَا نَخْلَۃً مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ۔

فائدہ: منادی مبنی علی علامت الرفع کو مفتوح پڑھنے کی آٹھ شرطیں ہیں: ۱- مفرد ہو، ۲- علم ہو، ۳- موصوف ہو، ۴- ابن ابنۃ کے ساتھ موصوف ہو، ۵- ابن وابنۃ مضاف ہو دوسرے علم کی طرف، ۶- ابن وابنۃ موصوف کے ساتھ متصل ہو ۷- بُنُوَّتِ حقیقہ ہو، ۸- اعراب لفظی ہو جیسے:

یَا طَلْحَۃَ بْنَ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَدْ وَجَبَتْ ۔۔۔ لَکَ الْجِنَانُ وَبُوِّئْتَ الْمَھَا الْعِیْنَا

منادی مضاف وشبہ مضاف جیسے: یا عبد اللہ، یا طالعاً جبلاً، نکرہ غیر معین کو بھی نصب دیتے ہیں جیسے کوئی نابینا آدمی کہے: یا رجلاً خُذْ بِیَدِیْ۔

فائدہ: منادی مفرد معرفہ تو مبنی ہے لیکن باقی اقسام جو کہ مضاف کی ہیں وہ معرب ہیں کیونکہ مضاف اخص خواص المعرب ہے۔ منادی مفرد معرفہ اس لئے مبنی ہے کہ یَا زَیْدُ" اُدْعُوكَ" کے معنی میں ہے اور "کاف" اسمی "کاف" حرفی کے ساتھ شبہ وضعی میں مشابہت رکھنے کی وجہ سے مبنی ہے، لہذا جو اس کی جگہ آئیگا وہ بھی مبنی ہوگا۔

فائدہ: حروف ندا کبھی تحسیر (حسرت) کے لئے ہوتے ہیں، اس وقت اسم کی خصوصیت نہیں ہوتی حروف پر بھی داخل ہوتے ہیں جیسے: یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا۔ حروف ندا کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ ضمائر پر داخل نہیں ہوتے۔ صوفیاء کرام جو ورد کرتے ہیں "یا ھو" تو وہ کہتے ہیں کہ جب "ھُوَ" پر "یا" داخل ہوئی تو یہ ضمیریت سے نکل گیا اور باری تعالیٰ کا نام بن گیا، لہذا "یاھو" کہنا درست ہے۔

فائدہ: ندا میں منادی کا موجود ہونا ضروری نہیں بلکہ استحضار ذہنی بھی کافی ہے جیسے: تعدہ میں کہتے ہیں: السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، اسے تنزیل الغائب بمنزلۃ الحاضر سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ ندا کبھی اظہار طلب کے لئے اور کبھی اظہار شوق کے لئے ہوتی ہے۔

"ای" اور ہمزہ مفتوحہ قریب کے لئے، "اَیَا، ھَیَا" بعید کے لئے اور "یا" عام ہے قریب وبعید دونوں کے لئے۔ یا اللہ میں لفظ اللہ کا ہمزہ قطعی ہے، اسے گرانا جائز نہیں بلکہ اثبات ضروری ہے۔ لفظ "فُلَانٌ" اور "فُلَانَۃٌ" اگرچہ علم نہیں لیکن ان پر علم والے احکام (فتحہ وغیرہ) جاری ہوتے ہیں جیسے: یا فلانُ بنَ فلانٍ، یا فُلَانَۃُ بِنْتَ فُلَانَۃَ۔

منادیٰ پر کبھی لام استغاثہ داخل ہوتا ہے: یَا لَزَیْدٍ، جار مجرور متعلق "اُدْعُوْ"، اور کبھی الف استغاثہ آخر میں آتا ہے جیسے: یَا زَیْدَاہ، یہ دونوں کبھی جمع نہیں ہوسکتے۔

Scanned with CamScanner

فصل دوم در حروف عاملہ در فعلِ مضارع: وآں بر دو قسم است: اوّل حروفیکہ فعلِ مضارع را نصب کنند، وآں چہار است: اوّل ''اَنْ'' چوں: اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ(۱). ''اَنْ'' بافعل بمعنی مصدر باشد یعنی اُرِیْدُ قِیَامَکَ (۲). وبدیں سبب اورا مصدریہ گویند۔ دوم: لَنْ چوں: لَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ(۳). ''لَنْ''

(فصل دوم در حروف عاملہ......الخ) یہ فصل ان حروف کے بیان میں ہے جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہیں، اور یہ دو قسم کے حروف ہیں: قسم اول میں وہ حروف ہیں جو فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں اور یہ چار ہیں: اَنْ، لَنْ، کَیْ، اِذَنْ.

اَن: یہ لفظی ومعنوی عمل کرتا ہے، معنوی یہ کہ معنی کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے اور لفظی یہ کہ پانچ صیغوں کو نصب دیتا ہے اور سات سے نون اعرابی گرا دیتا ہے، فعل کو مصدر کے معنی میں بھی کرتا ہے، اسی لیے اسے ''اَنْ'' ناصبہ مصدریہ کہتے ہیں۔ ''اَنْ'' ناصبہ کے دخول کے بعد تنہا فعل مصدر کے معنی میں نہیں ہوتا بلکہ ''اَنْ'' اور فعل دونوں کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر تنہا فعل مصدری معنی میں ہو جائے تو ''اَنْ'' کا دخول اسم پر ہو جائے گا حالانکہ یہ فعل کے خواص سے ہے۔ اسے ''مصدریہ'' اسی لئے کہتے ہیں کہ فعل کے ساتھ مل کر مصدری معنی ہوتا ہے۔

سید شریف جرجانی کا قول ہے کہ ''اَنْ'' ناصبہ اگرچہ فعل مضارع کو مصدر کے معنی میں کرتا ہے لیکن من کل الوجوہ مصدر کے معنی میں نہیں کرتا۔ مطلب یہ ہے کہ فعل مضارع اور باقی افعال میں تین چیزیں ہوتی ہیں: زمانہ، نسبت الی الفاعل، معنی حدثی، اور مصدر میں صرف معنی حدثی ہوتا ہے۔ اب فعل مضارع کو مصدر کے معنی میں کرنے کا یہ معنی نہیں کہ زمانہ اور نسبت الی الفاعل اس سے خارج ہو گئے بلکہ یہ دونوں اب بھی باقی ہیں۔ یہ قاعدہ کہ ''اَنْ'' فعل کو مصدر کی تاویل

---

(۱) اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ: میں تمہارے کھڑا ہونے کو چاہتا ہوں۔ اُرِیْدُ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ ''انا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، اَنْ ناصبہ موصول حرفی مبنی بر سکون، تَقُوْمَ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ ''انتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، ''اَنْ'' موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر تاویلِ مفرد ہو کر مفعول بہ منصوب محلاً، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) اُرِیْدُ قِیَامَکَ: میں تمہارے کھڑا ہونے کو چاہتا ہوں، اُرِیْدُ بترکیب سابق، قِیَام مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مصدر مضاف، کاف ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور باعتبار محل قریب، مرفوع باعتبار محل بعید بنا بر فاعلیت، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) لَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ: ہرگز نہیں نکلے گا زید۔ لَنْ یَخْرُجَ میں لَنْ حرف ناصب مبنی بر سکون، یَخْرُجَ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

برائے تاکید نفی است۔ سوم: "کَیْ" "اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ (۱)۔ چہارم: "اِذَنْ" چوں: اِذَنْ اُکْرِمَكَ (۲) درجواب کسے کہ گوید اَنَا اٰتِیْكَ غَدًا (۳)۔ وبدانکہ "اَنْ" بعد از شش حروف

میں کرتا ہے" نحویین نے اس لئے وضع کیا کہ ان کے قواعد میں نقض پیدا نہ ہو مثلاً: قاعدہ ہے کہ "فاعل ہمیشہ مرفوع اور اسم ہوتا ہے"۔ اگر کبھی فعل فاعل بنے تو تاویل کرتے ہیں جیسے: وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰۤی اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ "مَنَعَ" کا فاعل "اَنْ" نہیں ہوسکتا کہ حرف ہے اور "قَالُوْا" بھی نہیں کہ فعل ہے، لہٰذا وہ کہتے ہیں کہ "اَنْ" نے فعل کو مصدر کی تاویل میں کیا اور مصدر اسم ہوتا ہے ای: مَا مَنَعَ النَّاسَ اِلا قولُهم۔ اسی طرح حروف جارہ کے بارے میں قاعدہ ہے کہ "اسماء پر داخل ہوتے ہیں" تو بِاَنْ یُّؤْمِنُوْا جیسی مثالوں میں اگر کہیں کہ "با" جارہ "اَنْ" پر داخل ہوئی ہے تو صحیح نہیں کہ ایک عامل دوسرے عامل پر داخل ہو اور یہ بھی درست نہیں کہ کہا جائے "یؤمنوا" پر داخل ہے کہ وہ فعل ہے، لہٰذا کہتے ہیں کہ یہ مصدر کی تاویل میں ہے یعنی "بِاِیْمَانِهِمْ" مصدر کی تاویل میں کرنے کا یہی معنی ہے کہ قواعد مسلمہ سالم رہیں ورنہ درحقیقت "اَنْ" فعل کو من کل وجوہ مصدر کے معنی میں نہیں کرسکتا۔

"اَنْ" ناصبہ اس وقت مصدریہ ہوگا جب

❶ مخففہ من المثقلہ نہ ہو، مخففہ من المثقلہ اسے کہتے ہیں جو باب "عَلِمَ یَعْلَمُ" اور اس کے ہم معنی ابواب "حَسِبَ یَحْسَبُ" وغیرہ کے بعد آئے جیسے: عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی، اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗۤ اَحَدٌ۔

(۱) اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ: میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں۔ اَسْلَمْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ کَیْ حرف ناصب مبنی بر سکون، اَدْخُلَ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنَا" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، الجنۃ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) اِذَنْ اُکْرِمَكَ: اس وقت میں تمہاری تعظیم کروں گا۔ اِذَنْ حرف ناصب مبنی بر سکون، اُکْرِمَ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنَا" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، کاف ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) اَنَا اٰتِیْكَ غَدًا: میں کل تمہارے پاس آؤں گا۔ اَنَا ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر سکون، اٰتِیْ فعل مضارع معروف مفرد معتل یائی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنَا" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، کاف ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر فتح، غدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلاً، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

مقدر باشد و فعل مضارع را نصب کند۔ حتّٰی نحو مَرَرْتُ حَتّٰی أَدْخُلَ الْبَلَدَ(۱)، ولام جحد

❷ ''اَنْ'' تفسیر یہ نہ ہو، ''اَنْ'' تفسیر یہ اس کو کہتے ہیں جو''قول'' اورقول کے ہم معنی ندا، عہد وغیرہ کے بعد آتا ہے مثلاً: وَنَادَیْنَاہُ اَنْ یَا اِبْرَاهِیْمُ، وَأَوْحَیْنَا اِلَیْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْیُنِنَا، وَعَهِدْنَا اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّائِفِیْنَ.

❸ ''اَنْ'' زائدہ نہ ہو، ''اَنْ'' زائدہ اسے کہتے ہیں جو''لَمَّا'' اور''اِذَا'' کے بعد آتا ہے جیسے: فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ اَلْقَاهُ عَلٰی وَجْهِهٖ، فَلَمَّا اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا. اور جیسے۔

فَاَمْهِلْهُ حَتّٰی اِذَا اَنْ کَاَنَّهٗ ... مُعَاطِیْ یَدٍ فِیْ لُجَّةِ الْمَاءِ غَامِرُ

شکار میں جلد بازی مت کرو بلکہ اسے موقعہ دو، جب وہ پانی پینے کے لئے پانی میں منہ ڈالے پھر شکار کرو۔ اسی طرح قسم اور''لَوْ'' کے درمیان آتا ہے جیسے۔

اَمَا وَاللّٰهِ اَنْ لَّوْ کُنْتَ حُرًّا ... وَمَا بِالْحُرِّ اَنْتَ وَلَا الْعَتِیْقُ

''قسم بخدا! اگر تم صاحب مرتبہ و آزاد ہوتے تو میں تم سے مقابلہ کرتا، لیکن نہ تو تم صاحب مرتبہ اور آزاد اور نہ ہی آزاد کردہ غلام تو تم سے مقابلے کا کیا فائدہ؟''

❹ شرطیہ نہ ہو مثل: لَایَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْکُمْ.

❺ ''اَنْ'' نافیہ بھی نہ ہو جیسے: اَنْ یُّؤْتٰی اَحَدٌ مِّثْلَ مَا اُوْتِیْتُمْ. بعض اسے نافیہ قرار دیتے ہیں، جب یہ شرائط ہوں تو پھر''اَنْ'' ناصبہ مصدریہ ہوگا۔

فائدہ: ''اَنْ'' ناصبہ کا معمول اس پر مقدم نہیں ہوسکتا'' طَعَامَكَ اُرِیْدُ اَنْ اٰکُلَ '' کہنا درست نہیں۔

دوم ''لن'': امام خلیل کے نزدیک اصل میں''لَا اَنْ'' تھا، ہمزہ کو گرایا''لَانْ'' ہوا، اجتماع ساکنین کی وجہ سے''لا'' کے الف کو گرایا''لَنْ'' بنا۔ بعض اسے مستقل کلمہ مانتے ہیں۔

---

(۱) مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ: میں گزرتا رہا یہاں تک کہ شہر میں داخل ہوگیا۔ مَرَرْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم،''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برضم، حتّٰی حرف جار مبنی بر سکون، اس کے بعد''اَنْ'' موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون، اَدْخُلُ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظا صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبرہ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، اَلْبَلَدَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ،''اَنْ'' موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر تاویل مفرد ہو کر مجرور محلا، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

نحو: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُم(۱)، و"اَوْ" بمعنی اِلیٰ اَن یا اِلَّا اَنْ نحو: لَاَلْزَمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِىْ

لن کی خصوصیات

❶ اس کے معمول کا معمول اس پر مقدم ہوسکتا ہے "لَنْ تَضْرِبَ زَيْدًا" کو "زيدًا لَنْ تَضْرِبَ" پڑھنا جائز ہے۔

❷ یہ تاکید نفی کے لئے آتا ہے نہ کہ تابید نفی کے لئے، جیسا کہ بعض نحوی کہتے ہیں اور تائید میں یہ آیت پیش کرتے ہیں: لَنْ يُخَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الْعَذَابَ، لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُم. کہ عدم تخفیف عذاب اور عدم قبول توبہ میں تابید ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوگا، لہذا "لن" تابید کے لئے آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر چہ یہ آیات کفار کے بارے میں ہیں لیکن "لن" تابید کے لئے نہیں آتا کیونکہ دائمی عذاب للکفار تو دوسری آیات سے بھی ثابت ہے خَالِدِيْنَ فِيْهَا وغیرہ۔ اگر تابید کے لئے ہو تو پھر لَنْ تَرَانِىْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ کے کیا معنی؟ اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: لَنْ تَرَانِىْ آپ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ یہاں "لن" کو تابید کے لئے نہیں مان سکتے کیونکہ آخرت میں عام مؤمنین بھی دیدار خداوندی سے لطف اندوز ہوں گے تو نبی کی خوشیوں کا کیا حال ہوگا؟ اگر کہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں نہیں دیکھ سکتے آخرت میں دیکھ سکتے ہیں تو یہ بھی درست نہیں کیونکہ تابید کہتے ہیں: "لَا نِهَايَةَ لَهٗ" تو اس میں آخرت بھی شامل ہے، لہذا معلوم ہوا کہ "لن" تابید نفی کے لئے نہیں آتا بلکہ تاکید نفی کے لئے آتا ہے۔

---

(۱) مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ: اللہ تعالیٰ تو ایسا نہیں کہ ان کو عذاب دے اور آپ ان میں موجود ہوں۔ ما حرف نفی مبنی بر سکون، کَانَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح (فعل ناقص) صیغہ واحد مذکر غائب، اللہ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم، لام حرف جار زائد مبنی بر کسر (لامِ جحد) اس کے بعد "اَنْ" موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون، يُعَذِّبَ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اللہ، ھُم میں "ھا" ضمیر منصوب متصل ذوالحال مبنی بر ضم راجع بسوئے اہلِ مکہ منصوب محلاً، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، واو حالیہ مبنی بر فتح، اَنْتَ میں "اَنْ" ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر سکون، "تَ" علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فی حرف جار مبنی بر سکون، ھِم میں "ھا" ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر کسر راجع بسوئے اہلِ مکہ، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا "ثَابِتٌ" مقدر کا، ثَابِتٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنْتَ" جس میں "اَنْ" ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، "تَ" علامتِ خطاب مبنی بر فتح، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال منصوب محلاً، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، "اَنْ" موصول حرفی مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر خبر منصوب محلاً، فعلِ ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

حَقِّی(۱)، وواوِ الصرف ولام کَی وفا کہ در جواب شش چیز است: امر ونہی واستفہام ونفی وتمنی وعرض

سوم کَیْ: یہ بھی فعلِ مضارع پر داخل ہوتا ہے اور سبب کے لئے آتا ہے یعنی ماقبل مابعد کے لئے سبب بنتا ہے اور فعلِ مضارع کو نصب دیتا ہے جیسے: اَسْلَمْتُ کَیْ اُدْخَلَ الْجَنَّۃَ. "اُدْخَلَ" کو مضارع مجہول پڑھنا چاہیے کیونکہ اگر معروف پڑھیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دخولِ جنت ہمارے اختیار میں ہے اگرچہ اعمال سبب ہوتے ہیں اور یہاں اسلام دخولِ جنت کا سبب ہے لیکن سببِ حقیقی تو اللہ رب العزت کی ذات ہی ہے ورنہ حقیقتاً اسلام دخولِ جنت کا سبب مؤثر نہیں بلکہ یہ تو اس تک پہنچانے کا راستہ ہے۔ "اَسْلَمْتُ" معلَّل اور "کَیْ اُدْخَلَ الْجَنَّۃَ" تعلیل یا معلِّل ہے "کَیْ" کے عمل کے لئے تین شرائط کا ہونا ضروری ہے:

1. "کَیْ" ناصبہ ہو اسمیہ نہ ہو، اسمیہ اسے کہتے ہیں جو ترکیب میں حال بنے اور "کَیْفَ" کے معنی میں ہو جیسے

کَیْ تَجْنَحُوْنَ اِلَی سِلْمٍ وَمَاثُئِرَتْ   قَتْلَاکُمْ وَلَظَا الْھَیْجَاءِ تَضْطَرِمُ

"کس طرح تم صلح اور جنگ بندی کی طرف مائل ہوتے ہو، ابھی تک میدانِ کارزار گرم ہے اور تمہارے مقتولین کا بدلہ بھی نہیں لیا گیا"۔

2. "کَیْ" جارہ نہ ہو جو کہ "مَا" استفہامیہ، "مَا" مصدریہ اور "اَنْ" مصدریہ پر داخل ہوتا ہے جیسے: کَیْمَہْ.

اِذَا اَنْتَ لَمْ تَنْفَعْ فَضُرَّ فَاِنَّمَا   یُرَجَّی الْفَتیٰ کَیْمَا یَضُرُّ وَیَنْفَعُ

ای: لِضُرٍّ وَنَفْعٍ.

"نوجوان سے نفع کی توقع ہوتی ہے یا نقصان پہنچانے کی، جب تم نفع نہ پہنچا سکے تو نقصان پہنچاؤ"۔

---

(۱) لَاَلْزَمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ: بے شک میں ضرور بالضرور تیرے پیچھے لگا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے میرا حق دے۔ لام برائے تاکید مبنی بر فتح، اَلْزَمَنَّ فعلِ مضارع معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنَا" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، نون ثقیلہ مبنی بر فتح، کاف ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر فتح، اَوْ بمعنی اِلٰی مبنی بر سکون، اس کے بعد "اَنْ" موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون، تُعْطِی فعلِ مضارع معروف مفرد معتل یائی منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنْتَ" جس میں "اَنْ" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون "تَ" علامتِ خطاب مبنی بر فتح، نون برائے وقایہ مبنی بر کسرہ، "یا" ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اول منصوب محلاً مبنی بر سکون، حَق غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرہ موجودہ حرکتِ مناسبت، "یا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، "اَنْ" موصول حرفی مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویلِ مفرد ہو کر مجرور محلاً، جار مجرور مل کر ظرفِ لغو، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور ظرفِ لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

وَأَمْثِلَتُهَا مَشْهُوْرَةٌ(۱).

❸ "کَیْ" ناصبہ محضہ اس وقت بنے گا جب اس پر کوئی حرف جر داخل ہو جیسے: لِکَیْلَا یَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَلَّا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ، لِکَیْلَا یَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْئًا. اس صورت میں "کَیْ" ناصبہ محضہ ہے تعلیلیہ نہیں، کیونکہ اگر یہ تعلیلیہ ہوتا تو اس پر دوسرا حرف تعلیل داخل نہ ہوتا۔ اگر اس پر حرف جر داخل نہ ہو اور اس کے بعد "أَنْ" نہ ہو تو یہ احتمال ہوتا ہے کہ ناصبہ مصدریہ ہو جیسے: أَسْلَمْتُ کَیْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ.

چہارم "إِذَنْ"

اس کو "إِذًا" مع تنوین بھی لکھتے ہیں، اس صورت میں اس کا "نون" تنوینِ منصوب کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے الف سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ مازنی ومبرد کی طرف ایک قول منسوب ہے کہ حالت وقف میں "نون" کے ساتھ ہوگا۔ جمہور کتابت بالالف کے قائل ہیں، رسمِ قرآنی بھی کتابت بالالف کے ساتھ ہے۔ بعض نحاۃ کا قول ہے کہ یہ اسم ہے اور "إِذَنْ أُکْرِمَكَ" دراصل "إِذَا جِئْتَنِیْ أُکْرِمُكَ" تھا، جملے کو حذف کر کے اس کے بدلے تنوین لے آئے تو "إِذًا(إِذَنْ)" ہوا، اور اس کے بعد "أَنْ" مقدر ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حرف ہے یہی اصح اور جمہور کا قول ہے، سید شریف جرجانی نے بھی اسے حروف میں ذکر کیا، اس سے معلوم ہوا کہ حرف ہی ہے۔ یومئذ، حینئذ میں جو "إِذْ" ہے یہ "إِذْ" دوسرا ہے اور "إِذَنْ" الگ ہے، اول اسم ہے جو مضاف الیہ محذوف کا قائم مقام ہے۔ "إِذَنْ" کے عمل کے لئے تین شرطیں ہیں:

❶ مضارع مستقبل پر داخل ہو جیسے: أَنَا آتِیْكَ غَدًا" کے جواب میں "إِذَنْ أُکْرِمَكَ".

❷ ابتداء میں ہو اگر مؤخر ہو تو عمل نہیں کرے گا جیسے: أُکْرِمُكَ إِذَنْ.

❸ اس کا مابعد ماقبل کا معمول نہ ہو، جیسے ۔

لَئِنْ عَادَ لِیْ عَبْدُ الْعَزِیْزِ بِمِثْلِهَا   وَأَمْکَنَنِیْ مِنْهَا إِذًا لَا أُقِیْلُهَا

"اگر عبد العزیز نے دوبارہ وہی بات کی اور مجھے تمنا کرنے کا اختیار دیا تو میں اپنی سابقہ بات سے نہیں ہٹوں گا

---

(۱) أَمْثِلَتُهَا مَشْهُوْرَةٌ: أَمْثِلَةٌ جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً مضاف، "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے امر، نہی وغیرہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، مَشْهُوْرَةٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مؤنث، ضمیر مستتر معبر بـ "ھی" مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

....

بلکہ وہی دہراؤں گا''۔

❷ ''اِذن'' اور اس کے معمول کے درمیان قسم کے علاوہ کسی اور چیز کا فاصلہ نہ ہو، ورنہ عمل نہیں کرے گا جیسے: اِذَنْ اَنَـا اُكرِمُكَ ۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ ''اِذن'' کے بعد والا کلمہ ''اِذن'' کے ماقبل پر اعتماد نہ کرے کیونکہ اس وقت دو عاملوں کا اجتماع لازم آتا ہے کہ اس میں ''اِذن'' بھی عامل ہو اور اس کا ماقبل بھی اور یہ درست نہیں۔

فائدہ: اگر ''واؤ'' اور ''فا'' عاطفہ کے بعد ''اِذن'' ہو تو اس میں دونوں صورتیں جائز ہیں: عمل دینا بھی درست ہے اور ملغیٰ عن العمل بھی صحیح ہے جیسے: وَاِذَنْ لَايَـلْبَثُوْنَ خِلَافَكَ اِلَّاقَلِيْلًا، فَاِذَنْ لَايَاتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا۔ کہ ملغیٰ عن العمل ہے۔

''اَن'' جس طرح لفظوں میں موجود ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اسی طرح کبھی مقدر ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔ ''اَن'' چھ حروف کے بعد مقدر ہوتا ہے:

❶ ''حتیٰ'' کے بعد ''اَن'' مقدر ہوتا ہے بشرطیکہ ''حتیٰ'' ابتدائیہ اور عاطفہ نہ ہو۔ ''حتیٰ'' ابتدائیہ کی مختلف صورتیں ہیں: جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے، جیسے۔

فَـمَـازَالَتِ الْـقَتْلٰى تَمُجُّ دِمَائَهَا ۔۔۔ بِـدَجْلَةَ حَتّٰى مَاءُ دَجْلَةَ اَشْكَل

''سخت جنگ کی وجہ سے مقتولین برابر بڑھتے رہے اور ان کا خون دریائے دجلہ میں پڑتا رہا یہاں تک کہ دجلہ خون آلود ہو گیا''۔

- اسی طرح جو ''حتیٰ'' ''اِذا'' پر داخل ہو وہ بھی ابتدائیہ ہوتا ہے جیسے: حَتّٰى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ.
- کبھی جملہ ماضیہ پر داخل ہوتا ہے جیسے: حَتّٰى عَفَوا وَقَالُوا قَدْ مَسَّ.
- کبھی مضارع پر داخل ہوتا ہے بشرطیکہ وہ مضارع حال یا مؤول حال ہو اور ماقبل مابعد کے لئے سبب اور فضلہ ہو جیسے

يُغْشَـوْنَ حَتّٰـى مَـاتَهِرُّ كِلَابُهُم ۔۔۔ لَايَسْـأَلُـوْنَ عَـنِ السَّوَادِ الْمُقْبِلِ

''لوگوں کی ان کے پاس آمد اس کثرت سے ہوتی ہے کہ ان کے کتے انہیں اجنبی سمجھ کر بھونکتے نہیں اور نہ ہی وہ آنے والوں کے متعلق یہ پوچھتے ہیں کہ کہاں سے آئے اور کون ہیں؟''

''حتیٰ'' جارہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ اسم مفرد پر داخل ہو، اس کی شرط یہ ہے کہ مابعد ماقبل کا جز آخر یا متصل بجز

Scanned with CamScanner

....

آخر ہو جیسے: حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ. ۲- مضارع مستقبل کے معنی میں ہو اس پر "حتی" داخل ہو تو وہ بھی جارہ ہوتا ہے جیسے: وَزُلْزِلُوا حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ، لَنْ نَبْرَأَ عَلَیْہِ عٰکِفِیْنَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰی.

"حتی" جارہ جب مضارع پر داخل ہو تو کبھی "اِلٰی" کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: لَنْ نَبْرَحَ عَلَیْہِ عٰکِفِیْنَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰی ای: اِلٰی اَنْ یَرْجِعَ.

کبھی "کَیْ" تعلیلہ کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: وَلَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ ای: لِاَجْلِ ذٰلِکَ، ھُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا ای: لِاَجْلِ ذٰلِکَ.

کبھی استثنا کے معنی میں ہوتا ہے جیسے

لَیْسَ الْعَطَاءُ مِنَ الْفُضُوْلِ سَمَاحَۃً　　حَتّٰی تَجُوْدَ وَمَا لَدَیْکَ قَلِیْلُ

"سخاوت یہ نہیں کہ تم حاجت سے زائد مال تقسیم کرو بلکہ سخاوت یہ ہے کہ خود تمہارے پاس کم ہو اور تم لوگوں کو دو"۔

وَاللّٰہِ لَا یَذْھَبُ شَیْخِیْ بَاطِلًا　　حَتّٰی اُبِیْرَ مَالِکًا وَکَاھِلًا

"قسم بخدا! میرے والد کا خون رائیگاں نہیں جائے گا اور میں اس وقت تک چین سے نہ بیٹھوں گا جب تک بنو مالک و بنو اسد کو صفحۂ ہستی سے نہ ہٹاؤں"۔

فائدہ: "حتی" کے بعد "اَنْ" کو اس لئے مقدر مانتے ہیں کہ "حتی" حروفِ عاملہ فی الاسماء میں سے ہے کہ اسم کو جر دیتا ہے اور جو اسم میں عامل ہو وہ فعل میں عامل نہیں ہوتا۔

۲ لام جحد یہ کے بعد بھی "اَنْ" مقدر ہوتا ہے۔

فائدہ: لام مکسورہ جو فعلِ مضارع پر داخل ہو کر اسے نصب دیتا ہے چار قسم پر ہے:

۱- لام جحد یہ، یہ "کَانَ یَکُوْنُ" منفی کے بعد آتا ہے اس کا اپنا معنی نفی والا نہیں ہوتا بلکہ نفی والا معنی اس نفی کا ہوتا ہے جو اس سے پہلے ہو۔ اسے جحد یہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ہمیشہ نفی کے بعد ہی آتا ہے، یہ مضارع پر داخل ہوتا ہے اور اس کے بعد "اَنْ" مقدر ہوتا ہے جیسے: مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ ای: وَاَنْ یُعَذِّبَھُمْ. کوفیین لام جحد یہ کو متعلق نہیں کرتے، لہٰذا ترکیب میں کہیں گے "لِیُعَذِّبَھُمْ" تقدیراً منصوب خبر "کان"۔ اور بصریین اس کو متعلق کرتے ہیں اور اس کا متعلق محذوف ہوتا ہے یعنی: مَا کَانَ اللّٰہُ مُرِیْدًا تَعْذِیْبَھُمْ. بصریین کا مذہب راجح ہے۔

Scanned with CamScanner

....

۲-لام ''کی'' کا مشابہہ ایک لام تعلیل ہوتا ہے جو علت بیان کرتا ہے جیسے: لِيَغْفِرَلَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ.

۳-لام عاقبت: جو انجام پر دلالت کرتا ہے، یہ بھی مضارع پر داخل ہوتا ہے اور اس کے بعد بھی ''اَن'' مقدر ہوتا ہے، اس کی پہچان یہ ہے کہ لام معاقبت کے مدخول کا مقتضا ماقبل کی نقیض ہوتا ہے جیسے: فَالْتَقَطَهٗ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا، لام کا مابعد ''عدوا'' نقیض ہے ماقبل التقاط کے لئے کہ انہوں نے اس لئے اٹھایا کہ بیٹا بنائیں گے اور یہ دشمن بن گیا اسی طرح شاعر کا قول

اَلَا يَاسَاكِنَ الْقَصْرِ الْمُعَلّٰى ستُدْفَنُ عَنْ قَرِيْبٍ فِي التُّرَابِ

لَـهٗ مَـلِكٌ يُنَادِي كُلَّ يَوْمٍ لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

''لِلْمَوْتِ'' میں لام کا مابعد ''موت'' نقیض ہے ولادت کے لئے اور ''لِلْخَرَابِ'' میں لام کا مابعد خراب ہونا اور اجڑنا بناو تعمیر کے لئے نقیض ہے۔

۴-لام زائد: جو فعل متعدی کے بعد تقویت فعل کے لئے آتا ہے اسے کسی کے ساتھ متعلق نہیں کرتے جیسے: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ.

ان سب کے بعد ''اَن'' مقدر ہوتا ہے۔

لام جحدیہ کی پہچان

اس کے مدخول کی ضمیر ماقبل نفی کے معمول کی طرف لوٹتی ہے جیسے: ''مَاكَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ'' میں لام کے مدخول کی ضمیر ماقبل نفی کے معمول ''اللہ'' کی طرف راجع ہے۔

③ ''او'' بمعنی ''اِلی اَن'' یا ''اِلا اَن'': اس کا معنی یہ نہیں کہ ''او'' ''اِلی اَن'' یا ''اِلا اَن'' کے مجموعے کے معنی میں ہوتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ''او'' اس ''اِلی'' یا ''اِلا'' کے معنی میں ہوتا ہے جو ''اَن'' مقدرہ پر داخل ہوتے ہیں۔ اگر یہ نہ کہیں تو تکرار ''اَن'' لازم آئے گا کہ ''او'' جو ''اِلی اَن'' کے معنی میں ہو اس کے بعد ''اَن'' مقدر ہوگا، یہ درست نہیں۔

وہ ''او'' جو ''اِلی اَن'' یا ''اِلا اَن'' کے معنی میں ہو اس کے بعد بھی ''اَن'' مقدر ہوتا ہے، جیسے: لَاَلْزَمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّي. ''او'' سے مراد وہ ''او'' ہے جس کا معطوف مصدر مؤول کی صورت میں ہوتا ہے اور اس کا عطف مصدر متوہم پر کیا جاتا ہے جیسے: ''لَاَلْزَمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّي'' میں کہیں گے ''لَيَكُوْنَنَّ لُزُوْمٌ مِنِّي اَوْ اِعْطَاءُ حَقٍّ

Scanned with CamScanner

....

مِنْكَ" اور کبھی مصدر متصید وغیرہ نہیں نکالتے بلکہ ماقبل صریح پر عطف کرتے ہیں "وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا"۔ "یرسل رسولاً" کا عطف "وحياً" پر "أو" کے ذریعے ہوا اور "وحیا" صریح ہے، ترکیبی اعتبار سے تو یہ "أو" عاطفہ ہوگا چاہئے اس کا معطوف علیہ مصدر متوہم ہو یا اسم صریح، لیکن پہلی صورت میں یہ "أو" "إلی" یا "إلا" کے معنی میں ہوگا۔

❹ "واؤ" صرف کے بعد: صرف بمعنی منع کرنا، روکنا "واؤ" صرف اسے کہتے ہیں جس کے مدخول کے اندر اس چیز کے اعادے کی صلاحیت نہ ہو جو کہ معطوف علیہ پر داخل ہو یعنی اپنے ماقبل کی کسی چیز کو اپنے مابعد پر آنے سے روکے جیسے

لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَتَأْتِيَ مِثْلَهُ   عَارٌ عَلَيْكَ إِذَا فَعَلْتَ عَظِيمٌ

"ایسی عادت سے منع مت کرو جسے خود کرتے ہو، بہت شرم کی بات ہے کہ جب آپ خود اسے کریں"۔

واؤ صرف کے مدخول "تأتی" میں اس چیز یعنی لائے نہی کے اعادے کی صلاحیت نہیں جو کہ معطوف علیہ "لا تنہ" میں ہے، ایسا نہیں کہہ سکتے کہ تقدیری عبارت "لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَلَا تَأْتِ مِثْلَهُ" ہے کیونکہ پھر ترجمہ بنے گا کہ "آپ بری عادتوں سے منع بھی نہ کریں اور خود بھی نہ کریں" اور شاعر کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے، بلکہ مقصد یہ ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ آپ بری عادتوں سے دوسروں کو منع کریں اور اخود ان میں مبتلا ہوں۔ لہذا یہ "واؤ" صرف ہے، اس کے بعد "أن" مقدر ہے جس نے فعل مضارع "تأتی" کو نصب دیا ہے۔

[illegible]رح "لَا تَأْكُلِ السَّمَكَ وَتَشْرَبَ اللَّبَنَ" معنی یہ کہ "مچھلی کھانے کے ساتھ دودھ مت پیو"۔ اس میں مذکور [illegible] واؤ [illegible] صرف ہے کہ اپنے ماقبل کے "لا" کو اپنے مابعد "تَشْرَبَ" پر آنے سے روکتی ہے، کیونکہ اگر "لا" مابعد پر بھی [illegible] تو معنی یہ ہوگا کہ "مچھلی نہ کھاؤ اور دودھ نہ پیو"۔ یہ مقصود نہیں بلکہ مقصود مچھلی کے ساتھ دودھ نہ پینا ہے۔

"واؤ" صرف کی دوسری تعریف: جس کے مدخول کا کسی مصدر متصید یا متوہم پر عطف کیا جائے جیسے: يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا، تقدیری عبارت عطف علی المصدر المتصید کے ساتھ "يَا لَيْتَنَا فَلْيَكُنْ مِنْكَ الرَّدُّ وَعَدَمُ التَّكْذِيبِ مِنَّا"۔ "واؤ" کے مدخول "عدم تکذیب" کا عطف مصدر متوہم "الرَّدُّ" پر کیا گیا ہے، یہ "واؤ" ترکیبی اعتبار سے "واؤ" عاطفہ ہوتی ہے، اسی طرح یہ شعر بھی ہے۔

اَلْجُبْنُ وَاجِبٌ فِيْهِ مَلَامَةٌ   إِنَّ السَّلَامَةَ فِيْهِ مِنْ أَعْدَائِهِ

....

عام طور پر امر، نہی، نفی، استفہام اور تمنی کے بعد ''واؤ'' صرف آتی ہے۔

❺ لام ''کَیْ'' کے بعد: وہ لام جو ''کَیْ'' سببیہ کے معنی میں ہو اس کے بعد بھی ''اَنْ'' مقدر ہوتا ہے جیسے: أَسْلَمْتُ لِأَدْخُلَ الْجَنَّةَ أی: لِأَنْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ.

❻ ''فا'' کے بعد: جب ''فا'' چھ چیزوں کے جواب میں آئے تو اس ''فا'' کے بعد ''اَنْ'' مقدر ہوتا ہے اور وہ چھ چیزیں یہ ہیں: امر، نہی، نفی، استفہام، تمنی، عرض۔ ان کے ساتھ ''لولا'' تحضیضیہ بھی ہے، اور دعا کے بعد بھی، تو یہ کل آٹھ بن گئے کہ ان کے بعد ''اَنْ'' مقدر ہوتا ہے۔

- امر کے بعد جیسے: زُرْنِیْ فَأُکْرِمَكَ.
- نہی کے بعد جیسے: لَاتَفْتَرُوا عَلَی اللّٰهِ كَذِباً فَيُسْحِتَكُم بِعَذَابٍ، لَاتَشْتُمْنِي فَأُوْذِيَكَ.
- نفی کے بعد جیسے: لَايُقْضٰى عَلَيْهِم فَيَمُوْتُوا، مَاتَأْتِيْنَا فَتُحَدِّثَنَا.
- استفہام کے بعد جیسے: فَهَلْ لَنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا، أَيْنَ بَيْتُكَ فَأَزُوْرَكَ.
- تمنی کے بعد جیسے: لَيْتَ لِيْ مَالاً فَأُنْفِقَه.
- عرض کے بعد جیسے: أَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْراً.
- لولا کے بعد جیسے: لَوْلَا أَخَّرْتَنِيْ إِلٰى أَجَلٍ قَرِيْبٍ فَأَصَّدَّقَ.
- دعا کے بعد جیسے: رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰى أَمْوَالِهِم وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِم فَلَا يُؤْمِنُوا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيْمَ.

فائدہ: اس ''فا'' کی دو قسمیں ہیں: ۱- عاطفہ محضہ، اس کی شرط یہ ہے کہ اس کا معطوف علیہ اسم صریح ہوتا ہے جیسے

لَوْلَا تَوَقُّعُ مُعْتَرٍّ فَأُرْضِيَه   مَا كُنْتُ أُوْثِرُ أَتْرَابًا عَلٰى تُرَبٍ

''فقیروں کی رضا کے لئے میں سفر کرتا ہوں اور ایسے لوگوں سے ملتا ہوں جو آپس میں ہم عمر ہیں، ورنہ میں اپنے ہم عمر اور اہلِ وطن کو نہ چھوڑتا''۔

۲- عاطفہ سببیہ، اس کا معطوف مصدر مؤول اور معطوف علیہ مصدر متوہم یا مصدر متصید ہوتا ہے جیسے: مَا تَأْتِيْنَا فَتُحَدِّثَنَا أی: مَايَكُوْنُ مِنْكَ إِتْيَانٌ فَتَحْدِيْثٌ مِنَّا.

Scanned with CamScanner

قسم دوم حروفیکہ فعل مضارع را بجزم کنند و آں پنج است: لَمْ ولَمَّا ولام امر ولائے نہی واِن شرطیہ چوں: لَمْ یَنْصُرْ (۱) ولَمَّا یَنْصُرْ (۲) ولِیَنْصُر (۳) ولاتَنْصُرْ (۴) واِنْ تَنْصُر اَنْصُرْ (۵) بدانکہ "اِن" دردو

(قسم دوم حروفیکہ فعل مضارع ......الخ) وہ حروف جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں پانچ ہیں: اِن، لَم، لَمَّا (۶)، لام امر، لائے نہی۔

"اِن" دو کلموں میں عمل کرتا ہے۔ "لم" و "لما" کا لفظی عمل یہ ہے کہ فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں اور نون اعرابی کو گرادیتے ہیں، آخر میں اگر حرف علت آئے تو اسے بھی گرادیتے ہیں جیسے: لَمْ یَضْرِبْ، لَمْ یَضْرِبَا، لَمْ یَرِمْ، لَمَّا یَقْضِ. معنوی عمل یہ کہ فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کردیتے ہیں (۷)۔

لم ولما میں فرق

❶ "لما" کے معنی میں استغراق ہوتا ہے جیسے: لَمَّا یَقْضِ مَا اَمَرَہ، اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جَاھَدُوا مِنْکُم، وَلَمَّا یَاْتِکُمْ مَثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوا مِنْ قَبْلِکُمْ جبکہ "لم" کے معنی میں یہ نہیں

(۱) لَمْ یَنْصُرْ: زید نے مدد نہیں کی۔ لَم حرف جازم مبنی برسکون، یَنْصُرْ فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) لَمَّا یَنْصُرْ: زید نے اب تک مدد نہیں کی۔ لَمَّا حرف جازم مبنی برسکون، یَنْصُرْ بترکیب سابق، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) لِیَنْصُرْ: چاہیے کہ زید مدد کرے۔ لام امر مبنی برکسر، یَنْصُرْ بترکیب سابق، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۴) لاتَنْصُرْ: تو مدد مت کر۔ لا برائے نہی مبنی برسکون، تَنْصُرْ فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر "اَنْتَ" جس میں "اَنْ" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون، "تا" علامت خطاب، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۵) واِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ: اگر تو مدد کرے گا تو میں مدد کروں گا۔ اِنْ شرطیہ مبنی برسکون، تَنْصُرْ فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر بترکیب سابق، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اَنْصُرْ فعل مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر "اَنَا" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ۔

(۶) بعض حضرات کہتے ہیں کہ "لَمَّا" اصل میں "لَمْ" تھا، استغراق کے فائدے کے لئے "ما" کا اضافہ کیا گیا تو "لَمَّا" ہوگیا۔

(۷) جس طرح "قد" اثبات میں تقریب کا فائدہ دیتا ہے، اسی طرح "ما" نفی میں تقریب کا فائدہ دیتا ہے، لہذا "مَاضَرَبَ" کے معنی ہیں "گزشتہ زمانہ قریب میں نہیں مارا" بخلاف "لَمْ" کے کہ وہ زمانہ گزشتہ میں انتفائے فعل پر دلالت کرتا ہے، خواہ زمانہ گزشتہ قریب ہو یا بعید، تو "لَمْ یَضْرِبْ" کے معنی ہیں "گزشتہ زمانے میں نہیں مارا"۔

Scanned with CamScanner

جملہ رود چوں: إِنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ (۱). جملہ اول را شرط گویند وجملۂ دوم را جزا۔ و"إن" برائے مستقبل است اگرچہ در ماضی رود چوں: إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ (۲). وایں جا جزم تقدیری بود زیرا کہ

ہوتا (۳)۔

❷ "لما" کا مدخول متوقع ہوتا ہے اب تک تو نہیں ہوا ہے، امید ہے کہ اب ہو جائے جیسے: لَمَّا يَذُوقُوا الْعَذَابَ.

❸ "لما" کے معمول کو قرینہ کے وقت حذف کرنا جائز ہے بخلاف "لم" کے مثلاً: قَارَبْتُ الْمَدِيْنَةَ وَلَمَّا أَيْ: وَلَمَّا أَدْخُلْهَا. "أدخلها" اس کا معمول ہے جو کہ محذوف ہے۔

فائدہ: ایک "لما" شرطیہ ظرفیہ غیر جازمہ ہوتا ہے جو فعل ماضی پر داخل ہوتا ہے۔ اس کے بعد دو جملوں کا ہونا ضروری ہے، ایک شرط دوسرا جواب لما جیسے: فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ، یہ لَمَّا جملہ شرط کی طرف مضاف ہوتا ہے اور جواب کے لئے مفعول فیہ ہوتا ہے۔ اور ایک "لما" اسماء پر داخل ہوتا ہے جو "إلا" استثنائیہ کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ، وَإِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا.

لام امر بھی فعل مضارع کے معنی کو جزم دیتا ہے اور امر حاضر مجہول کے تمام صیغوں میں، معروف کے غائب اور متکلم کے صیغوں میں آتا ہے لیکن غائب معروف ومجہول میں اکثر اور متکلم کے صیغوں پر کم آتا ہے، حاضر معروف کے صیغوں میں شاذ ونادر ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: "لِتَأْخُذُوا مَصَافَّكُمْ"، اور "قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا" میں ایک قرأت شاذہ میں "فَلْتَفْرَحُوا" ہے۔

قاعدہ: لام امر مکسور ہوتا ہے لیکن "واو، فا، ثم" سے اس کا کسرہ ختم ہو جاتا ہے جیسے: فَلْيَضْحَكُوا قَلِيْلاً وَلْيَبْكُوا كَثِيْراً، ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ.

---

(۱) إِنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ: اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا۔ ترکیب سابق جملہ شرطیہ۔

(۲) إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ: إن شرطیہ مبنی بر سکون، ضَرَبْتَ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر حاضر، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ ضَرَبْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلا صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ۔

(۳) "لَمْ" کے ذریعے جس چیز کی نفی کی جائے کبھی تو وہ انتفاء منقطع ہوتا ہے جیسے: لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُوْرًا أي: ثُمَّ كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ. کبھی نفی متصل بالحال ہوتی ہے جیسے: وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا. کبھی نفی ہمیشہ کے لئے ہوتی ہے جیسے: لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ.

Scanned with CamScanner

ماضی معرب نیست۔ وبدانکہ چوں جزائے شرط جملہ اسمیہ باشد یا امر یا نہی یا دعا ''فا'' در جزا آوردن لازم بود چنانکہ گوئی: اِنْ تَاتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ(۱)، وَاِنْ رَاَیْتَ زَیْدًا فَاَکْرِمْہُ(۲)، وَاِنْ اَتَاکَ

فائدہ: لام امر کو ''قل'' کے بعد حذف کیا جاتا ہے مثلاً: قُلْ لِعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ أی: لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ.

لائے نہی: یہ بھی فعل مضارع کو جزم دیتا ہے چاہے غائب کے صیغے ہوں یا حاضر کے جیسے: فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا.

''اِنْ'' شرطیہ: یہ بھی جوازم میں سے ہے، اس کی تین صورتیں ہیں:

1. اگر شرط و جزا دونوں مضارع ہوں تو دونوں مجزوم ہوں گے جیسے: اِنْ تُکْرِمْنِیْ اُکْرِمْکَ.
2. اگر شرط مضارع اور جزا ماضی ہو تو صرف شرط مجزوم مثلاً: اِنْ تَنْصُرْنِیْ نَصَرْتُکَ.
3. اگر شرط ماضی اور جزا مضارع ہو تو دو صورتیں ہیں: جزا کو مجزوم پڑھیں جیسے: اِنْ نَصَرْتَنِیْ اَنْصُرْکَ یا پھر حرکت دیں جیسے: اِنْ نَصَرْتَنِیْ اَنْصُرُکَ.

---

(۱) اِنْ تَاتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ: اگر تو میرے پاس آئے گا تو تیری عزت کی جائے گی۔ اِنْ شرطیہ مبنی بر سکون، تَاْتِ مفرد معتل یائی مجزوم بحذف لام صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبرہ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تَ'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، نون برائے وقایہ مبنی بر کسر، ''یا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ ''فا'' جزائیہ مبنی بر فتح، اَنْتَ میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تَ'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، مُکْرَمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبرہ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تَ'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا مجزوم محلاً، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ۔

(۲) اِنْ رَاَیْتَ زَیْدًا فَاَکْرِمْہُ: اگر تو زید کو دیکھے تو اس کی تعظیم کرنا۔ اِنْ شرطیہ مبنی بر سکون، رَاَیْتَ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلاً صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبرہ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تَ'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، زَیْدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ ''فا'' جزائیہ مبنی بر فتح، اَکْرِمْہُ فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبرہ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تَ'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، ''ھا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے زید فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا مجزوم محلاً، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ۔

Scanned with CamScanner

عَمْرٌو فَلَا تُهِنْهُ(۱)، وَاِنْ اَكْرَمْتَنِیْ فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا(۲).

''اِنْ'' شرطیہ کی شرائط

''اِنْ'' شرطیہ کی چھ شرطیں ہیں:

❶ ''اِنْ'' کا مدخول یعنی شرط ماضی کے معنی میں نہ ہو "اِنْ كُنْتُ قُلْتُه فَقَدْ عَلِمْتَه" میں تاویل کی جاتی ہے

ای: يَتَبَيَّنَ اَنِّیْ كُنْتُ قُلْتُه.

❷ طلب پر داخل نہ ہو، جیسے: اِنْ اضْرِبْ، اِنْ قُمْ جائز نہیں۔

❸ حرف تنفیس پر داخل نہ ہو جیسے: اِنْ سَتَقُمْ، اِنْ سَوْفَ تَقُمْ.

❹ فعل جامد پر داخل نہ ہو جیسے: اِنْ لَيْسَ، اِنْ عَسٰی.

❺ حرف ''قَدْ'' پر داخل نہ ہو جیسے: اِنْ قَدْ ضَرَبَ .

❻ ''لن'' نافیہ پر داخل نہ ہو جیسے: اِنْ لَنْ تَضْرِبَ.

''لم'' اور ''لا'' پر داخل ہو تو عمل کرتا ہے جیسے: فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ، اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ.

بدانکہ ''اِنْ'' دردو جملہ رود ''اِنْ'' دو جملوں پر داخل ہوتا ہے، پہلا جملہ اکثر فعلیہ اور دوسرا کبھی فعلیہ اور کبھی اسمیہ ہوتا ہے، پہلے کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں: اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ. تمہاری اللہ کی مدد کرنا علت ہے کہ وہ تمہاری مدد کرے گا بالفاظ دیگر شرط کو سبب اور جزا کو مسبب کہتے ہیں۔

فائدہ: ''اِنْ'' مستقبل کے لئے آتا ہے اگر چہ ماضی پر داخل ہو جیسے: اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ، یہاں جزم

---

(۱) اِنْ آتَاكَ عَمْرٌو فَلَا تُهِنْهُ: اگر تیرے پاس عمرو آئے تو اس کی توہین نہ کرنا۔ اِنْ شرطیہ مبنی بر سکون، اَتٰی فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر غائب، کاف ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح، عَمْرٌو مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ ''فا'' جزائیہ مبنی بر فتح، لَا تُهِنْهُ، لا برائے نہی مبنی بر سکون، تُهِنْ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنْتَ" جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، ''تا'' علامت خطاب مبنی بر فتح، ''ها'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے عمرو، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا مجزوم محلا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ۔

(۲) اِنْ اَكْرَمْتَنِیْ فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا: اگر تو میری عزت کرے تو اللہ تجھے جزائے خیر دے۔ اِنْ شرطیہ مبنی بر سکون، اَكْرَمْتَ فعل ماضی معروف مبنی =

Scanned with CamScanner

....

تقدیری ہے (یعنی محلی کے معنی میں ہے) کیونکہ فعل ماضی معرب نہیں مبنی ہے۔

قاعدہ: شرط کے لئے کوئی محل اعراب نہیں ہوتا، جس طرح "اِن" شرطیہ کے مقابلے میں جزا مجزوم ہوتی ہے اسی طرح سات چیزوں کے مقابلے میں مضارع مجزوم ہوتا ہے:

1. امر کے مقابلے میں جیسے: فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ، اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔
2. نہی کے مقابلے میں بشرطیکہ اس پر "اِن" شرطیہ آ سکے جیسے: لَاتَفْعَلِ الشَّرَّ یَکُنْ خَیْراً لَّکَ ای: اِنْ لَمْ تَفْعَلِ الشَّرَّ یَکُنْ خَیْراً لَّکَ۔
3. استفہام کے بعد: هَلْ عِنْدَكَ مَاءٌ اَشْرَبْهُ۔
4. تمنی کے بعد: لَیْتَ لِیْ مَالاً اُنْفِقْهُ۔
5. عرض کے بعد: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَیْراً۔
6. تحضیض کے بعد: لَوْلَا تَاْتِیْنِیْ اُکْرِمْكَ۔
7. دعاء کے بعد: اَبْقَاكَ اللهُ اُرْزُقْ۔

ان مقامات میں مضارع مجزوم ہوتا ہے بشرطیکہ جزا مقصود ہو اور ارادہ سببیت ہو، اگر ایسا نہ ہو تو پھر مضارع یا تو بنا بر صفت یا استیناف یا حالیت کی صورت میں مرفوع ہوگا۔ صفت کی مثال: فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا یَرِثُنِیْ "یرثنی" صفت برائے ولیا۔ استیناف کی مثال: قَالَ رَاَیْتُهُمْ اَرْسُوْا نُزَاوِلُهَا ای: الحرب. حال کی مثال: فَذَرْهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۔

بدانکہ چوں جزائے شرط جملہ اسمیہ باشد یا امر یا نہی یا دعا......الخ۔ جزا جب ان چار چیزوں میں سے ہو تو اس پر "فا" کا لانا ضروری ہے:

1. جملہ اسمیہ جیسے: اِنْ تَاْتِیْنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ، البتہ اگر جزا پر "اِذا" مفاجاتیہ آ جائے تو "فا" نہیں لاتے جیسے: وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ اِذَا هُمْ یَقْنَطُوْنَ۔

= بر سکون مجزوم محلاً صیغہ واحد مذکر حاضر، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح، نون برائے وقایہ مبنی بر کسر "یا" ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ "فا" جزائیہ مبنی بر فتح، جزی فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر مجزوم محلاً صیغہ واحد مذکر غائب، کاف ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اول منصوب محلاً مبنی بر فتح، لفظ اللہ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا مجزوم محلاً، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ۔

Scanned with CamScanner

....

❷ جزاامر ہو جیسے: إِنْ رَأَيْتَ زَيْداً فَأَكْرِمْهُ.

❸ نہی ہو جیسے: إِنْ أَتَاكَ عَمْرٌو فَلَا تُهِنْهُ.

❹ دعا ہو جیسے: إِنْ أَكْرَمْتَنِي فَجَزَاكَ اللهُ خَيْراً.

جزا پر "فا" لانے اور نہ لانے کا مدار شرط کی تاثیر معنوی پر ہے، یعنی جزا کو مستقبل کے معنی میں کرنے پر ہے۔ اگر شرط کی تاثیر معنوی تام ہو کہ جزا کو ماضی سے مستقبل کے معنی میں کرے جیسے: "إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ" تو "فا" کی ضرورت نہیں، کیونکہ شرط و جزا کے ربط کے لئے یہی کافی ہے کہ "اِنْ" نے دونوں کو مستقبل کے معنی میں کر دیا۔

اگر شرط کی تاثیر ناقص ہو جیسے: وہ جزا جس میں مضارع منفی بلا ہو تو اس میں دونوں صورتیں: جزا پر "فا" لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہیں، کیونکہ اس صورت میں شرط کی تاثیر من وجہ ہے اور من وجہ نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ "لا" مطلق نفی کے لئے آتا ہے حال کی نفی ہو یا استقبال کی، کلمہ شرط کے دخول کے بعد مضارع منفی بلا مستقبل کے ساتھ خاص ہو گیا، اس میں حال کا احتمال باقی نہ رہا، لہذا تاثیر پائی گئی تو "فا" کا نہ لانا جائز ہوا، اور اس حیثیت سے کہ زمانہ ماضی سے زمانہ استقبال کی طرف انقلاب نہیں ہوا تو "فا" کا لانا جائز ہے تاکہ شرط و جزا دونوں کے باہمی ربط پر دلالت کرے۔

اگر بالکل تاثیر نہ ہو تو "فا" کا لانا واجب ہے تاکہ شرط و جزا کے ربط پر دلالت کرے۔ جملہ اسمیہ میں شرط کی تاثیر اس لئے نہیں ہوتی کہ اسمیہ کی دلالت زمانہ ماضی پر نہیں ہوتی۔ امر، نہی، دعا میں تاثیر اس لئے نہیں ہوتی کہ وہ کلمہ شرط کے دخول سے پہلے ہی مستقبل کے لئے ہیں۔

Scanned with CamScanner

باب دوم در عمل افعال بدانکہ ہیچ فعل غیر عامل نیست، وافعال در عمل بر دو گونہ است: قسم اول معروف، بدانکہ فعل معروف خواہ لازم باشد یا متعدی فاعل را بر فع کند چوں: قَامَ زَيْدٌ(۱) وَضَرَبَ عَمْرٌو(۲)، وشش اسم را نصب کند: اول مفعول مطلق را چوں: قَامَ زَيْدٌ قِيَاماً(۳) وَضَرَبَ زَيْدٌ ضَرْباً(٤). دوم: مفعول فیہ را چوں: صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ(٥) وَجَلَسْتُ فَوْقَكَ(٦) سوم:

(باب دوم در عمل افعال ......الخ) بقول مصنف کوئی فعل غیر عامل نہیں، ہر فعل عمل کرتا ہے، چاہے متصرف ہو یا غیر متصرف، لیکن بعض نحاۃ اس سے چند مخصوص افعال کو مستثنیٰ کرتے ہیں جیسے: طَالَ، قَلَّ، كَثُرَ جب ان کے ساتھ ''ما'' مصدریہ آجائے تو ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے، اسی طرح بعض کہتے ہیں کہ تاکید عامل نہیں، ضَرَبَ ضَرَبَ زَيْدٌ میں مؤکد عامل ہے تاکید عامل نہیں کیونکہ الفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّمِ، اسی طرح افعال ناقصہ میں سے ''کان'' کئی مقامات پر زائد ہوتا ہے عمل نہیں کرتا۔ تو خلاصہ یہ ہوا کہ بعض افعال چند مخصوص حالات میں عمل نہیں کرتے۔ مولانا اعزاز علی کا مذہب نقل کرتے ہیں کہ قَلَّمَا، كَثُرَمَا میں ''ما'' ہی ان کا فاعل ہے تو پھر یہ غیر عاملہ نہ ہونے کے برابر ہیں اور تنزيلُ الناقص

---

(۱) قَامَ زَيْدٌ: زید کھڑا ہوا۔ قام فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، زَيْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) ضَرَبَ عَمْرٌو: عمرو نے مارا۔ ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، عَمْرٌو مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) قَامَ زَيْدٌ قِيَاماً: زید حقیقتاً کھڑا ہوا۔ قام فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، زَيْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، قِيَاماً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(٤) ضَرَبَ عَمْرٌو ضَرْباً: عمرو نے حقیقتاً مارا۔ ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، عَمْرٌو مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، ضَرْباً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(٥) صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: میں نے جمعے کے دن روزہ رکھا۔ صُمْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، يَوْمَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، الْجُمُعَةِ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(٦) جَلَسْتُ فَوْقَكَ: میں تیرے اوپر بیٹھا۔ جَلَسْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، فَوْقَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، کاف ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

مفعول معہ را چوں: جَاءَ البَرْدُ وَالجُبَّاتِ أی: مَعَ الجُبَّاتِ(۱)۔ چہارم: مفعولِ لہ را چوں: قُمْتُ إِکْرَاماً لِزَیْدٍ(۲) وَضَرَبْتُهُ تَأْدِیْباً (۳) پنجم: حال را چوں: جَاءَ زَیْدٌ رَاکِباً(٤)۔ ششم: تمیز را

بمنزلۃِ المعدومِ کے قبیل سے کہیں گے کہ تمام افعال عاملہ ہیں، غیر عامل کوئی بھی نہیں۔

افعال در اعمال دو گونہ است: عمل کرنے کے اعتبار سے افعال کی دو قسمیں ہیں: فعل معروف، فعل مجہول۔

فعل معروف: جو نسبت قیامیہ پر دلالت کرے۔

فعل مجہول: جو نسبت وقوعیہ پر دلالت کرے۔

افعال کی دو قسمیں ہیں: ۱-تام، ۲-قاصر۔

فعل قاصر اس فعل کو کہتے ہیں جس میں نسبت حدوث فاعل کی طرف اس وقت تک مفید نہ ہو جب تک دوسرا کلمہ ساتھ نہ ملایا جائے اور فعل تام میں نسبت حدوث فاعل کی طرف مفید ہوتی ہے۔

فعل تام کی دو قسمیں ہیں: ۱-لازم، ۲-متعدی۔

فعل لازم اسے کہتے ہیں جو اپنے فاعل پر تام ہو جائے اور مفعول بہ کا تقاضا نہ کرے اگرچہ باقی مفاعیل موجود ہوں۔

---

(۱) جَاءَ البَرْدُ وَالجُبَّاتِ أی: مَعَ الجُبَّاتِ: آیا جاڑا جبّوں کے ساتھ۔ جَاءَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، البَرْدُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، واو بمعنی مع مبنی بر فتح، الجُبَّاتِ جمع مؤنث سالم منصوب بکسرہ مفعول معہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ای حرف تفسیر مبنی بر سکون جاءَ البَرْدُ بقرینہ سابقہ مقدر جس کی ترکیب معلوم، مَعَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، الجُبَّاتِ جمع مؤنث سالم م[illegible]ف الیہ مجرور بکسرہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ ہوا، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مفسِّرہ۔

([illegible]) [illegible]ـتُ إِکْرَاماً لِزَیْدٍ: میں زید کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا۔ قُمْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، إِکْرَاماً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مصدر، لام حرف جار مبنی بر کسر، زید مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، مصدر اپنے ظرف لغو سے مل کر مفعول لہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) ضَرَبْتُهُ تَأْدِیْباً: میں نے اس کو ادب سکھانے کے لئے مارا۔ ضَرَبْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، "ھا" ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے زید، تَأْدِیْباً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول لہ، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۴) جَاءَ زَیْدٌ رَاکِباً: زید آیا سوار ہو کر۔ جَاءَ ہتر کیب معلوم، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ذوالحال، رَاکِباً اسم فاعل، ضمیر مستتر معبر بہ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

وقتیکہ در نسبت فعل بفاعل ابہامے باشد چوں: طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا(۱). اما فعل متعدی مفعول بہ را بنصب کند چوں: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرواً(۲). وایں عمل فعل لازم رانباشد۔

فصل: بدانکہ فاعل اسمیت کہ پیش از وے فعلے باشد مسند بداں اسم بطریق قیام فعل بداں اسم چوں: زَیْدٌ در ضَرَبَ زَیْدٌ.

فعل متعدی اس فعل کو کہتے ہیں جو اپنے فاعل پر تمامیت حاصل نہ کرے بلکہ اسے مفعول بہ کی بھی ضرورت ہو۔ جو حکم افعال کا ہے وہی حکم ان کے مشتقات کا بھی ہے، البتہ ظرف مکان وزمان، اسم آلہ وغیرہ عمل نہیں کرتے۔

بدانکہ فعل معروف خواہ لازم باشد یا متعدی: فعل معروف لازم ہو یا متعدی فاعل کو رفع دیتا ہے اور چھ اسموں کو نصب دیتا ہے لیکن فعل لازم مفعول بہ میں عمل نہیں کرتا باقی تمام مفاعیل میں عمل کرتا ہے، فعل متعدی مفعول بہ کو بھی نصب دیتا ہے۔ وہ اسماء جن کو فعل متعدی نصب دیتا ہے اس شعر میں مذکور ہیں۔

مفاعیل پنجد اگر بیش نوی له مطلق وفیه معه به حال و تمیز

(فصل: بدانکہ فاعل اسمیت......الخ) اس فصل میں فاعل اور ان چھ اسماء کی تفصیل ہے جنہیں فعل لازم ومتعدی نصب دیتے ہیں۔

فاعل: وہ اسم ہے جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو اور اس فعل یا شبہ فعل کی اسناد اسم کی طرف بطور قیام وثبوت کی گئی ہو چاہے وہ فاعل حقیقتاً اسم ہو جیسے: ضربَ اللّٰہُ مثلاً یا حکماً جیسے: اَعْجَبَنِی اَنْ ضَرَبْتَ زَیْداً ای: اَعْجَبَنِی ضَرْبُكَ زیداً. فعل یا شبہ فعل کا اس اسم کی طرف مسند بطریق قیام سے مراد یہ ہے کہ فعلِ معروف کی اس اسم کی طرف نسبت ہو، چاہے فعل کا صدور فاعل سے ہوا ہو یا نہیں جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرواً، طَالَ زَیْدٌ، مَاتَ زَیْدٌ، مَا مَاتَ زَیْدٌ. شبہ فعل سے مراد: اسم فاعل، اسم مفعول، اسم تفضیل، صیغہ مبالغہ، اسم منسوب، مصدر وغیرہ ہیں۔

فائدہ: کلام منفی میں فاعل پر ''مِن'' زائدہ داخل ہوتا ہے تو اس قسم کے فاعل کا اگر کوئی تابع ہو اور وہ فاعل اور اس کا تابع دونوں نکرہ ہوں تو اس میں دو اعراب جائز ہوتے ہیں جیسے: مَاجَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَانَذِيرٍ میں عطف علی

---

(۱) طَابَ زَیْدٌ نَفْساً: زید طبیعت کا اچھا ہے۔ طَابَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، نَفْساً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز نسبت، فعل اپنے فاعل اور تمیز نسبت سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرواً: زید نے عمرو کو مارا۔ ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، عَمْرواً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

ومفعول مطلق مصدریست کہ واقع شود بعد از فعلے وآں مصدر بمعنی آں فعل باشد چوں: ضَرْباً در ضَرَبْتُ ضَرْباًو قِیَاماً در قُمْتُ قِیَاماً.

الاصل کے طور پر ''نذیر'' کو مجرور پڑھنا اور عطف علی المحل کی بنا پر مرفوع پڑھنا بھی جائز ہے۔ اگر تابع معرفہ ہو تو پھر رفع ہی پڑھیں گے جیسے: مَاجَاءَنِیْ مِنْ عَبْدٍ وَلَا زَیْدٌ.

فائدہ: مصدر کے فاعل پر اگر معرفہ کا عطف ہو تو اس میں بھی دو اعراب جائز ہیں۔ کَفٰی یَکْفِیْ کے فاعل پر عموماً ''با'' زائدہ داخل ہوتی ہے جیسے: کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا، کَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیْبًا. اور کبھی ''با'' داخل نہیں ہوتی جیسے: کفی اللہُ المؤمنینَ القتالَ. کلام مثبت میں بھی فاعل پر ''من'' زائدہ آتا ہے۔

(**ومفعول مطلق مصدریست......الخ**) مفعول مطلق: اس مصدر کو کہتے ہیں جو کسی عامل: فعل، شبہ فعل یا مصدر کے بعد واقع ہو اور تضمناً اس عامل کے معنی میں ہو لفظی اعتبار سے یا معنوی اعتبار سے، تضمناً کی قید اس لئے لگائی کہ مصدر اگر چہ اس عامل کے معنی میں ہوگا لیکن عامل کی طرح اس میں بھی نسبت الی الفاعل اور زمانہ نہیں پایا جائے گا بلکہ یہ حدث پر ہی دال رہے گا۔ اس کی دوسری تعبیریوں کی جاتی ہے کہ ''مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو کسی فعل کے بعد واقع ہو اور وہ مصدر اس فعل کے مصدر کے ہم معنی ہو جس کا معنی اس فعل کے ضمن میں مذکور ہے جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا میں ''ضَرْبًا'' مصدر ''ضَرَبْتُ'' کے بعد واقع ہوا اور ''ضَرَبْتُ'' یعنی ''ضَرْب'' کا ہم معنی ہے اور ''ضَرْب'' مصدر کا معنی ''ضَرَبْتُ'' کے ضمن میں موجود ہے۔ مفعول مطلق من لفظہ جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا من غیر لفظہ جیسے: قَعَدْتُ جُلُوْسًا کبھی باب کا فرق ہوتا ہے جیسے: وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا.

فائدہ: مفعول مطلق کبھی مصدر سے بنتا ہے جیسے: العدلُ خروجُہ تحقیقاً او تقدیراً ای: خروجاً محققاً او مقدراً، موصوف صفت مل کر مفعول مطلق برائے خروج مصدر، اسی طرح قرآن مجید میں ہے: فَاِنَّ جَھَنَّمَ جَزَاؤُکُمْ جَزَاءً مَّوْفُوْرًا. '' جزاءً موفوراً '' مفعول مطلق برائے ''جزاء کم'' مصدر۔

جو چیز مصدر کے قائم مقام ہو وہ بھی مفعول مطلق بن سکتی ہے جیسے: ولا تَضُرُّوْہُ شیئاً. ''شَیْئًا'' ''ضُرًّا'' کے قائم مقام ہے اور مفعول مطلق ہے ولا تضروہ کے لئے۔ نیز جو مصدر کے حکم میں ہو وہ بھی مفعول مطلق بن سکتا ہے جیسے: فَلَا تَمِیْلُوْا کُلَّ الْمَیْلِ. ''کُلَّ الْمَیْلِ'' مفعول مطلق ہے ''تمیلوا'' فعل کے لئے، ''کل'' کا اپنا معنی نہیں، لہٰذا یہ مصدر کا حکم رکھتا ہے۔ اسی طرح ''فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمَانِیْنَ جَلْدَۃً'' میں ''جلدۃً'' مفعول مطلق ہے ''فاجلدوا'' فعل کے لئے۔

نوٹ: اسم اشارہ کبھی مصدر کے قائم مقام ہو کر مفعول مطلق بنتا ہے جیسے: اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا ذَاکَ ای: قَوْلًا ذَاکَ. کبھی ضمیر مصدر کے قائم مقام ہو کر مفعول مطلق بنتی ہے جیسے: فَاِنِّیْ اُعَذِّبُہٗ عَذَابًا لَّا اُعَذِّبُہٗ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ

Scanned with CamScanner

ومفعول فیہ اسمیست کہ فعل مذکور در وواقع شود، اوراظرف گویند، وظرف بردوگونہ است: ظرف زمان چوں: یوم در صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ، وظرف مکان چوں: "عِنْدَ" در جَلَسْتُ عِنْدَكَ(۱).

أی: لَا أعَذِّبُ ذٰلِكَ العَذَابَ. "ہ" ضمیر مفعول مطلق ہے "أعذب" فعل کے لئے۔

مفعول مطلق کی تین قسمیں ہیں: ۱- تاکیدی جیسے: ضربتُ ضرباً ۲- نوعی جیسے: جلستُ جِلْسَةَ القاری ۳- عددی جیسے: جلستُ جَلْسَةً.

مصدراوراسم مصدر میں فرق

مصدر اسے کہتے ہیں جو حدوثی معنی پر دلالت کرے اور اس سے اشتقاق بھی ہوتا ہو، اسم مصدر اس کو کہتے ہیں جو حدوثی معنی پر دلالت کرے لیکن اس سے اشتقاق نہ ہو۔

فائدہ: مفعول مطلق اگر تاکید کے لئے ہو تو مصدر مفرد ہوگا جیسے: ضربتُ ضرباً، نوع کے لئے ہو تو بکسر الجیم اور مضاف ہوگا جیسے: جلستُ جِلْسَةَ القاری، عدد کے لئے ہو تو بفتح الجیم ہوگا جیسے: جلستُ جَلْسات.

(ومفعول فیہ اسمیست ......الخ) مفعول فیہ وہ اسم ہے کہ فعل مذکور یعنی حدثی معنی اس میں واقع ہو۔ حدثی معنی اس لئے کہا کہ وہ عام ہے کیونکہ مصدر اور باقی مشتقات اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ وغیرہ سب کے لئے مفعول فیہ آتا ہے، اسے ظرف بھی کہتے ہیں، مفعول فیہ عام ہے چاہے "فی" حرف جر مقدر کے ساتھ ہو یا پھر ظاہر کے ساتھ، لیکن ترکیبی اعتبار سے اصل مفعول فیہ اسے کہتے ہیں جس میں "فی" حرف جر مقدر ہو، اگر حرف جر ظاہر ہو تو نحاۃ اسے مفعول فیہ نہیں مانتے۔ مفعول فیہ کو ظرف کہتے ہیں اور ظرف کی دو قسمیں ہیں: ۱- ظرف زمان ۲- ظرف مکان۔

ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں: ۱- متصرف ۲- غیر متصرف

متصرف: جو غیر ظرفیت کو بھی قبول کرے جیسے: یوم کبھی ظرف بنتا ہے اور کبھی ظرف واقع نہیں ہوتا مثلاً: اَلْيَوْمُ مُبَارَكٌ، يَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمٌ مُبَارَكٌ، ان مثالوں میں مبتدا اور خبر بن رہا ہے جبکہ ظرف کے متعلق قاعدہ ہے کہ "ظروف کبھی مبتدا نہیں بن سکتے" لیکن چونکہ یہ ظرف متصرف ہے اس لئے مبتدا واقع ہوا ہے۔

غیر متصرف: جو ظرفیت کے علاوہ دوسرے معنی کو قبول نہ کریں جیسے: عِنْدَ، قَطُّ، عَوْضُ، قَبْلُ، بَعْدُ وغیرہ، یہ صرف

---

(۱) جَلَسْتُ عِنْدَكَ: میں تمہارے پاس بیٹھا۔ جَلَسْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، عِنْدَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، کاف ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مفعول معہ اسمیت کہ مذکور باشد بعداز واؤ بمعنی "مع" چوں: "وَالجُبّات" در جَاءَ البَرْدُ وَالجُبَّاتِ

أی: مَعَ الجُبَّاتِ.

ظرف بنتے ہیں۔ قطُّ، عَوضُ لازم الظرفیت ہیں اور قبلُ، بَعدُ شبہ لازم الظرفیت ہیں کہ کبھی جر کو قبول کرتے ہیں جیسے: لِلّٰهِ الأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ، مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ العِشَاء.

قاعدہ: "الظرف من حيث أنه ظرف لا يكون مسنداً إليه إلا قليلاً" بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ نصب کی حالت میں رہتے ہوئے ظرف مسند الیہ بنے، بعض تو اس میں تاویل کرتے ہیں مثلاً: لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ میں "بین" "تقطع" کا فاعل ہے اور فاعل مرفوع ہوتا ہے جب کہ یہ نصب کی حالت میں رہتے ہوئے فاعل بن رہا ہے، بعض کہتے ہیں کہ عبارت محذوف ہے: أی: لَقَدْ وَقَعَ التَّقَطُّعُ بَيْنَكُمْ، ظروف کبھی مفعول بہ نہیں بنتے، اسی طرح مصادر "سبحان، معاذ" بھی مفعول بہ نہیں بنتے۔

(مفعول معہ اسمیت ......الخ) مفعول معہ وہ اسم فضلہ ہے جو "واؤ" بمعنی "مع" کے بعد مذکور ہو اور ماقبل معمول کی مصاحبت پر دلالت کرے۔ مفعول معہ میں بجائے "مع" کے "واؤ" اس لئے لاتے ہیں کہ "واؤ" ایک حرفی اور مختصر ہے۔ مفعول معہ کی چھ شرطیں ہیں:

❶ اسم ہو احترازی مثال: لا تأكلِ السمكَ وتشربَ اللبنَ "واؤ" کا مابعد فعل ہے، لہذا یہ مفعول معہ نہیں، تقدیری عبارت: لا يَكُنْ مِنْكَ أكلُ السمكِ وشربُ اللبن.

❷ "واؤ" بمعنی "مع" کے بعد جو اسم ہو وہ اسم فضلہ ہو یعنی کلام کے اجزاء اصلیہ میں نہ ہو ورنہ مفعول معہ نہیں ہوگا جیسے: اِشْتَرَكَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو۔

❸ اسم فضلہ "واؤ" کے بعد ہو، احترازی مثال: جئتُ مع عمرٍو، مضاف مضاف الیہ مل کر ظرف برائے فعل۔

❹ "واؤ" ایسی ہو جو "مع" کے معنی میں ہو، اگر "واؤ" ایسی نہ ہو تو مفعول معہ نہیں ہوگا جیسے: جاء نی زیدٌ و عمروٌ.

❺ جملہ یا شبہ جملہ کے بعد ہو جیسے: كُلُّ رَجُلٍ وَضَيْعَتُهُ "واؤ" مع کے معنی میں ہے، اس کے بعد اسم ہے، لیکن یہ "واؤ" جملہ یا شبہ جملہ کے بعد نہیں، لہذا یہ مفعول معہ نہیں۔

❻ اس جملے میں فعل یا شبہ فعل عامل ہو، احترازی مثال: هذا لَكَ وَأَباكَ.

اتفاقی مثال: جَاءَ البَرْدُ وَالجُبَّاتِ أی: مَعَ الجُبَّاتِ.

نوٹ: صحیح مسلک کے مطابق مفعول معہ کو ماقبل والا فعل بواسطہ "واؤ" نصب دیتا ہے۔

Scanned with CamScanner

ومفعول لہ اسمیت کہ دلالت کند بر چیزے کہ سبب فعل مذکور باشد چوں: إِكْـرَامـاً در قُـمْـتُ إِكْـرَاماً لِزَيْدٍ. وحال اسمیت نکرہ کہ دلالت کند بر ہیئتِ فاعل چوں: "رَاكِباً" در جَاءَ زَيْدٌ رَاكِباً یا بر ہیئتِ مفعول چوں: "مشدوداً" در ضَـرَبْـتُ زَيْـداً مَشْـدُوداً(۱). یا بر ہیئتِ ہر دو چوں:

(ومفعول لہ اسمیت ......الخ) مفعول لہ: "مَافُعِلَ فِعْلٌ مَذْكُورٌ لِأَجْلِهِ أي: لِوُجُوهِ تَحْصِيلِهِ" ہر وہ مصدر جو ماقبل کے سبب کو بیان کرے، بالفاظ دیگر ماقبل فعل اس کی وجہ سے کیا جائے، چاہے اس کے حصول کے لئے کیا جائے جیسے: ضربته تاديباً میں "ضرب" معنی حدثی "ادب" کے حصول کے لئے واقع ہوئی یا پھر وہ فعل اس کے وجود کی وجہ سے کیا جائے جیسے: قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْناً. اس میں قعود عن الحرب "جبن" کے وجود کی وجہ سے واقع ہوا، مصدر کہہ کر احتراز کیا جِئْتُكَ لِلسمنِ والعسلِ جیسی مثالوں سے کہ ان میں "سمن وعسل" ماقبل فعل کی علت بیان کرتے ہیں اور آنا حصول سمن کے لئے ہے لیکن سمن وعسل مصدر نہیں، لہذا یہ مفعول لہ نہیں۔

مفعول لہ اگر مع اللام یا مع الباء یا مع المن ہو تو اس میں کوئی شرط نہیں مثلاً: قُلْ مُوْتُوا بِغَيْظِكُم، يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ، إِنَّ امْرَأَةً دَخَلَتِ النَّارَ فِي هِرَّةٍ، اگر مفعول لہ ان سے خالی ہو تو پھر اس میں چند شرطیں ہیں، اگر ان میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو پھر کوئی حرف آجائے گا، حرف سے مراد لام، فی وغیرہ۔

❶ مفعول لہ اور فعل مذکور (معلل بہ) دونوں کا فاعل ایک ہو جیسے: قُمْتُ إِكْرَاماً لِزَيْدٍ، ضربته تاديباً، اگر فاعل الگ ہو تو کسی حرف کا آنا ضروری ہے، لہذا يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ میں "تَعَفُّفاً" نہیں کہہ سکتے۔

❷ دونوں کا زمانہ بھی ایک ہو، زمانے میں من کل وجوہ دونوں کا زمانہ ایک ہونا ضروری نہیں بلکہ مقارنت زمانی شرط ہے، اگر زمانہ ایک نہ ہو تو پھر حرف آئے گا جیسے: جئتُ لسفرِ غدٍ. أكرَمْتُكَ اليَوْمَ لِوَعْدِي بِذٰلِكَ أمْسِ.

(۱) ضَرَبْتُ زَيْداً مَشْدُوداً: میں نے زید کو باندھ کر مارا۔ ضَرَبْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، زَيْداً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً ذوالحال، مَشْدُوداً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر تعبیرہ "هُوَ" مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

"رَاكِبَيْنِ" در لَقِيتُ زَيْداً رَاكِبَيْنِ(۱) .وفاعل ومفعول راذوالحال گویند،وآں غالباً معرفہ باشد، اگر نکرہ باشد حال رامقدم دارند،چوں:جَاءَ نِي رَاكِباً رَجُلٌ"(۲). وحال جملہ نیز باشد چنانچہ رَأَيْتُ الأَمِيرَ وَهُوَ رَاكِبٌ(۳).

(وحال اسمیست نکرہ......الخ) حال:مَا يُبَيِّنُ هَيْئَةَ الفَاعِلِ أو المفعولِ به أو كِلَيْهِما حقيقةً أو حكماً حال وہ اسم نکرہ ہے جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی ھیئت کو بیان کرے،اس پر چند اشکال بھی وارد ہوتے ہیں،لہذا جامع تعریف یہ ہے کہ "الحالُ ما يُبَيِّنُ الهيئةَ سواءً كانَ ذو الحالِ مبتدأً أو مفعولاً مطلقاً"،فاعل حقیقی سے حال جیسے:جَاءَ نِي زَيْدٌ رَاكِبًا ،مفعول بہ حقیقی سے حال جیسے:ضربتُ زيداً مشدوداً،مفعول بہ حکمی سے حال جیسے:أنْ يأكلَ لحمَ أخيه مَيْتاً، مِلَّةَ إبْرَاهِيمَ حنيفاً،فاعل ومفعول دونوں سے حال جیسے:لقيت زيداً راكِبَيْنِ .

حال کو پہچاننے کی شرائط

❶ حال کے لئے ضروری ہے کہ وہ مشتق کا صیغہ ہو،یہ جمہور کا مسلک ہے، اگر حال جامد ہوتو اس میں تاویل

---

(۱)لَقِيتُ زَيْداً رَاكِبَيْنِ : میں نے زید سے ملاقات کی درآنحالیکہ ہم دونوں سوار تھے۔لَقِيتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا"،ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برضم ذوالحالِ اول،زَيْداً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً ذوالحال دوم،رَاكِبَيْنِ مثنی منصوب بیائے ماقبل مفتوح اسم فاعل صیغہ تثنیہ مذکر، ضمیر مستتر معبر ــــــ "هُمَا"جس میں"هَا"ضمیر مرفوع متصل مرفوع محلاً مبنی برضم راجع بسوئے ذوالحال اول ودوم تغلیباً،میم حرف عماد مبنی برفتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی برسکون،اسم فاعل فاعل سے مل کر حال، ذوالحال اول اپنے حال سے مل کر فاعل مرفوع محلاً ،اور دوم اپنے حال سے مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲)جَاءَ نِي رَاكِبًا رَجُلٌ: میرے پاس ایک مرد سوار ہوکر آیا۔جَاءَ فعل ماضی معروف مبنی برفتح صیغہ واحد مذکر غائب،نون برائے وقایہ مبنی برکسر،رَاكِبًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر،ضمیر مستتر معبر ــــــ "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی برفتح راجع بسوئے ذوالحال مؤخر،اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر حال مقدم،رَجُلٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ذوالحال مؤخر، ذوالحال مؤخر اپنے حال مقدم سے مل کر فاعل،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) رَأَيْتُ الأَمِيرَ وَهُوَ رَاكِبٌ. میں نے امیر کو دیکھا درآنحالیکہ وہ سوار تھا۔رَأَيْتُ بترکیب سابق،الأَمِيرَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً ذوالحال،واو حالیہ مبنی برفتح،هُوَ ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی برفتح راجع بسوئے ذوالحال،رَاكِبٌ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر،ضمیر مستتر معبر ــــــ "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی برفتح راجع بسوئے مبتدا،اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر حال منصوب محلاً ،ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

....

کرتے ہیں جیسے: فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ ای: مُتَفَرِّقِیْنَ، بِعه یداًبید ای: متقابلاً، وَادْخُلُوا رَجُلًا رَجُلًا ای: مُتَرَتِّبِیْنَ، بعض نحاۃ تو اس کا انکار کرتے ہیں کہ حال جامد ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ "جامد حال بن ہی نہیں سکتا"۔ علامہ ابن حاجب کے نزدیک جامد بھی حال بنتا ہے۔

❷ حال نکرہ ہو جیسے: جاء نی زیدٌ راکباً، اگر معرفہ ہو تو تاویل کرتے ہیں جیسے: الحمدُ للہِ وحدَہ ای: منفرداً، أرسَلَهَا العِرَاكَ ای: مُعْتَرِكَةً۔

❸ انتقال ممکن ہو یعنی عام حالات میں اپنے ذوالحال سے الگ ہو سکتا ہو جیسے: جاء نی زیدٌ راکباً۔

❹ ذوالحال نکرہ محضہ نہ ہو۔

قاعدہ: جب ذوالحال نکرہ ہو تو درج ذیل صورتوں میں سے کسی ایک کا ہونا ضروری ہے:

❶ حال کی تقدیم تاکہ اس حالت میں صفت موصوف سے التباس لازم نہ آئے، لہٰذا رأیتُ رجلاً راکباً کے بجائے رأیتُ راکباً رجلاً کہیں گے اور باقی حالات رفعی وغیرہ میں طرداً للباب اسے مقدم رکھیں گے۔

❷ تخصیص بالصفۃ جیسے: وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللهِ مُصَدِّقًا۔

❸ تخصیص بالاضافت جیسے: فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ۔

❹ نفی یا استفہام کے بعد ہو جیسے: وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ، وَلَا يَبْغِ امْرُءٌ عَلٰى امْرِئٍ مُسْتَهِلًا، هَلْ ضَرَبَ رَجُلٌ قَائِمًا۔

❺ حال جملہ مقترن بالواو ہو جیسے: اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا۔

اگر ذوالحال نکرہ مجرور ہو تو پھر تقدیم الحال علی ذی الحال ضروری نہیں۔

جب جملہ حال بنے تو اس کے لئے تین شرطیں ہیں:

❶ حال میں کوئی رابط موجود ہو جو ذوالحال کی طرف راجع ہو۔

❷ حال جملہ خبریہ ہو، اگر انشائیہ ہو تو جمہور اس میں تاویل کرتے ہیں۔

❸ ابتداء میں حرف سین وسوف نہ ہو۔

حال کی اقسام

حال کی دس قسمیں ہیں:

Scanned with CamScanner

....

❶ الحَالُ المُنتَقِلَۃ: مَایَنتَقِلُ عَن صَاحِبِهَا. جو اپنے ذوالحال سے جدا ہو سکے جیسے: جاء نی زیدٌ راکباً، فخرج منها خائفاً، رکوبیت اور خوف ہمیشہ نہیں رہتا۔

❷ الحَالُ الدَّائِمَۃ: مَا لَا یَنفَكُّ عَن صَاحِبِهَا جو اپنے ذوالحال سے جدا نہ ہو سکے جیسے: وکفی باللّٰہ شهیداً، وکفی باللّٰہ وکیلاً۔

❸ الحَالُ المُقَدَّرَۃ: مَالَا یَکُونُ وُجُودُہ بِالفِعلِ بَل یُقَدَّرُ وُجُودہ بَعدَ زَمَانِ المُتَکَلِّمِ. جس کا وجود مقدر ہو جیسے: فَادخُلُوا أَبوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِینَ فِیهَا أی: فَادخُلُوا حَالَ کَونِکُم مُقَدِّرِینَ الخُلُودَ فِیهَا.

❹ الحَالُ المُتَرَادِفَۃ: أَن یَقَعَ حَالَانِ أَو أَکثَرَ مِن ذِی الحَالِ الوَاحِدِ. ایک ذوالحال سے دو یا دو سے زیادہ حال واقع ہوں جیسے: فَخَرَجَ مِنهَا خَائِفًا یَتَرَقَّبُ. ''خرج'' کی ضمیر سے ''خائفاً'' اور ''یترقب'' دونوں حال ہیں، اسی طرح: وَمِنَ النَّاسِ مَن یَقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالیَومِ الاٰخِرِ وَمَا هُم بِمُؤمِنِینَ، ''بمؤمنین'' اور'' یخدعون اللّٰہ'' دونوں ''یقول'' کی ضمیر سے حال ہیں۔

❺ الحال المتداخله: وَهُوَ أَن یَقَعَ حَالٌ عَن حَالٍ أُخرَیٰ. ایک حال سے دوسرا حال واقع ہو جیسے مثال مذکور میں ہی یہ احتمال بھی ہے کہ '' خائفاً'' ''خرج'' کی ضمیر سے حال ہو اور'' یترقب'' ''خائفاً'' کی ضمیر سے۔

❻ الحَالُ المُوَطِّئَۃ: وَهُوَ أَن یَکُونَ الحَالُ جَامِدًا أَو مَوصُوفًا بِمُشتَقٍّ أَو بِمَعنَاہ. حال جامد ہو اور مشتق یا معنی مشتق کے لئے موصوف واقع ہو جیسے: فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا، إِنَّا أَنزَلنَاہ قُرآنًا عَرَبِیًّا. بشرطیکہ '' قرآناً'' جامد ہو، ویسے تو حال مشتق کا صیغہ ہوتا ہے لیکن صفت مشبہ نے جامد کو حال بنایا،'' عربیاً'' مشتق کے حکم میں ہے کیونکہ یہ اسم منسوب ہے اور اسم منسوب مشتق کے حکم میں ہوتا ہے۔

❼ الحَالُ المُؤَکِّدَۃُ لِعَامِلِ ذِی الحَالِ. وہ حال جو اپنے ذوالحال کے عامل کی تاکید کے لئے لایا گیا ہو جیسے: فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِن قَولِهَا، ''ضحک'' حال مؤکدہ ہے کہ ذوالحال کے عامل کی تاکید کر رہا ہے، اس لئے کہ ''تبسم''،'' ضحک'' ہی ہے، اسی طرح: لَا تَعثَوا فِی الأَرضِ مُفسِدِینَ، ''عصیان'' فساد ہی ہے لیکن ''مفسدین'' اس کی تاکید کر رہا ہے۔

❽ الحَالُ المُؤَکِّدَۃُ لِصَاحِبِهَا. جو اپنے ذوالحال کی تاکید کرے جیسے: وَلَو شَاءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَن فِی الأَرضِ کُلُّهُم جَمِیعًا، ''کلهم'' ذوالحال جمیعاً حال ہے اور ''جمیعاً'' اپنے ذوالحال کی تاکید کے لئے ہے کہ دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔

Scanned with CamScanner

وتمیز اسمیت کہ رفع ابہام کند از عدد چوں: عِندِی اَحَدَ عَشَرَ دِرهَماً یا از وزن چوں: عِندِی رِطلٌ زَیتاً(۱) یا از کَیل چوں: عِندِی قَفِیزَانِ بُرًّا(۲) یا از مساحت چوں: مَافِی السَّمَاءِ قَدرُ

۹ الحَالُ المُؤَكِّدَة لِمَضمُونِ الجُملَة: جومضمون جملہ کی تاکید کرے جیسے: زَیدٌ اَبُوه عَطُوفًا.

قواعد للحال

جب حال جملہ بنے یا تو جملہ اسمیہ ہوگا یا فعلیہ، اگر اسمیہ ہو تو اس میں "واو" اور ضمیر دونوں رابط ہو سکتے ہیں جیسے: لَا تَقرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنتُم سُكَارٰى. کبھی صرف "واو" رابط ہوتی ہے جیسے: لَئِن اَكَلَهُ الذِّئبُ وَنَحنُ عُصبَةٌ. کبھی صرف ضمیر جیسے: وَتَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللّٰهِ وُجُوهُهُم مُسوَدَّةٌ.

اگر حال جملہ فعلیہ ہو تو پھر فعل مضارع ہوگا یا فعل ماضی، اگر فعل مضارع ہو تو پھر مثبت ہوگا یا منفی، اگر حال جملہ فعلیہ مضارع مثبت ہو تو رابط ضمیر ہوگی جیسے: وَلَا تَمنُن تَستَكثِر. يَمُدُّهُم فِى طُغيَانِهِم يَعمَهُون. اگر کہیں "واو" آئے تو تاویل کریں گے جیسے: لِمَ تُؤذُونَنِى وَقَد تَعلَمُونَ اَنِّى رَسُولُ اللّٰهِ اِلَيكُم اى: وَاَنتُم قَد تَعلَمُونَ. اگر حال جملہ فعلیہ مضارع منفی ہو تو اس میں رابط کبھی "واو" اور ضمیر دونوں ہوں گے جیسے: فَاستَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعلَمُونَ. کبھی صرف ضمیر ہوگی جیسے: وَمَالَنَا لَا نُؤمِنُ بِاللّٰهِ. کبھی صرف "واو" ہوگی جیسے: جَاءَنِى زَيدٌ وَلَا يَتَكَلَّمُ عَمرٌو.

اگر حال جملہ فعلیہ ماضی مثبت ہو تو رابط ضمیر ہوتی ہے جیسے: اَو جَاءُوكُم حَصِرَت صُدُورُهُم. بصریین اس میں "قد" کو مقدر مانتے ہیں اور تقدیر یوں نکالتے ہیں: "قَد حَصِرَت" جب کہ کوفیین کے نزدیک "قد" ضروری نہیں، رابط صرف "واو" ہو جیسے: قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُونُ لِى غُلَامٌ وَقَد بَلَغَنِىَ الكِبَرُ. رابط ضمیر اور "واو" دونوں ہوں جیسے: جَاءَنِى زَيدٌ وَقَد تَكَلَّمَ. اسی طرح "کافیہ" میں ہے فَانقَلَبُوا بِنِعمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَفَضلٍ لَم يَمسَسهُم سُوءٌ. رابط صرف "واو" ہو جیسے: جَاءَنِى زَيدٌ وَلَم يَتَكَلَّم عَمرٌو.

---

(۱) عِندِی رِطلٌ زَیتًا: میرے پاس روغن زیتون ایک رطل ہے۔ عِندَ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً، کسرۂ موجودہ حرکتِ مناسبت، "یا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثابت مقدر کا، ثابت مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر ــــ "ھو" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، رطل مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ممیز، زیتاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) عِندِی قَفِیزَانِ بُرًّا: میرے پاس چھیاسی سیر چھٹانک دو روپے بھر گندم ہے۔ عِندَ ترکیب سابق مفعول فیہ ہوا ثابتان مقدر کا، ثابتانِ مثنی =

رَاحَةٍ سَحَاباً(۱).

(وتمیز اسمیت......الخ) تمیز اس اسم فضلہ کو کہتے ہیں جو اسم کے ابہام یا نسبت کے اجمال کو دور کرے، اس کی کئی صورتیں ہیں:

❶ تمیز من العدد: جو عدد یعنی معدود سے ابہام کو دور کرے۔

عدد اس حرف کو کہتے ہیں کہ جس کے طرفین کو جمع کیا جائے تو وہ ان کا نصف ہو مثلاً: تین ایک عدد ہے اس کے ایک طرف دو اور دوسری طرف چار ہے دونوں کا مجموعہ چھ ہے اور تین ان کا نصف ہے، واحد، اِثنان کے لئے کوئی تمیز نہیں، باقی جتنے بھی اعداد ہیں ان کی تین قسمیں ہیں: ادنی، اوسط، اعلی۔

ادنی: جو تین سے دس تک بشمول دس، ان کی تمیز جمع مجرور بنا بر اضافت آئے گی اور عدد و معدود کا تذکیر و تانیث میں اختلاف ہوگا جیسے: ثلاث ليالٍ سوياً، سبعة عوامل.

اوسط: گیارہ سے لے کر ننانوے تک، ان کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے اور عدد کا پہلا حصہ اور معدود تذکیر و تانیث میں مختلف ہوتے ہیں لیکن ہر دہائی کے بعد جو دو عدد ہوں ان کے دونوں جز معدود کے موافق ہوتے ہیں جیسے: إثنا عشرَ نقيباً إثنتا عشرةَ عيناً، أحدَ عشرَ كوكباً.

اعلی: سو، دوسو، ہزار وغیرہ، ان کی تمیز مفرد مجرور ہوتی ہے جیسے: بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ، لِأَنَّ الْعَوَامِلَ فِي النَّحْوِ مِائَةُ عَامِلٍ۔

تمیز از عدد بر سہ نمط داں　　از سہ تا دہ ہمہ مجموع و مجرور

ازاں تا نہ نود منصوب و مفرد　　ازاں بر تر ہمہ فرد است و مجرور

❷ تمیز من المقادیر: اس کی تین صورتیں ہیں:

۱- وزن سے تمیز جیسے: عِنْدِيْ رِطْلٌ زَيْتاً ۲- کیل سے تمیز جیسے: عِنْدِيْ قَفِيْزَانِ بُرًّا، ۳- مساحت سے تمیز

=مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مذکر، ضمیر مستتر معبر بــــ "هُمَا" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامت تثنیہ مبنی بر سکون اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، قَفِيْزَانِ مثنیٰ مرفوع بالف ممیز، بُرًّا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۱) مَافِي السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَاباً: آسمان میں ہتھیلی برابر بادل نہیں: مَا مشبہ بلیس مبنی بر سکون ملغیٰ عن العمل بوجہ تقدم خبر، فی حرف جار مبنی بر سکون، السَّمَاءِ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا ثَابِتٌ مقدر کا، ثَابِتٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بــــ "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم، قَدْرُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، رَاحَةٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ممیز، سَحَاباً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

....

جیسے: مَافِی السَّمَاءِ قَدرُ رَاحَةٍ سَحَابًا، "ما" نافیہ، "فی السماء" جار مجرور ظرف مستقر برائے "ثبت" فعل، "قدر راحة" "ممیز"، "سحابا" تمیز، ممیز تمیز فاعل برائے "ثبت"، جملہ ظرفیہ۔

❸ تمیز از شبہ مقادیر: شبہ مساحت ووزن جیسے: عَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زَبْدًا۔ "زبداً" تمیز برائے "مثلها"، اسی طرح فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَه۔ "خیرا" اور دوسری آیت میں "شرا" دونوں تمیز ہیں "مثقال ذرة" سے۔

فائدہ: عدد، وزن، کیل اور مساحت سے معدود، موزون، مکیل اور ممسوح مراد ہیں، کیونکہ تمیز رفع ابہام کے لئے آتی ہے اور ابہام عدد، وزن، کیل اور مساحت میں نہیں ہوتا بلکہ معدود وموزون وغیرہ میں ہوتا ہے مثلاً: أَحَدَ عَشَرَ میں کوئی ابہام نہیں، بلکہ یہ ایک عدد ہے جو دس اور بارہ کے درمیانی مرتبے کا نام ہے، اس کا معدود باعتبارِ جنس مبہم ہے، معلوم نہیں کہ از قبیلِ کتاب ہے یا قلم وغیرہ۔ اسی طرح وزن، کیل وغیرہ بھی ہیں کہ جنسِ موزون، جنسِ مکیل اور جنسِ ممسوح میں ابہام ہوتا ہے۔

جو تمیز نسبت کے ابہام کو دور کرے اس کی بھی کئی صورتیں ہیں:

❶ مُحَوَّل عن الفاعل ہو جیسے اِشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا.

❷ مُحَوَّل عن المفعول ہو جیسے: وَفَجَّرْنَا الأَرْضَ عُيُوْنًا.

❸ مُحَوَّل عن المبتدا ہو جیسے: أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا أی: مَالِيْ أَكْثَرُ مِنْ مَالِكَ.

❹ غیر مُحَوَّل جیسے: لِلّٰهِ دَرُّه فَارِسًا.

الفرق بین الحال والتمیز

❶ حال ظرف اور جملہ بنتا ہے لیکن تمیز اس طرح نہیں ہوتی۔

❷ کبھی حال پر ذوالحال کا معنی موقوف ہوتا ہے، تمیز پر عام حالات میں ممیز کا معنی موقوف نہیں ہوتا۔

❸ حال مشتق کا صیغہ ہوتا ہے لیکن تمیز میں اصل جامد ہونا ہے۔

❹ حال عام حالات میں تاکید کے لئے آسکتا ہے جیسا کہ گزر چکا لیکن تمیز میں ایسا بہت کم ہوتا ہے۔

❺ حال کو ذوالحال پر مقدم کر سکتے ہیں بخلاف تمیز کے۔

❻ حال عام طور پر ہیئت بیان کرتا ہے اور تمیز ذات پر دال ہوتی ہے۔

❼ حال متعدد بھی ہوتا ہے، تمیز متعدد نہیں ہوتی۔

Scanned with CamScanner

ومفعول بہ اسمیست کہ فعلِ فاعل بروواقع شود چوں: ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرواً. بدانکہ ایں ہمہ منصوبات بعدازتمامی جملہ باشند، وجملہ بفعل وفاعل تمام شود، وبدیں سبب گویند "اَلْمَنْصُوبُ فَضْلَةٌ".

فصل بدانکہ فاعل بردوقسم است: مظہر چوں: ضَرَبَ زَيْدٌ ومضمر بارز چوں ضَرَبْتُ. ومضمر مستتر یعنی پوشیدہ چوں: زَيْدٌ ضَرَبَ کہ فاعلِ ضَرَبَ "هُوَ" است در ضَرَبَ مستتر۔ بدانکہ چوں فاعل مؤنثِ حقیقی باشد یاضمیر مؤنث علامت تانیث درفعل لازم باشد چوں: قَامَتْ هِنْدٌ وَ هِنْدٌ قَامَتْ أی: هِيَ. ودرمظہر مؤنث غیر حقیقی ودرمظہرِ جمع تکسیر دووجہ روا باشد چوں: طَلَعَ الشَّمْسُ وَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَقَالَ الرِّجَالُ وَقَالَتِ الرِّجَالُ.

(ومفعول بہ اسمیست ......الخ) وہ اسم فضلہ ہے جس پر تمامیت فعل کے بعد فاعل کا فعل واقع ہو، فعل کے واقع ہونے سے مراد تعلق ہے کہ فعل کا اس سے تعلق ہو مثلاً: إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں ہماری عبادت اللہ رب العزت کے ساتھ متعلق ہوتی ہے نہ کہ واقع ہوتی ہے۔

(فصل بدانکہ فاعل......الخ) فاعل کی دو قسمیں ہیں: ۱- فاعل مظہر ۲- فاعل مضمر

فاعل مظہر: اس فاعل کو کہتے ہیں جو اسم ظاہر ہو اور لفظوں میں موجود ہو جیسے: ضرب زيدٌ عمرواً. ضمائر کے علاوہ سب اسم ظاہر ہیں۔

فاعل مضمر: اس کی دو قسمیں ہیں: ۱- بارز ۲- مستتر

بارز: مَايُتَلَفَّظُ بِهٖ. جیسے: "تُ" ضربتُ وغیرہ میں کہ اس پر تلفظ ہو رہا ہے۔

مستتر: مَالَايُتَلَفَّظُ بِهٖ جیسے: ضرب اس میں فاعل ضمیر غائب معبّر بہ "هُوَ" ہے جس پر تلفظ نہیں ہوتا۔

بدانکہ چوں فاعل مؤنث حقیقی باشد: فاعل کے قواعد کا بیان ہے کہ کب فعل مذکر لائیں گے اور کب مؤنث؟ اگر فاعل مؤنث حقیقی ازنوعِ انسان ہو اور فعل وفاعل کے درمیان فاصلہ نہ ہو یا فاعل ضمیر کی صورت میں ہو اور مؤنث حقیقی کی طرف راجع ہو تو ان دونوں صورتوں میں فعل کو مؤنث لانا ضروری ہے بشرطیکہ "اِلّا" کے علاوہ کسی اور چیز سے فاصلہ نہ ہو، اگر "اِلّا" کے علاوہ کسی اور چیز سے فاصلہ ہو تو پھر فعل کو مذکر و مؤنث دونوں لا سکتے ہیں۔ پہلی صورت میں "نوعِ انسان" کی قید اس لئے لگائی کہ اہلِ عرب کہتے ہیں "سَارَ النَّاقَةُ" حالانکہ "النَّاقَةُ" مؤنثِ حقیقی ہے، فعل کو مؤنث لانا واجب تھا، لیکن چونکہ یہ مؤنثِ حقیقی ازنوعِ انسان نہیں اس لئے تذکیر فعل بھی درست ہے۔

Scanned with CamScanner

قسم دوم: بدانکه فعل مجہول بجائے فاعل مفعول بہ را رفع کند، وباقی مفعولات را بنصب کند چوں: ضُرِبَ زَیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِیْرِ ضَرْباً شَدِیْداً فِی دَارِہٖ تَادِیْباً وَالْخَشَبَةَ(۱)فعل

فاعل مؤنث حقیقی ہو جیسے: قَامَتْ هِنْدٌ، ضمیر کی مثال: هِنْدٌ قَامَتْ، "اِلَّا" کے علاوہ فاصلہ ہو جیسے: قَامَتْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَنَا هِنْدٌ، فعل "قامت" اور اس کے فاعل "هند" کے درمیان "یوم الجمعة أمامنا" کے ذریعے فصل ہے، لہذا جس طرح فعل کو مؤنث لایا ہے مذکر بھی لا سکتے ہیں: قَامَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَنَا هِنْدٌ.

اگر فاصلہ "اِلَّا" کے ذریعے ہو تو فعل فاعل کے مطابق لایا جائے گا یعنی فاعل مذکر کے لئے فعل مذکر اور فاعل مؤنث کے لئے فعل مؤنث۔ اگر فاعل اسم ظاہر مؤنث غیر حقیقی یعنی مؤنث سماعی یا جمع تکسیر ہو یا درمیان میں فاصلہ ہو تو ان تینوں صورتوں میں فعل کو مذکر و مؤنث دونوں لا سکتے ہیں۔ مؤنث غیر حقیقی جیسے: طَلَعَ الشَّمْسُ اور طَلَعَتِ الشَّمْسُ، جمع مکسر جیسے: قالَ الرجالُ اور قالتِ الرجالُ، قالَ نسوةٌ فی المدینةِ، "نسوة" مؤنث ہے لیکن پھر بھی فعل مذکر ہے کیونکہ فاعل جمع مکسر ہے، فاصلہ کی مثال: واخذَ الذینَ ظلموا الصَّیْحَةُ اور دوسری جگہ ہے "واخذتِ الذین ظلموا الصیحةُ، اسی طرح قَدْ کَانَ لَکُمْ اٰیَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا، پہلی دونوں مثالوں میں " الذین ظلموا" سے اور تیسری مثال میں "لکم" کے ذریعے فعل اور فاعل کے درمیان فصل لایا گیا ہے۔

اگر فاعل ایسی ضمیر ہو جو جمع تکسیر کی طرف لوٹے تو اگر جمع تکسیر برائے عاقل ہو تو فعل کی تذکیر بضمیر "واؤ" بھی جائز ہے جیسے: "الرِّجَالُ قَامُوا" اور تانیث بھی بضمیر واحد مؤنث جیسے: الرِّجَالُ قَامَتْ. اگر جمع تکسیر غیر عاقل کی ہے تو فعل کی تانیث بضمیر واحد مؤنث اور جمع مؤنث دونوں جائز ہیں جیسے: الأَیَّامُ مَضَتْ اور الأَیَّامُ مَضَیْنَ. اگر فاعل مؤنثِ لفظی ایسا اسم ہو جس کا اطلاق نر و مادہ دونوں پر ہوتا ہو تو اس صورت میں فعل کی تذکیر و تانیث دونوں جائز ہیں قَالَتْ نَمْلَةٌ بھی کہہ سکتے ہیں اور قَالَ نَمْلَةٌ بھی۔

(قسم دوم: بدانکہ فعل مجہول......الخ) فعل مجہول: وہ فعل جو فاعل کے بجائے مفعول یعنی نائب فاعل کو رفع دے اور باقی مفاعیل کو نصب دے جیسے: ضُرِبَ زیدٌ یومَ الجمعةِ امامَ الأمیرِ ضرباًشدیداًفی دارہ تادیباًوالخشبةَ. کیونکہ فاعل کو حذف کر کے مفعول بہ کو اس کا قائم مقام بناتے ہیں تو مفعول بہ اپنے اصل یعنی فاعل کا اعراب لے لے گا، اگر

(۱) ضُرِبَ زَیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِیْرِ ضَرْباً شَدِیْداً فِی دَارِہٖ تَادِیْباً وَالْخَشَبَةَ: زید کے سر پر شدید مار پڑی لکڑی سے جمعے کے دن امیر کے سامنے، امیر کے گھر میں ادب سکھانے کے لئے۔ ضُرِبَ فعل ماضی مجہول مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً نائب فاعل، یَوْمَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، الْجُمُعَةِ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر=

مجہول را فعل مَا لَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہ گویند، ومرفوعش را مفعول مَا لَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہ گویند۔
فصل: بدانکہ فعل متعدی بر چہار قسم است: اول متعدی بیک مفعول چوں: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا. دوم: متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا باشد چوں: اَعْطٰی وآنچہ در معنی او باشد چوں: اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْھَمًا(۱). وایں جا اَعْطَیْتُ زَیْدًا نیز جائز است۔ سوم: متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک

مفعول بہ نہ ہو تو پھر مفعول مطلق کو رفع دیتا ہے بشرطیکہ مصدر "سبحاناً یا معاذاً" وغیرہ نہ ہو کیونکہ یہ لازم النصب ہیں جیسے: ضُرِبَ ضَرْبٌ شَدِیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الأَمِیْرِ. مفعول مطلق نوعی کو نائب فاعل بنایا گیا۔ ضُرِبَ ضَرْبَةٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الأَمِیْرِ. میں مفعول مطلق عددی کو نائب فاعل بنایا گیا۔ اسی طرح ظرف غیر متصرف لازم الظرفیت بھی نائب فاعل نہیں بن سکتا کیونکہ وہ ہمیشہ منصوب ہی ہوتا ہے جیسے: عند وغیرہ۔

فائدہ: کبھی جار مجرور کو نائب فاعل بناتے ہیں، اگرچہ لفظاً تو وہ مجرور ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں فاعل یا نائب فاعل ہوتے ہیں۔ فعل مجہول کو فعل مالم یسم فاعلہ اور اس کے مرفوع کو مفعول مالم یسم فاعلہ کہتے ہیں۔ تذکیر وتانیث، مفرد وتثنیہ وغیرہ تمام احکام میں یہ فعل معروف کی طرح ہوتا ہے۔

(فصل: بدانکہ فعل متعدی...... الخ) فعل متعدی یعنی وہ فعل جو اپنے فاعل پر تمامیت حاصل نہ کرے بلکہ مفعول بہ کا بھی تقاضا کرے، اس کی چار قسمیں ہیں:

(۱) متعدی بیک مفعول: جو ایک مفعول کی طرف متعدی ہو جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا.

=مفعول فیہ زمانی، اَمَامَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، الاَمِیْرِ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ مکانی، ضَرْبًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً موصوف، شَدِیْدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بـ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر مفعول مطلق نوعی، فی حرف جار مبنی بر سکون، دار مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر کسر راجع بسوئے الامیر، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، تَادِیْبًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول لہ، واو بمعنی مع مبنی بر فتح، الخَشَبَةَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول معہ، فعل اپنے نائب فاعل، مفعول فیہ زمانی، مفعول فیہ مکانی، مفعول مطلق نوعی، ظرف لغو، مفعول لہ اور مفعول معہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۱) اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْھَمًا. میں نے زید کو ایک درہم دیا۔ اَعْطَیْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلاً مبنی بر ضم، زیدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ اول، دِرْھَمًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ دوم، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

مفعول روا نباشد، وایں درافعالِ قلوب است چوں: عَلِمْتُ وَظَنَنْتُ وَ حَسِبْتُ وَ خِلْتُ وَزَعَمْتُ وَ رَأَيْتُ وَ وَجَدْتُ چوں: عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا(١) وَظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا(٢).

فائدہ: ''ضرب'' اگر مارنے کے معنی میں ہوتو متعدی ہے جیسا کہ مثال مذکور میں، اگر سیر اور چلنے کے معنی میں ہوتو پھر متعدی نہیں بلکہ لازم ہوتا ہے جیسے: وَآخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ، وإذا ضَرَبْتُم فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُم جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا الصَّلٰوةَ أي: جُنَاحٌ ثَابِتٌ فِي أَنْ تَقْصُرُوا الصَّلٰوةَ.

❷ متعدی بدو مفعول: اس کی دو قسمیں ہیں: قسم اول جہاں دو مفعولوں میں سے ایک کو حذف کرنا جائز ہو جیسے: أَعْطَيْتُ اور اس کے ہم معنی لَبِسَ، كَسَا، سَلَبَ وغیرہ، ''أعطيت'' کے ہم معنی سے ہر وہ فعل مراد ہے جو دو مفعولوں کا تقاضا کرے اور دونوں مفعول آپس میں متغایر ہوں یا بالفاظ دیگر مفعول ثانی کا حمل مفعول اول پر جائز نہ ہو مثلاً: كَسَوْتُ زَيْدًا قَمِيْصًا میں ''کسوت'' دو مفعولوں کا تقاضا کرتا ہے، مفعول بہ اول ''زید'' اور ثانی ''قمیص'' ہے، مفعول ثانی کا حمل مفعول اول پر جائز نہیں کہ زیدٌ قمیصٌ کہا جائے، اسی طرح أعطيتُ زيداً درهماً میں زيدٌ درهمٌ کہنا درست نہیں۔

''أعطيت'' کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفا اس لئے جائز ہے کہ دو مفعولوں کا آپس میں کوئی ربط نہیں ہوتا، دونوں ایک دوسرے کے متغائر ہوتے ہیں، ایک کے حذف سے دوسرے پر کوئی اثر نہیں پڑتا برخلاف ''علمت'' کے مفعولوں کے کہ ان میں سے ایک کو حذف کر کے دوسرے پر اکتفا جائز نہیں، کیونکہ وہ دونوں اصل میں مبتدا وخبر ہوتے ہیں اور ان کا آپس میں کافی ربط ہوتا ہے، ایک کے حذف کا دوسرے پر اثر پڑتا ہے مثلاً: علمت زيداً فاضلاً. ''علمت'' کے دخول سے

---

(١) عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا: میں نے زید کو فاضل جانا۔ عَلِمْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلاً مبنی بر ضم، زیدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ اول، فاضلا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ ''هُوَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف مقدر، اسم، فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت برائے موصوف مقدر رجلا، رجلا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً موصوف، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ دوم، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(٢) ظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا: میں نے زید کو عالم گمان کیا۔ ظَنَنْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلاً مبنی بر ضم، زیدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ اول، عالما مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ ''هُوَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف مقدر، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت برائے موصوف مقدر رجلا، رجلا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً موصوف، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ دوم، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

چہارم: متعدی بسہ مفعول چوں: أعْلَمَ وَ أرَىٰ وَ أنْبَأَ وَ أخْبَرَ وِ خَبَّرَ وَ نَبَّأَ وَ حَدَّثَ چوں: أعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمْرًوا فَاضِلًا (۱). بدانکہ این ہمہ مفعولات بہ اند، ومفعول دوم در باب عَلِمْتُ ومفعول سوم

پہلے یہ دونوں مبتدا و خبر تھے زَیْدٌ فَاضِلٌ تو ان میں سے ایک کو حذف کرنا گویا مبتدا یا خبر کو حذف کرنا ہے اور یہ جائز نہیں۔

"أعطیت" کے دونوں مفعولوں کو ذکر کرنا بھی جائز ہے جیسے: إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور دوسرے مفعول کو حذف کر کے استعمال کرنا زیادہ فصیح ہے، کیونکہ اس میں تعمیم ہوتی ہے مثلاً: أعطيتُ زيدًا میں تعمیم ہے کہ زید کو پتہ نہیں کیا کیا دیا، بخلاف أعطيت زيدًا درهمًا کے کہ اس میں "إعطاء" مقید بدرہم ہے کہ صرف درہم دیئے ہیں، قرآن میں اکثر اسی کو استعمال کیا گیا ہے۔

"أعطیت" متعدی بدو مفعول ہوتا ہے، اگر اسے مجہول بنا دیا جائے تو مفعول اول کو نائب فاعل بنانا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں کچھ فاعلیت کا معنیٰ پایا جا رہا ہے، جب کہا جائے أعطيت زيدًا درهمًا تو متکلم معطی ہوا، زید آخذ اور درہم مأخوذ تو اگرچہ زید مفعول بہ ہے مگر اس اعتبار سے کہ وہ درہم کا آخذ ہے اس میں کچھ فاعلیت والا معنیٰ پیدا ہوتا ہے، اسی لئے نائب فاعل بنانے کے لئے اسے پسند کیا گیا ہے۔

(۳) متعدی بدو مفعول قسم ثانی: فعل متعدی کی تیسری قسم وہ ہے جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو لیکن ایک مفعول پر اقتصار جائز نہ ہو اور یہ افعال قلوب "عَلِمْتُ (۲)، ظَنَنْتُ (۳)، حَسِبْتُ، خِلْتُ (۴)، زَعَمْتُ (۵)،

---

(۱) أعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمْرًوا فَاضِلًا: اللہ تعالیٰ نے زید کو بتایا کہ عمر فاضل ہے۔ أعْلَمَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، اللّٰہ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، زیداً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ اول، عمرواً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ دوم، فاضلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف مقدر، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت برائے موصوف مقدر رجلاً، رجلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً موصوف، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ سوم، فعل اپنے فاعل اور تینوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) اگر اپنے اصل معنیٰ میں استعمال ہو تو متعدی بدو مفعول، اگر عَرَفْتُ کے معنیٰ میں ہو تو متعدی بیک مفعول ہوگا جیسے: لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ.

(۳) ظَنَنْتُ کا استعمال مختلف معانی میں ہوتا ہے:

۱۔ ظن کے معنیٰ میں یعنی ایک احتمال کو دوسرے پر ترجیح دینے کے لئے۔

۲۔ یقین کے معنیٰ میں جیسے: الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ أَنَّهُمْ مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. فَظَنُّوْا أَنَّهُمْ مُوَاقِعُوْهَا.

۳۔ بمعنی تہمت جیسے: وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ. مَنْ قَرَأَ بِالظَّاءِ. اس صورت میں متعدی بیک مفعول ہوگا۔

(۴) یہ دونوں ظن کے معنیٰ میں استعمال ہوتے ہیں۔

(۵) یہ اٹکل غیر تحقیقی بات کرنے کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے جیسے: زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا.

Scanned with CamScanner

در باب أَعْلَمْتُ ومفعول لہ ومفعول معہ را بجائے فاعل نتوانند نہاد، ودیگر ہا را شاید ودر باب أَعْطَيْتُ مفعولِ اوّل بمفعول ما لم يُسَمَّ فاعِلُه لائق تر باشد از مفعولِ دوم۔

رَأَيْتُ(۱)، وَجَدْتُ(۲)" میں ہوتا ہے، خلت اصل میں خِيلْتُ تھا۔ ایک مفعول پر اختصار اس لئے جائز نہیں کہ ان دونوں کا آپس میں مبتدا و خبر والا تعلق ہوتا ہے اور یہ دونوں اسم واحد کی طرح ہوتے ہیں۔ افعال قلوب ہمیشہ دو مفعولوں کا تقاضا کرتے ہیں، اگر کہیں ایک مفعول ہو اور دوسرا نہ ہو تو اسے نکالیں گے جیسے: لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِه هُوَ خَيْرًا لَّهُم. "الذين الخ" موصول صلہ مل کر فاعل، "هو" ضمیر فصل، "خيرا" مفعول۔ ایک مفعول غائب ہے، لہذا تقدیری عبارت اس طرح نکالیں گے: ولا يحسبنّ البُخَلاء بُخلَهُم خيرًا لهم. کبھی افعال قلوب کے بعد جملہ آتا ہے اور وہ جملہ دو مفعولوں کا قائم مقام ہوتا ہے جیسے: اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ.

قاعدہ: افعال قلوب کا فاعل کبھی بھی اللہ رب العزت نہیں بن سکتے کیونکہ یہ شک وغیرہ کے لیے آتے ہیں، اگر فاعل اللہ رب العزت کی ذات ہو تو پھر انہیں افعال قلوب نہیں کہیں گے جیسے: يعلمُ اللهُ، جعلَ الجنةَ مثواه.

❹ متعدی بسہ مفعول: جو تین مفعولوں کی طرف متعدی ہو جیسے: أَعْلَمَ، أَرَى، أَنْبَأَ، نَبَّأَ، أَخْبَرَ، خَبَّرَ، حَدَّثَ، ان میں یہ ضروری نہیں کہ تین مفعولوں کی طرف ہی متعدی ہوں گے ویسے استعمال نہیں ہوں گے، بلکہ تین مفعولوں کی طرف متعدی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے مفاعیل کی آخری حد تین ہے، ورنہ کبھی تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوتے ہیں جیسے: كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ، کبھی دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتے ہیں جیسے: أَرِنَا مَنَاسِكَنَا. اور کبھی ایک مفعول کی طرف جیسے: نَبَّأَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ. "نَبَّأَ، حَدَّثَ" کے مفعول ثانی پر "با" جارہ بھی داخل ہوتی ہے جیسے: أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ، أَنْبِئُوْنِيْ بِأَسْمَائِهِمْ، أَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ.

بدانکہ ایں ہمہ مفعولات مفعول بہ اند الخ: مندرجہ ذیل کو نائب فاعل نہیں بنا سکتے:

❶ "علمت" کے مفعول ثانی کو یعنی عُلِمَ زَيْدًا فَاضِلٌ کہنا جائز نہیں بلکہ عُلِمَ زَيْدٌ فَاضِلًا کہیں گے کیونکہ مفعول ثانی اصل میں مبتدا کی خبر ہے اور خبر مسند ہوتی ہے اور نائب فاعل مسند الیہ، تو اس میں مسند الیہ بننے کی صلاحیت نہیں، لہذا

---

(۱) اگر رؤیت قلبی ہو تو متعدی بدو مفعول ہوگا جیسے: رأيتُ اللهَ غالبًا. جب کہ رؤیت بصری متعدی بیک مفعول ہوتی ہے جیسے: رأيتُ زيدًا اي: أبصرتُه.

(۲) وَجَدْتُ بمعنی عَلِمْتُ متعدی بدو مفعول ہوتا ہے جیسے: وَجَدْتُ زيدًا عالمًا. اگر أصبتُ کے معنی میں ہو تو متعدی بیک مفعول ہوگا جیسے: وَجَدْتُ الضَّالَّةَ اي: أصبتُها.

Scanned with CamScanner

فصل: بدانکہ افعال ناقصہ ہفدہ اند کَانَ وَ صَارَ و ظَلَّ و بَاتَ و اَصْبَحَ واَضْحٰی و اَمْسٰی و عَادَ واٰضَ وغَدَا و رَاحَ ومَازَالَ و مَاانْفَكَّ و مَابَرِحَ و مَافَتِیءَ و مَادَامَ ولَيْسَ ایں افعال بفاعل تنہا تمام نشوند محتاج باشند بخبرے؛ بدیں سبب لہٰذا انہارا ناقصہ گویند و در جملہ اسمیہ روند و مسندالیہ رابرفع کنند و مسند را بنصب چوں: كَانَ زَيْدٌ قَائِماً(۱) .ومرفوع را اسمِ کان گویند ومنصوب را خبر

نائب فاعل نہیں بن سکتا۔

❷ ''اَعلمت'' کا تیسرا مفعول کہ أعلم زیداً عمرواًفاضلاً نہیں کیونکہ فاضل میں مسندالیہ بننے کی صلاحیت نہیں۔

❸ مفعول لہ کو نائب فاعل نہیں بنا سکتے، اس لئے کہ اگر اسے لام کے ساتھ لائیں اور ضُرِبَ لِلتادیب کہیں تو درست نہیں کہ یہ مجرور ہے اور نائب فاعل مرفوع ہوتا ہے، اگر بغیر لام کے لائیں اور ضُرِبَ تادیبٌ کہیں تو مقصد بگڑ جائے گا، اس لئے کہ مفعول لہ میں نصب علت پر دلالت کرتا ہے، جب نصب نہیں رہا تو علیت ختم، جب علیت ختم تو یہ مفعول لہ نہیں رہا۔

❹ مفعول معہ بھی نائب فاعل نہیں بن سکتا، کیونکہ اگر اسے ''واؤ'' کے ساتھ لایا جائے اور اُسْتُوِيَتْ وَالْخَشْبَةُ کہا جائے تو درست نہیں کہ کوئی بھی نائب فاعل ''واؤ'' کے ساتھ نہیں آتا، کلام عرب ایسی مثال سے قاصر ہے کہ جس میں فعل وفاعل کے درمیان اس طرح ''واؤ'' ہو، اگر بغیر ''واؤ'' کے لائیں تو مفعول معہ نہیں رہے گا کیونکہ یہ ''واؤ'' تو مفعول معہ پر دلالت کرتی ہے۔

(فصل: بدانکہ افعال......الخ) افعال ناقصہ یعنی قاصرہ ان افعال کو کہتے ہیں جن میں نسبت حدوث فاعل کی طرف مفید نہ ہو، افعال قاصرہ کی دو قسمیں ہیں: ۱- افعال ناقصہ ۲- افعال مقاربہ

افعال ناقصہ سترہ ہیں: كَانَ، صَارَ، ظَلَّ، بَاتَ، اَصْبَحَ، اَمْسٰی، اَضْحٰی، عَادَ، غَدَا، رَاحَ، مَازَالَ، مَاانْفَكَّ، مَابَرِحَ، مَافَتِیءَ، مَادَامَ، لَيْسَ. ''لیس'' اصل میں لَيِسَ تھا۔

یہ افعال صرف فاعل پر تمام نہیں ہوتے بلکہ خبر کے محتاج ہوتے ہیں، اسی لئے ان کو افعال ناقصہ

---

(۱) كَانَ زَيْدٌ قَائِماً: زید کھڑا تھا۔ کان فعل ماضی معروف مبنی بر فتح فعل ناقص صیغہ واحد مذکر غائب، زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم، قائما مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل، ضمیر مستتر معربہ ''ھو'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

کان، وباقی را بریں قیاس کن۔ بدانکہ بعضے ازیں افعال در بعضے احوال بفاعل تنہا تمام شوند چوں: کَانَ مَطَرٌ (۱) شد باراں بمعنی حَصَلَ. واورا ''کان'' تامہ گویند، وکان زائدہ نیز باشد۔

کہتے ہیں (۲)، یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، مسند الیہ کو رفع اور مسند کو نصب دیتے ہیں۔ جہاں مبتدا کے لئے صدارت لازم ہو وہاں افعالِ ناقصہ نہیں آتے یعنی اسمائے شرط، اسمائے استفہام، کم خبریہ، مبتدا مقرون بلام تاکید، اسی طرح وہ کلمات جو صرف مبتدا واقع ہوتے ہیں ان پر بھی افعالِ ناقصہ داخل نہیں ہوتے جیسے: لِلّٰهِ دَرُّ الْخَطِيْبِ، أَقَلُّ رَجُلٍ يَفْعَلُ كَذَا. ''ما'' تعجبیہ جیسے: مَا أَحْسَنَ الدِّيْنَ وَالدُّنْيَا إِذَا اجْتَمَعَا. مرفوع ان کا اسم اور منصوب خبر کہلاتی ہے۔

اسم ''کان'' وخبر ''کان'' نحوی اصطلاح ہے، ورنہ وہ اسم ''کان'' کا نہیں ہوتا مثلاً: وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا میں ''اللہ'' ذاتِ باری تعالیٰ کا اسم ہے اور ''عَلِيْمًا'' اس ذات کے متعلق خبر ہے۔

افعالِ ناقصہ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر نسبت کے زمانے کو متعین کرتے ہیں مثلاً: زید قائم میں نسبت قیام متعین نہیں، جب ''کان'' داخل ہوا تو اور ''کان زید قائما'' کہا تو اب نسبت قیام متعین ہوگئی کہ یہ ماضی میں ہوا لیکن جب اللہ رب العزت کے لئے مستعمل ہوں تو پھر ان میں دوام واستمرار کا معنی ہوگا جیسے: وکان اللّٰہ علیماً حکیماً.

مسند الیہ تو پہلے سے مرفوع ہوتا ہے پھر اسے رفع دینے کا کیا معنی؟ اصل بات یہ ہے کہ پہلے جو رفع تھا وہ عامل معنوی کی وجہ سے تھا چونکہ عامل معنوی کمزور ہے، لفظی عامل کے آنے سے وہ ختم ہوا چنانچہ زید پر اب جو رفع ہے وہ عامل لفظی ''کان'' کی وجہ سے ہے۔

فائدہ: ''كَائِنًا مَنْ كَانَ، كَائِنًا مَا كَانَ'' کا استعمال علماء اکثر کرتے ہیں۔ اس کا اعراب بایں طور ہوگا

---

(۱) كَانَ مَطَرٌ: بارش ہوئی۔ کَانَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح فعلِ تام صیغہ واحد مذکر غائب، مَطَرٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) بعض کا مذہب ہے کہ یہ افعال نہیں بلکہ حروف ہیں، کیونکہ ان میں دلالت علی المصدر نہیں پائی جاتی حالانکہ فعل مصدر پر بھی دلالت کرتا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ افعال ہی ہیں اور ان کے فعل ہونے پر درج ذیل علامات دلالت کرتی ہیں:

۱- ان کے آخر میں ضمیر لاحق ہوتی ہے جیسے: كَانَا، كَانُوا، كُنْتُ.

۲- تائے تانیث ساکنہ ان کے آخر میں آتی ہے جیسے: كَانَتْ.

۳- ان میں سے بعض افعال متعرف ہیں جیسے: كَانَ، أَصْبَحَ، أَمْسَى وغیرہ۔

جہاں تک دلالت علی المصدر کی بات ہے تو یہ افعال حقیقیہ میں ہوتی ہے، یہ چونکہ دال علی المصدر نہیں، اسی لئے انہیں افعالِ حقیقیہ کا مرتبہ نہیں دیا گیا بلکہ افعالِ ناقصہ کہا گیا۔

Scanned with CamScanner

....

"کائنًا" اسم فاعل، ضمیر مستتر معبر بہ "ھُوَ" راجع بسوئے ذوالحال اسم "کان"۔ "من" یا "ما" موصوفہ "کان" فعلِ تام، "ھو" ضمیر مستتر بہ "ھُوَ" راجع بسوئے "من" یا "ما" اس کا اسم، "کان" اپنے اسم سے مل کر جملہ فعلیہ منصوب محلا صفت، موصوف صفت خبر "کائنًا" اور "کائنًا" ماقبل کے لئے حال بنے گا۔

افعال ناقصہ کی تقسیم باعتبار عمل

باعتبار عمل افعال ناقصہ کی تین قسمیں ہیں:

❶ وہ افعال جو بغیر کسی شرط کے عمل کرتے ہیں: کان، صار، ظل، بات، أصبح، أمسیٰ، أضحی، غدا، راح، عاد، اض، لیس۔

"کان" کے نون کو کبھی تخفیفاً حذف کرتے ہیں جیسے: "لَمْ أَكُ بَغِيًّا"۔ لیکن نون کو حذف کرنے کی چار شرطیں ہیں: ۱-مضارع کا صیغہ ہو، ۲-مجزوم بالجازم ہو، ۳-نون کے بعد والا حرف متحرک ہو، احتراز ہے "لم یکنِ الذین کفروا" سے، ۴-نون کے ساتھ ضمیر متصل نہ ہو احتراز ہے "إِنْ يَكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ" سے۔ اگر یہ چار شرطیں پائی جائیں تو حذف نون جائز ہے واجب نہیں۔

"صار" اگر صَارَ يَصَارُ صِيُوْرَةً سے ہو تو پھر فعل ناقص ہے، اگر صَارَ يَصِيْرُ باب ضرب یضرب سے ہو تو فعل تام ہوگا جیسے: ألا إلى اللهِ تَصِيْرُ الأمورُ، اسی طرح اگر صَارَ يَصُوْرُ سے ہو تو بھی فعل تام ہے جیسے: فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ.

"ظل" اگر سمع یسمع سے ہو "ظَلَّ يَظَلُّ" تو فعل ناقص ہے، اگر ضرب سے ظَلَّ يَظِلُّ ہو تو پھر فعل تام ہے، اگر فعل ناقص ہو تو کبھی ایک لام کو تخفیفاً حذف کرتے ہیں جیسے: فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ، فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَى ظَهْرِهِ.

"عادَ" اگر "صَارَ" کے معنی میں ہو تو فعلِ ناقص ہے جیسے: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا أي: لَتَصِيْرُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا. اگر "رَجَعَ" کے معنی میں ہو تو پھر فعلِ تام ہے۔

❷ افعال ناقصہ کی دوسری قسم وہ ہے جو اس شرط کے ساتھ عمل کرتی ہے کہ اس پر نفی مقدم ہو، نفی عام ہے چاہے "ما" کے ذریعے ہو یا "لا" و "لن" کے ذریعے جیسے: مازال، مابرح، ماانفک، لَاتَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خَائِنَةٍ، لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوْسٰى. کبھی نفی مقدر بھی ہوتی ہے جیسے: تَاللهِ تَفْتَؤُ تَذْكُرُ يُوْسُفَ أي: لَاتَفْتَؤُ.

❸ افعال ناقصہ کی تیسری قسم میں "مادام" داخل ہے، یہ اس وقت عمل کرتا ہے جب اس پر "ما" مصدریہ ظرفیہ مقدم

Scanned with CamScanner

....

ہو جیسے: وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّا ."ما" مصدریہ جملے کو مصدر کی تاویل میں کرے گا یعنی مُدَّۃَ دَوَامِ حَیَاتِیْ.

افعال ناقصہ کی تقسیم باعتبار تصرف وعدم تصرف

تصرف وعدم تصرف کے اعتبار سے بھی ان کی تین قسمیں ہیں:

1. وہ افعال جو غیر متصرف ہیں جیسے:"مادام، لیس"، سوائے ماضی کے ان کی گردان نہیں آتی۔
2. "مازال، ماانفك، مابرح، مافتیٔ"، ان میں ناقص تصرف ہوتا ہے کہ ماضی مضارع تو آتے ہیں لیکن امر، مصدر وغیرہ نہیں آتے۔
3. باقی گیارہ متصرف ہیں۔

افعال ناقصہ کی خبر ان کے اسماء پر مقدم ہو سکتی ہے اور" مَا زَالَ، مَاانْفَكَّ، مَابَرِحَ، مَافَتِیءَ، مَادَامَ" کے علاوہ باقی کے نفس افعال پر بھی مقدم ہو سکتی ہے۔

بدانکہ بعضے ازیں افعال در بعضے احوال بفاعل تنہا تمام شد: افعال ناقصہ میں سے بعض افعال بعض حالات میں تام ہوتے ہیں کہ صرف فاعل (اسم) کا تقاضا کرتے ہیں خبر کے محتاج نہیں ہوتے جیسے:"کان" کہا جاتا ہے: کَانَ مَطَرٌ ای: حَصَلَ مَطَرٌ بارش ہوئی۔ اسی طرح قرآن میں ہے: وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَاتَکُوْنَ فِتْنَۃٌ ای: لَاتَبْقٰی فِتْنَۃٌ. اِنْ کَانَ ذُوْعُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ ای: اِنْ وُجِدَ ذُوْعُسْرَۃٍ. اس وقت اسے "کان" تامہ کہتے ہیں (۱)۔ "کان"

---

(۱) اسی طرح شاعر کا قول

اِذَا کَانَ الشِّتَاءُ فَادْفِئُوْنِیْ ۔۔۔ فَاِنَّ الشَّیْخَ یَھْدِمُہُ الشِّتَاءُ

ای: اِذَا وُجِدَ الشِّتَاءُ. کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا. میں "کان" ناقصہ نہیں، ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت نہیں رہے گی، کیونکہ پھر معنی یہ ہوگا ہم اس سے کیسے بات کریں جو گہوارے میں بچہ تھا، اس طرح تو ہر آدمی گہوارے میں بچہ ہی ہوتا ہے۔

"کان" میں کبھی ضمیر شان ہوتی ہے جیسے: کَانَ زَیْدٌ قَائِمٌ ای: کَانَ الشَّانُ وَالْحَدِیْثُ زَیْدٌ قَائِمٌ. اسی طرح قول شاعر

اِذَا مِتُّ کَانَ النَّاسُ صِنْفَانِ شَامِتٌ ۔۔۔ وَآخَرُ مُثْنٍ بِالَّذِیْ کُنْتُ اَصْنَعُ

ای: کَانَ الشَّانُ وَالْحَدِیْثُ النَّاسُ صِنْفَانِ.

"کان" کبھی "صار" کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ، فَکَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ای: صَارَ. اسی طرح شاعر کا قول ہے

بِتَیْھَاءَ قَفْرٍ وَالْمَطِیُّ کَاَنَّھَا ۔۔۔ قَطَا الْحَزْنِ قَدْ کَانَتْ فِرَاخًا بُیُوْضُھَا

فصل بدانکہ افعال مقاربہ چہار است: عَسَىٰ و كَادَ و كَرُبَ و أَوْشَكَ. وایں افعال در جملہ اسمیہ روند چوں کان اسم را برفع کنند و خبر را نصب، اِلاّ آنکہ خبر ایںہا فعل مضارع باشد با اَنْ چوں: عَسَىٰ زَيْدٌ أَنْ يَخْرُجَ (۱) یا بے اَنْ چوں: عَسَىٰ زَيْدٌ يَخْرُجُ (۲) شاید کہ فعل مضارع با اَنْ فاعل عَسَىٰ

کبھی زائدہ بھی ہوتا ہے (۳)، اس کی علامت یہ ہے کہ اگر اسے حذف کریں تو معنی پر کچھ اثر نہ پڑے "کان" عموماً درج ذیل جگہوں میں زائدہ ہوتا ہے:

۱- موصوف صفت کے درمیان، ۲- معطوف و معطوف علیہ کے درمیان، ۳- فعل فاعل کے درمیان، ۴- افعال مدح کے بعد، ۵- افعال تعجب اور "ما" تعجبیہ کے بعد۔ "کان" جب اللہ رب العزت کے لئے استعمال ہو تو پھر زائدہ نہیں بلکہ دوام و استمرار کا معنی دیتا ہے۔

(**فصل بدانکہ افعال مقاربہ......الخ**) وہ افعال جو حصول خبر کے قرب پر دال ہوں یا حصول خبر کی رجا اور امید پر دال ہوں، یہ کل چار ہیں: عَسَىٰ (٤)، كَادَ، كَرُبَ، أَوْشَكَ. ان میں سے ہر ایک قرب پر دلالت نہیں کرتا بلکہ بعض

---

(۱) عَسَىٰ زَيْدٌ أَنْ يَخْرُجَ: امید ہے کہ زید عن قریب نکلے گا۔ عَسَىٰ فعل مقاربہ مبنی بر فتح مقدر، زَيْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم، "اَنْ" ناصبہ موصول حرفی مبنی بر سکون، يَخْرُجَ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب — "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتأویل مفرد ہو کر خبر منصوب محلاً، فعلِ مقاربہ اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۲) عَسَىٰ زَيْدٌ يَخْرُجُ: عَسَىٰ بترکیب سابق فعل مقاربہ، زَيْدٌ بترکیب سابق اسم، يَخْرُجُ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب۔ "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر منصوب محلاً، فعلِ مقاربہ اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۳) جیسے ایک شاعر کا قول ہے۔

سَرَاةُ بَنِي أَبِي بَكْرٍ تَسَامَىٰ — عَلَىٰ كَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ

أي: عَلَى الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ. اسی طرح

فَكَيْفَ إِذَا مَرَرْتَ بِدَارِ قَوْمٍ — وَجِيرَانٍ كَانُوا كِرَامٍ

أي: جِيرَانٍ كِرَامٍ.

(۴) ابوبکر محمد بن سراج سے منقول ہے کہ "عَسَىٰ" حرف ہے، لیکن یہ قول شاذ ہے، کیونکہ "عَسَىٰ" کے آخر میں ضمائر اور تائے تانیث وغیرہ آتی ہے جیسے: فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ. یہ غیر متصرف اس لئے ہے کہ اس میں حرف "لَعَلَّ" کے ساتھ طمع اور امید میں مشابہت پائی جاتی ہے، لہٰذا اس کی طرح یہ بھی غیر متصرف ہے۔

Scanned with CamScanner

باشد واحتیاج خبر نیفتد چوں: عَسَیٰ أَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ(۱) در محل رفع بمعنی مصدر۔

قرب پر اور بعض دوسرے معانی پر دال ہوتے ہیں لیکن ان سب کو افعال مقاربہ تغلیباً کہا جاتا ہے۔ افعال مقاربہ ان چار کے علاوہ اور بھی ہیں جیسے: أخذ، طَفِقَ، جَعَلَ، حَرَیٰ۔ یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر افعال ناقصہ کی طرح اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں لیکن ان میں اور افعال ناقصہ میں دو فرق ہیں:

1. افعال مقاربہ کی خبر کا فعل مضارع ہونا ضروری ہے جب کہ افعال ناقصہ میں ایسی کوئی قید نہیں۔
2. افعال مقاربہ کی خبر رافع للاسم ہوتی ہے بخلاف افعال ناقصہ کی خبر کے کہ کبھی وہ جامد ہوتی ہے۔

عســـــی، أوشك: ان کا استعمال عموماً ''أن'' کے ساتھ ہوتا ہے کہ ''أن'' ان کی خبر پر داخل ہوتا ہے جیسے: عسیٰ زیدٌ أن یخرجَ اور کبھی بغیر ''أن'' جیسے: عسیٰ زیدٌ یخرجُ. کبھی ''أن'' اپنے بعد والے جملے سے مل کر ''عسیٰ'' اور ''أوشک'' کا فاعل بنتا ہے اس وقت انہیں تام کہیں گے کیونکہ انہیں خبر کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے: عســی أنْ تـکـرَهُـوا شیئًا، عسیٰ أنْ یَنْفَعَنَا . یُوْشِكُ أنْ یأتِیَ علی النَّاسِ زمانٌ لا یَبْقَیٰ من الإسلام إلا اسْمُه . ''أن'' اپنے بعد والے جملے کو مصدر کی تاویل میں کر کے محلاً مرفوع ان کا فاعل بنے گا۔

کـاد، کرب: عموماً ان کی خبر پر ''أن'' داخل نہیں ہوتا بغیر ''أن'' کے مستعمل ہوتے ہیں جیسے: یَکَادُ البرقُ یَـخْـطَفُ أبْصَارَهُم، لایَـکَـادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حدیثاً، کبھی ان کی خبر پر بھی ''أن'' داخل ہوتا ہے جیسے: کـاد الفقرُ أنْ یـکُـونَ کـفـراً. ''کادَ'' اگر سمع یسمع سے ہو تو پھر افعال مقاربہ میں سے ہوگا جیسے کہ مذکورہ مثالوں میں ہے، اگر ضرب یضرب سے ہو تو پھر افعال مقاربہ سے نہیں ہوگا بلکہ فعل تام ہوگا جیسے: إنَّهُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْداً.

أخـذ، طـفـق، جـعـل: ان کی خبر پر دخول ''أن'' جائز نہیں۔ ''جعل'' اگر ''صَیَّرَ'' کے معنی میں ہو تو افعال مقاربہ میں سے نہیں ہوگا، اگر ''شرع'' کے معنی میں ہو تو افعال مقاربہ سے ہوگا۔ اسی طرح ''جعل'' بمعنی ''خلق'' بھی افعال مقاربہ میں داخل نہیں۔

---

(۱) عَسَیٰ أنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ: امید ہے کہ زید کا نکلنا قریب ہوا۔ عَسَیٰ بترکیب سابق، ''أنْ'' ناصبہ موصول حرفی مبنی بر سکون، یَخْرُجَ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، زَیْدٌ بترکیب معلوم فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر فاعل مرفوع محلاً، فعلِ مقاربہ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

Scanned with CamScanner

فصل بدانکہ افعال مدح وذم چہار است: نِعْمَ وحَبَّذا برائے مدح وبِئْسَ وَسَاءَ برائے ذم، وہرچہ مابعد فاعل باشد آں را مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم گویند، وشرط آں است کہ فاعل معرف بلام باشد چوں: نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ(۱) یا مضاف بسوئے معرف بلام باشد چوں: نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ(۲) یا ضمیر مستتر ممیّز بنکرہ منصوبہ چوں: نِعْمَ رَجُلاً زَیْدٌ(۳) . فاعل نِعْمَ "ھُوَ" است مستتر در نِعْمَ،

(**فصل بدانکہ افعال مدح......الخ**) افعال مدح وذم: مَا یَدُلُّ عَلَی إِنْشَاءِ الْمَدْحِ أَوِ الذَّمِّ. یہ کل چار ہیں: نِعْمَ، حَبَّذَا، بِئْسَ، سَاءَ.

انہیں افعال منسلخہ بھی کہتے ہیں، یہ اصل میں افعال تھے ان سے زمانہ نکال دیا گیا(۴) یہی وجہ ہے کہ ان کی تثنیہ وجمع نہیں آتی، افعال مدح جو انشاء مدح کے لئے ہوں یہ دو ہیں: نِعْمَ، حَبَّذا، افعال ذم جو مذمت بیان کرنے کے لئے آئیں، یہ بھی

---

(۱) نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ: خوب مرد ہے زید۔ نِعْمَ فعلِ مدح مبنی بر فتح، الرَّجُلُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر مرفوع محلاً خبرِ مقدم، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالمدح مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبرِ مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ: خوب مصاحب قوم ہے زید۔ نِعْمَ فعلِ مدح مبنی بر فتح، صاحب مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، القَوْمِ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر مرفوع محلاً خبرِ مقدم، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالمدح مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبرِ مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳) نِعْمَ رَجُلاً زَیْدٌ: نِعْمَ فعلِ مدح مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ "ھُوَ" مرفوع متصل ممیّز مبنی بر فتح، رَجُلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیّز اپنی تمیز سے مل کر فاعل مرفوع محلاً، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر مرفوع محلاً خبرِ مقدم، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالمدح مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبرِ مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۴) بصریین انہیں افعال کہتے ہیں کیونکہ:

۱۔ افعال کی طرح ان کے آخر میں بھی ضمائر کا اتصال ہوتا ہے جیسے: نِعْمَا رَجُلَیْنِ، نِعْمُوا رِجَالاً.

۲۔ ان کے آخر میں تائے تانیث ساکنہ بھی آتی ہے جیسے: نِعْمَتِ الْمَرْأَۃُ، بِئْسَتِ الْجَارِیَۃُ.

۳۔ فعل ماضی کی طرح مبنی علی الفتح ہیں۔

جب کہ کوفیین کے ہاں یہ اسماء میں داخل ہیں بوجہ:

۱۔ دخول حرف جر کہ ان پر حرف جر داخل ہوتا ہے جو کہ اسم کی علامت ہے جیسے

أَلَسْتُ بِنِعْمَ الْجَارُ یُؤْلِفُ بَیْتَہٗ　　أَخَا قِلَّۃٍ أَوْ مُعْدِمُ الْمَالِ مُصْرِمَا

اسی طرح ایک بدوی کو بیٹی کی ولادت کی خوشخبری سنائی گئی "نِعْمَتِ الْمَوْلُوْدَۃُ مَوْلُوْدَتُکَ". تو اس نے کہا: "وَاللہِ مَاھِیَ بِنِعْمَ –

Scanned with CamScanner

و ''رَجُلًا'' منصوب است بر تمیز؛ زیرا کہ ''ھُوَ'' مبہم است، وحَبَّذا زَیْدٌ (۱). حَبَّ فعل مدح است

دو ہیں: بِئْسَ، سَاءَ۔ ''نعم'' اصل میں ''نَعِمَ'' تھا (۲)، کبھی نون اور عین دونوں کو کسرہ دیتے ہیں جیسے: فَنِعِمَّاهِیَ.
حبذا: ''حبَّ'' فعل ہے اور ''ذا'' مرفوع محلًا اسم اشارہ اس کا فاعل، واضع نے اسے اسی طرح وضع کیا
ہے (۳)، یہ ہمیشہ فاعل کے ساتھ استعمال ہوتا ہے چاہے مخصوص بالمدح مذکر ہو یا مؤنث، واحد تثنیہ ہو یا جمع
جیسے: حبَّذا زیدٌ، حبَّذا الزیدانِ، حبَّذا الزیدونَ، حبَّذا هند، حبَّذا الهندانِ، حبَّذا الهنداتُ.

= المَوْلُودَةُ، نُصْرَتُهَا بُكَاءٌ وَ بِرُّهَا سَرِقَةٌ". ایک بدوی کا قول بھی ہے " نِعْمَ السَّيْرُ عَلَى بِئْسَ العِيْرُ.
۲- اسم کی دوسری علامت حروف نداء کا دخول بھی ان پر صادق ہے جیسے عرب کہتے ہیں: " يَانِعْمَ المَوْلَىٰ وَيَا نِعْمَ النَّصِيْرُ.
۳- اسماء کی طرح غیر متصرف ہیں۔
۴- مسموع من العرب ہے " نُعَيْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ". جب کہ فعل اس وزن پر نہیں آتا۔
بصریین کی طرف سے ان استدلالات کا جواب یہ ہے کہ ان افعال پر حروف جارہ کا دخول حکایۃً ہوتا ہے جس طرح کبھی فعل پر حکایۃً حرف جر داخل ہوتا ہے جیسے

وَاللّٰهِ مَا لَيْلَىٰ بِنَامَ صَاحِبُه   وَلَا مُخَالِطِ اللَّيَّانِ جَانِبُه

أی: وَاللّٰهِ مَا لَيْلَىٰ بِلَيْلٍ مَقُوْلٍ فِيْهِ نَامَ صَاحِبُه. اسی طرح دیگر امثلہ میں بھی تاویل کی جائے گی مثلاً: أَلَسْتُ بِنِعْمَ الجَارُ أی: أَلَسْتُ بِجَارٍ مَقُوْلٍ فِيْهِ نِعْمَ الجَارُ. وَ اللّٰهِ مَاهِيَ بِنِعْمَ المَوْلُوْدَةُ أی: وَاللّٰهِ مَاهِيَ بِمَوْلُوْدَةٍ فَيُقَالُ فِيْهَا نِعْمَ المَوْلُوْدَةُ. نِعْمَ السَّيْرُ عَلَى عِيْرٍ أی: عَلَى عِيْرٍ مَقُوْلٍ فِيْهِ بِئْسَ العِيْرُ.
يا نِعْمَ المَوْلَىٰ وَيَا نِعْمَ النَّصِيْرُ میں مقصود بالنداء معلوم ہونے کی وجہ سے محذوف ہے، اصل میں يَا اللّٰهُ نِعْمَ المَوْلَىٰ تھا۔
نُعَيْمَ الرَّجُلُ زَيْد روایتِ شاذہ ہے، صرف قطرب سے منقول ہے، اگر صحیح روایت ہو تب بھی قابلِ استدلال نہیں، کیونکہ ''یا'' اشباعِ کسرہ کی وجہ سے ہے کہ اصل میں ''نِعَمَ'' تھا، اشباعِ کسرہ سے ''یا'' پیدا ہوئی جیسے

أَلَمْ يَأْتِيْكَ وَالأَنْبَاءُ تَنْمِي   بِمَا لَاقَتْ لَبُوْنُ بَنِيْ زِيَادِ

(۱) حَبَّذَا زَيْدٌ: خوب ہے یہ زید۔ حَبَّ فعلِ مدح مبنی بر فتح، ذا اسمِ اشارہ مبنی بر سکون فاعل مرفوع محلًا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبرِ مقدم، زیدٌ بترکیبِ سابق مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبرِ مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔
(۲) ''نِعْمَ'' اصل میں ''نَعِمَ'' بروزنِ ''فَعِلَ'' تھا اور جو کلمہ بھی ''فَعِلَ'' کے وزن پر ہو اس میں مختلف صورتیں جائز ہوتی ہیں:
۱- اپنے اصل پر پڑھنا جیسے: نَعِمَ، ضَحِكَ، فَخِذٌ. ۲- عین کو ساکن کرنا جیسے: نَعْمَ، ضَحْكَ، فَخْذٌ.
۳- عین کی مناسبت سے فا کو کسرہ دینا جیسے: نِعِمَ، ضِحِكَ، فِخِذٌ. ۴- کسرہ فا و اسکانِ عین جیسے: نِعْمَ، ضِحْكَ، فِخْذٌ.
(۳) ''حَبَّ'' اصل میں ''حَبُبَ ذَا'' تھا، تخفیف کے لئے دونوں کو ملا کر ایک کلمہ کر دیا، فاعل تثنیہ ہو یا جمع، مذکر ہو یا مؤنث سب صورتوں میں یہ ''ذا'' رہتا ہے، اس لئے کہ مفرد مذکر سب کے لئے اصل ہے، تانیث و تثنیہ و جمع اس کی فرع ہیں، ترکیب چونکہ تخفیف کے =

Scanned with CamScanner

"ذا" فاعل اور زید مخصوص بالمدح، وہمچنیں بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ(۱)" وَسَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو(۲).

بئس: اصل میں "بَئِسَ" تھا، ان چاروں کو واضع نے انشاء مدح وانشاء ذم کے لئے وضع کیا، اس لئے انہیں انشائیہ میں شمار کرتے ہیں، بخلاف "مَدَحْتُہ" وغیرہ کے کہ واضع نے انہیں انشاء مدح کے لئے وضع نہیں کیا، بلکہ خبر مدح کے لئے ہیں، لہذا جملہ خبریہ ہوں گے۔

ان چاروں کے فاعل کے بعد جو اسم آئے اسے مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زیدٌ میں "نعم" فعل مدح، "الرجل" اس کا فاعل، فعل فاعل مل کر خبر مقدم اور "زید" مخصوص بالمدح مبتدا موخر، جملہ اسمیہ انشائیہ۔ نعم الرجل جو خبر ہے جملہ انشائیہ ہے، جمہور کے ہاں یہ درست نہیں لہذا وہ اس میں تاویل کر۔ ہیں کہ: زَیْدٌ مَقُوْلٌ فِی حَقِّہٖ نِعْمَ الرَّجُلُ، البتہ سیبویہ، ابن مالک، ابن العصفور کے نزدیک بلا تاویل جائز ہے۔ اس میں نِعْمَ الرَّجُلُ ھُوَ زَیْدٌ بھی کہہ سکتے ہیں لیکن اس میں محذوف نکالنا پڑتا ہے اور حذف خلاف اصل ہے، لہذا پہلی ترکیب ہی بہتر ہے۔

کلام فصیح میں مخصوص بالمدح، مخصوص بالذم کو حذف کرتے ہیں جیسے: نِعْمَ الْعَبْدُ أی: نِعْمَ الْعَبْدُ أَیُّوْبُ، بِئْسَ الْمَصِیْرُ أی: النَّارُ أوْ جَھَنَّمُ. اسی طرح "سَاءَتْ مَصِیْرًا أی: سَاءَتْ مَصِیْرًا جَھَنَّمُ".

= لئے تھی اور تخفیف اسی میں تھی کہ تمام صورتوں میں ایک ہی صورت باقی رہے، لہذا یہ ایک ہی صورت پر رہتا ہے۔

"حَبَّذَا" کے اسم یا فعل ہونے میں بھی اختلاف ہے، بعض کا مذہب ہے کہ اسم ہے، کیونکہ جب اسم و فعل سے مرکب ہوا تو غالب وقوی کا اعتبار کریں گے اور وہ اسم ہے، جب کہ بعض حضرات جزاول کا اعتبار کرتے ہوئے اسے فعل مانتے ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ نہ اس میں اسمیت غالب ہے نہ فعل ہونا، بلکہ یہ جملہ ہے جو دیگر جملوں کی طرح فعل اور فاعل سے مرکب ہے۔

مخصوص بالمدح کے بعد نکرہ آئے تو وہ بنا بر تمیز منصوب ہوگا جیسے: حَبَّذَا رَجُلًا زَیْدٌ، حَبَّذَا عَمْرٌو رَاکِبًا. یہی وجہ ہے کہ اس پر "مِنْ" جارہ بھی داخل ہوتا ہے جیسے

یَا حَبَّذَا جَبَلُ الرَّیَّانِ مِنْ جَبَلٍ ... وَحَبَّذَا سَاکِنُ الرَّیَّانِ مَنْ کَانَا

بعض حضرات کہتے ہیں کہ اگر مخصوص بالمدح کے بعد اسم غیر مشتق ہو تو بنا بر تمیز منصوب ہوگا جیسے: حَبَّذَا زَیْدٌ رَجُلًا. اگر مشتق ہو تو بنا بر حال منصوب ہوگا جیسے: حَبَّذَا عَمْرٌو رَاکِبًا.

(۱) بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ: بماہے مرد زید۔ بئس فعل ذم مبنی بر فتح، الرجل مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر مرفوع محلا خبر مقدم، زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مخصوص بالذم مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو: ساء فعل ذم مبنی بر فتح، الرجل مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر مرفوع محلا خبر مقدم، عمرو مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مخصوص بالذم مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

فصل: بدانکہ افعال تعجب دو صیغہ از مصدر ہر ثلاثی مجرد باشد اول مَا أَفْعَلَهُ چوں: مَا أَحْسَنَ زَيْدًا (۱) چہ نیکو است زید تقدیرش أَيُّ شَيْءٍ أَحْسَنَ زَيْدًا. مَا بمعنی أَيُّ شَيْءٍ است در محل رفع بابتدا، و أَحْسَنَ در محل رفع خبر مبتدا، و فاعل أَحْسَنَ هُوَ است در و مستتر و زَيْدًا مفعول بہ۔ دوم: أَفْعِلْ بِهٖ چوں: أَحْسِنْ بِزَيْدٍ (۲) أَحْسِنْ صیغہ امر است بمعنی خبر تقدیرش أَحْسَنَ زَيْدٌ أي: صَارَ ذَا حُسْنٍ (۳) و "با" زائدہ است۔

ان کے فاعل کی شرائط

ان کے فاعل کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ معرف باللام ہو (۴) جیسے: نعم الرجلُ زيدٌ، نعمَ العبدُ، یا معرف باللام کی طرف مضاف ہو جیسے: نـعـم صاحبُ القومِ زيدٌ، یا پھر ان کا فاعل ضمیر مستتر ہوتا ہے جس کی تمیز نکرہ منصوبہ لائی جاتی ہے جیسے: نـعـم رجلاً زيدٌ أي: نعمَ هُوَ رجُلاً زيدٌ، سَاءَتْ مصيراً أي: ساءت هي مصيراً، ضمیر مستتر معرب "هی" ممیز، "مصیراً" تمیز، ممیز تمیز مل کر فاعل برائے "ساءت" فعل۔ کبھی ان افعال کے بعد نہ معرف باللام ہوتا ہے نہ مضاف إلی معرف باللام نہ ہی کوئی نکرہ منصوبہ کہ جسے تمیز قرار دیں بلکہ "ما" موصوفہ ہوتا ہے جیسے: بِئْسَمَا اشْتَرَوا بِه أنفُسَهُم تو اس صورت میں "ما" موصوفہ نکرہ کے معنی میں ان کی تمیز ہے یعنی: بئس الشئ شَيْئًا اشْتَرَوا به أنفُسَهُم اور کبھی "ما" موصوفہ کو ان کا فاعل بناتے ہیں جیسے: فَنِعِمَّا هِيَ أي: نِعْمَ مَا هِيَ.

فائدہ: "ما" موصولہ اور "ما" موصوفہ میں لفظی فرق تو نہیں کیونکہ دونوں کے بعد جملہ آتا ہے، دونوں جملوں

---

(۱) "نِعْمَ، بِئْسَ" کے فاعل کا اسم جنس ہونا ضروری ہے، کیونکہ "نعم" مدح عام اور "بئس" ذم عام کے لئے وضع ہے، ان کے فاعل کو عام لفظ سے خاص کیا گیا تا کہ اس بات پر دلالت کرے کہ یہ فاعل اس جنس میں مدح یا ذم کا مستحق ہے۔

(۲) مَا أَحْسَنَ زَيْدًا: کتنا اچھا ہے زید۔ ما اسمیہ برائے استفہام مبتدا مرفوع محلا مبنی بر سکون، أَحْسَنَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، زَیْدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

(۳) أَحْسِنْ بِزَيْدٍ: أَحْسِنْ فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون بمعنی أَحْسَنَ ماضی، "با" حرف جار زائد مبنی بر کسر، زَیْدٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مرفوع محلا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۴) أَحْسَنَ زَيْدٌ أي صَارَ ذَا حُسْنٍ: زید حسین ہو گیا۔ أَحْسَنَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ أي حرف تفسیر مبنی بر سکون، صَارَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب فعل ناقص، ضمیر مستتر معرب "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے زید، ذَا اسمائے ستہ مکبرہ سے منصوب بالف مضاف، حُسْنٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مفسرہ۔

Scanned with CamScanner

....

میں ضمیر ''ما'' کی طرف راجع ہوتی ہے لیکن ان میں معنوی فرق یہ ہے کہ ''ما'' موصوفہ نکرہ اور ''ما'' موصولہ معرفہ ہوتا ہے۔

(فصل: بدانکہ افعال تعجب......الخ) افعال تعجب: مَایَدُلُّ عَلَی اِنْشَاءِ التَّعَجُّبِ. وہ فعل (۱) جو ثلاثی مجرد کے ابواب سے انشاء تعجب کے لئے بنایا گیا ہو نیز مثبت ہو اور اس کا اسم ''فعلاء'' کے وزن پر نہ آئے، مجہول کے معنی پر دال بھی نہ ہو اور متصرف وتام ہو، فعل تعجب کے دو صیغے ہیں: ۱- ما افعلہ ۲- اَفْعِلْ بہ۔ صرفیین کے ہاں تین صیغے ہیں وہ ''فَعُلَ'' کو بھی فعل تعجب میں شمار کرتے ہیں لیکن عندالنحاۃ یہ مستعمل نہیں۔

افعال تعجب کی شرائط

❶ فعل ہو احتراز ہے جامد سے کہ مااحمرہ نہیں کہہ سکتے۔

---

(۱) فعلِ تعجب کے شروع میں ''ما'' اس لئے بڑھاتے ہیں کہ ''ما'' میں زیادہ ابہام پایا جاتا ہے، اور جب کوئی چیز مبہم ہو تو ذہن میں اس کی وقعت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ سیبویہ اور اکثر بصریین کا مذہب ہے کہ ''ما'' شَیْءٌ کے معنی میں ہے اور تقدیر عبارت اس طرح ہے شَیْءٌ اَحْسَنَ زَیْداً. جب کہ بعض بصریین کہتے ہیں کہ ''ما'' بمعنی الَّذِیْ اور خبر محذوف ہے یعنی اَلَّذِیْ اَحْسَنَ زَیْداً شَیْءٌ. لیکن پہلا قول راجح ہے کہ اس میں حذف نہیں پایا جاتا۔

بصریین اسے فعل مانتے ہیں کیونکہ:

۱- جب اس کے آخر میں یائے ضمیر آئے تو نونِ وقایہ لاحق ہوتا ہے جیسے: مَا اَحْسَنَنِیْ. حالانکہ نونِ وقایہ فعل کے آخر میں آتا ہے۔

۲- اَفْعَلُ اسم تفضیل صرف نکرہ کو بنا بر تمیز نصب دیتا ہے جیسے: هٰذَا اَكْبَرُ مِنْكَ سِنًّا، اَكْثَرُ مِنْكَ عِلْماً. اور یہ معرفہ کو بھی مفعول بہ ہونے کی وجہ سے نصب دیتا ہے۔

۳- اگر یہ اسم تفضیل ہی ہوتا تو مفتوح الآخر نہ ہوتا۔

کوفیین اسے اسم مانتے ہیں کیونکہ:

۱- اسم کی طرح یہ بھی متصرف نہیں، حالانکہ متصرف ہونا فعل کی خصوصیت ہے۔

۲- اسم کی خصوصیت قابل تصغیر بھی اس پر صادق ہے جیسے

یَا مَا اُمَیْلِحَ غِزْلَانًا شَدَنَّ لَنَا ... مِنْ هٰؤُلَیَّائِكُنَّ الضَّالِ وَالسَّمُرِ

۳- اسم کی طرح اس میں بھی تصحیح جاری ہوتی ہے جیسے: مَا اَقْوَمَهٗ، مَا اَبْيَعَهٗ.

بصریین کی طرف ان استدلالات کا جواب یہ ہے کہ بعض افعال کسی خصوصیت کی وجہ سے متصرف نہیں ہوتے حالانکہ وہ فعل ہی ہوتے ہیں جیسے افعال مقاربہ عَسٰی وغیرہ۔

مَا اُمَیْلِحَ میں حقیقتاً تصغیر فعل کی نہیں بلکہ مصدر کی تصغیر ہے، کیونکہ غیر متصرف افعال کی تاکید مصدر سے نہیں آتی، جب مصدر کی =

Scanned with CamScanner

....

۲ ثلاثی مجرد ہو احتراز ہے دَحْرَجَ سے کہ رباعی ہے(۱)۔

۳ متصرف ہو احتراز ہے نِعْمَ وَبِئْسَ سے کہ فعل غیر متصرف ہیں۔

۴ فعل کے معنی میں زیادتی آسکتی ہو۔

۵ تام ہو احتراز ہے "کَانَ، ظَلَّ" سے۔

۶ مُثبت ہو احتراز ہے "مَاقَامَ" سے۔

۷ اسم فاعل کا وزن اَفْعَلُ فَعْلَاءُ نہ ہو احتراز ہے "اَسْوَدُ" سے۔

۸ صیغہ مجہول نہ ہو احتراز ہے "ضُرِبَ" سے کہ ضُرِبَ سے تعجب مَااَضْرَبَہٗ بمعنی کیا خوب مارا گیا جائز نہیں۔

"مَا اَفْعَلَہٗ" یہ ضمیر میں عمل کرتا ہے اور اس کا فاعل ضمیر ہوتی ہے جیسے: مَا اَحْسَنَ زَیدًا ای: اَیُّ شَیْءٍ اَحْسَنَ زَیدًا، "مَا" تعجبیہ مبتدا، "اَحْسَنَ" فعل، "ھُوَ" ضمیر مستتر اس کا فاعل، "زیدًا" مفعول بہ، فعل فاعل مفعول بہ جملہ فعلیہ خبر یہ خبر برائے مبتدا۔ فعل تعجب میں مفعول بہ "زید" ترکیبی لحاظ سے تو مفعول بہ ہے لیکن معنوی مرادی اعتبار سے فاعل ہے کیونکہ اس کا معنی ہے "زید کتنا خوبصورت ہے"۔

"اَفْعِلْ بِہٖ" صیغہ امر کا ہے لیکن خبر کے معنی میں ہے(۲)، اصل میں "اَحْسَنَ زَیدٌ" ہے یعنی "صَارَ ذَا حُسْنٍ" اس سے اشارہ ہے کہ شروع کا ہمزہ صیرورت کا ہے۔

فائدہ: باوجود یکہ فاعل عمدہ ہوتا ہے اور عمدہ کا حذف کرنا جائز نہیں لیکن پھر بھی افعال تعجب میں اگر تکرار وغیرہ ہو تو ایک پر اکتفا کر کے دوسرے کو حذف کرتے ہیں جیسے: اَسْمِعْ بِھِمْ وَاَبْصِرْ ای: اَسْمِعْ بِھِمْ وَاَبْصِرْ بِھِمْ۔

= تصغیر کا ارادہ ہو تو فعل کی تصغیر کرتے ہیں تاکہ وہ مصدر کی تصغیر کے قائم مقام ہو۔

تصحیح کے متعلق جواب یہ ہے کہ اسم کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اگر اسم کے بعض احکام اس پر جاری ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، جیسے اسم تفضیل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے کبھی اس کی تصغیر لاتے ہیں۔ علاوہ ازیں کئی افعال ایسے ہیں کہ ان میں بھی تصحیح جاری ہوتی ہے جیسے: اِسْتَحْوَذَ، اِسْتَصْوَبَ۔

(۱) کیونکہ افعال کی دو قسمیں ہیں: ثلاثی، رباعی۔ ثلاثی کو رباعی کی طرف نقل کرنا جائز ہے کہ ایک اصل سے دوسرے اصل کی طرف انتقال ہے، نیز ثلاثی اخف ہے، اس کے شروع میں ہمزہ کی زیادتی باعثِ ثقل نہیں، لیکن رباعی کو خماسی کی طرف منتقل کرنا جائز نہیں کہ اصل کا انتقال غیر اصل کی طرف ہے، علاوہ ازیں رباعی کے شروع میں زیادتی باعثِ ثقل بھی ہے۔

(۲) مبالغہ فی المدح کے لئے امر کا صیغہ استعمال کیا، "با" اس لئے زیادہ کی کہ امر حقیقی اور اس میں فوراً فرق ظاہر ہو جائے۔

Scanned with CamScanner

باب سوم در عمل اسمائے عاملہ و آں یازدہ قسم است: اول: اسمائے شرطیہ بمعنی اِن و آں نہ است: مَن وَ مَا و اَینَ وَ مَتٰی وَ اَیُّ وَ اَنّٰی وَ اِذمَا وَ حَیثُمَا وَ مَہمَا فعل مضارع را بجزم کنند چوں: مَن تَضرِب اَضرِبُ(۱) وَ مَا تَفعَل اَفعَلُ(۲) وَ اَینَ تَجلِس اَجلِس(۳) وَ مَتٰی تَقُم اَقُم(۴) وَ اَیُّ

(باب سوم در عمل اسمائے عاملہ......الخ) باب سوم میں اسمائے عاملہ کا بیان ہے، اسمائے عاملہ گیارہ ہیں:

اول اسمائے شرطیہ: اسمائے شرطیہ درج ذیل ہیں۔

من وما مہما وایّ حیثما اِذ ما متی   اینما انّی نہ اسم جازمند مر فعل را

بعض نحویین نے ''اَیّان'' کو بھی شمار کیا ہے، یہ تمام اسماء ہیں، ''اِذ ما'' میں بعض اختلاف کرتے ہیں اور اسے حرف قرار دیتے ہیں۔

---

(۱) مَن تَضرِب اَضرِبُ: جس کو تو مارے گا میں ماروں گا۔ ''مَن'' اسمِ شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلاً مبنی بر سکون، ''تَضرِب'' فعلِ مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیرِ بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بـ ''اَنتَ'' جس میں ''اَن'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اَضرِبُ فعلِ مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بـ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۲) مَا تَفعَل اَفعَلُ: جو تو کرے گا میں کروں گا۔ ''مَا'' اسمِ شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلاً مبنی بر سکون، ''تَفعَل'' فعلِ مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیرِ بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بـ ''اَنتَ'' جس میں ''اَن'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اَفعَل فعلِ مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بـ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۳) اَینَ تَجلِس اَجلِس: جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا۔ ''اَینَ'' اسمِ شرط مفعول فیہ مقدم منصوب محلاً مبنی بر فتح، ''تَجلِس'' فعلِ مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیرِ بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بـ ''اَنتَ'' جس میں ''اَن'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اَجلِس فعلِ مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بـ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۴) مَتٰی تَقُم اَقُم: جب تو کھڑا ہوگا میں کھڑا ہوں گا۔ ''مَتٰی'' اسمِ شرط مفعول فیہ مقدم منصوب محلاً مبنی بر سکون، ''تَقُم'' فعلِ مضارع =

شَیءٍ تَاْکُلْ اٰکُلْ(۱) وَ اَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ(۲) وَ اِذْ مَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ(۳) وَحَیْثُمَاتَقْصِدْ

یہ اسماء فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں اور ''اِنْ'' شرطیہ کے معنی میں ہوتے ہیں، ''اِنْ'' شرطیہ کے معنی میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ''اِنْ'' سببیت کے لئے آتا ہے اور فعل مضارع پر داخل ہو کر اسے جزم دیتا ہے اسی طرح یہ اسماء بھی سببیت کے لئے آتے ہیں اور فعل مضارع پر داخل ہو کر اسے جزم دیتے ہیں، اسمائے شرطیہ اور ''اِنْ'' میں بہت فرق ہے، ''اِنْ'' حرف غیر مستقل ہے اور اسمائے شرطیہ بذات خود مستقل ہیں، اسی سببیت سے یہ بات جاننی چاہیے کہ شرط وجزا میں اصل سببیت ہے، اگر کہیں سببیت نہ ہو تو اسے شرط وجزا نہیں کہیں گے، اگرچہ اس کی شکل وصورت شرط وجزا والی ہو مثلاً: کوئی اسم شرط ہو اور اس کے بعد ''فا'' ہو جیسے: مَنْ کَفَرَ فَاُمَتِّعُہٗ .مذکورہ بالا مثال میں ''من'' اسم شرط اس کے بعد ''فا'' ہے شرط وجزا کی ہیئت ہے، لیکن سببیت نہ ہونے کی وجہ سے یہ شرط وجزا نہیں، اس لئے کہ کفر تمتع کا سبب نہیں۔

= معروف صحیح مجرد از ضمیرِ بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بـــ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اَقُمْ فعلِ مضارع معروف صحیح از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بـــ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۱) اَیَّ شَیءٍ تَاْکُلْ آکُلْ: جو تو کھائے گا میں کھاؤں گا۔ ''اَیَّ'' مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح منصوب لفظاً اسم شرط مضاف، ''شَیءٍ'' مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ مقدم، ''تَاْکُلْ'' فعلِ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیرِ بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بـ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، آکُلْ فعلِ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بـــ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۲) اَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ: جہاں تو لکھے گا میں لکھوں گا۔ ''اَنّٰی'' اسم شرط مفعول فیہ مقدم منصوب محلاً مبنی بر سکون، ''تَکْتُبْ'' فعلِ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیرِ بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بـــ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اَکْتُبْ فعلِ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بـ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۳) اِذْ مَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ: جب تو سفر کرے گا میں سفر کروں گا۔ ''اِذْ مَا'' اسم شرط مفعول فیہ مقدم منصوب محلاً مبنی بر سکون، ''تُسَافِرْ'' فعلِ =

اُقْصِدْ(۱) وَمَهْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ(۲).

من وما: "من" عموماً ذوی العقول کے لئے جیسے: مَنْ يَعْمَلْ سُوْءً يُجْزَ بِهٖ. اور "ما" غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے جیسے: وَمَاتَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللهُ. مَانَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَااَوْ مِثْلِهَا.

مهما: اسم شرط ہے، ظرفیت کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا جیسے: مَهْمَا تَاْتِنَابِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِتَسْحَرَنَا بِهَافَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ. بعض کے نزدیک ظرفیت کے لئے ہے، یہ بسیط ہے مرکب نہیں جب کہ بعض کہتے ہیں کہ اصل میں "مَامَا" تھا، ہمزہ حرف حلقی کی جگہ "ھا" لگائی تو "مهما" بن گیا، اصل "ما" پہلا ہے اور دوسرا زائدہ ہے، "اَمَّا" اسی سے بنتا ہے لیکن حرف ہوتا ہے۔

ان تینوں کے بعد فعل لازم ہوگا یا متعدی، اگر فعل متعدی ہو اور مفعول کا تقاضا کرے تو یہ تینوں محلاً منصوب اس کے لئے مفعول بہ بنیں گے، اگر فعل لازم ہو یا متعدی مفعول کا تقاضا نہ کرے تو یہ مبتدا ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہوں گے البتہ خبر میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک صرف جزا اور بعض کے نزدیک دونوں خبر ہوں گے، ان کی جزائیں

= مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنْتَ" جس میں "اَنْ" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون "تَ" علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اُسَافِرْ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنَا" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۱) حَيْثُمَا تَقْصِدْ اَقْصِدْ: جہاں کا تو قصد کرے گا میں قصد کروں گا۔ "حَيْثُمَا" اسم شرط مفعول فیہ مقدم منصوب محلاً مبنی بر سکون، "تَقْصِدْ" فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنْتَ" جس میں "اَنْ" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون "تَ" علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اَقْصِدْ فعل مضارع معروف صحیح از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنَا" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۲) مَهْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ: جب تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا۔ "مَهْمَا" اسم شرط مفعول فیہ مقدم منصوب محلاً مبنی بر سکون، "تَقْعُدْ" فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنْتَ" جس میں "اَنْ" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون "تَ" علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اَقْعُدْ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنَا" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

Scanned with CamScanner

....

ایک ضمیر ہوتی ہے جو اسم مبتدا کی طرف لوٹتی ہے جیسے: مَنْ کَانَ لَه إمَامٌ فَقِرَاءَةُ الإمَامِ لَه قِرَاءَةٌ. "لہ" ضمیر کا مرجع "من" ہے اور "من" سے مقتدی مراد ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ جس کا امام ہو تو امام کی قراءت مقتدی کے لئے کافی ہے۔ غیر مقلدین کا مشہور اعتراض ہے کہ "لہ" ضمیر کا مرجع "امام" ہے جو کہ قریب ہے، لہذا وہ کہتے ہیں کہ امام کی قراءت اسی کے لئے ہے اور مقتدی کو قراءت پڑھنی ہوگی، چنانچہ اس کا جواب یہ ہے کہ "فَقِرَاءَةُ الإمَامِ لَه قِرَاءَةٌ" یہ جزا ہے اور جزا میں ضمیر اسم مبتدا کی طرف راجع ہوتی ہے اور وہ "من" ہے جس سے مقتدی مراد ہے۔

متی، إذ ما، أیّان: ظرف زمان ہیں، متی جیسے: مَتَىٰ تَقُمْ أقُمْ. اور شاعر کا قول ہے۔

أنَا ابْنُ جَلَا وَ طَلَّاعُ الثَّنَايَا ۔۔۔ مَتَىٰ أضَعِ العِمَامَةَ تَعْرِفُوْنِي

"إذ ما" اکثر کے نزدیک حرف اور "إن" کے مترادف ہے اور بعض کے نزدیک ظرف زمان ہے۔

أین، أنّی، حیثما(۱): ظرف مکان ہیں۔

اگر ان اسماء کے بعد فعل تام ہو تو یہ اس کے لیے مفعول فیہ بنیں گے، اگر فعل ناقص ہو تو اس کی خبر بنیں گے، اگر خبر مشتق ہو تو اس خبر کا معمول ورنہ انہیں افعال ناقصہ کے لئے ظرف مفعول فیہ بنیں گے۔ یہ اسماء کبھی مبتدا نہیں بن سکتے کیونکہ ظروف مسند ہوتے ہیں اور مبتدا مسند الیہ ہوتا ہے۔

أیّ (۲): "أیّ" کا حکم اپنے مضاف الیہ کے حکم کے مطابق ہوگا، اگر مضاف الیہ ظرف ہے تو یہ بھی ظرف مفعول فیہ ہوگا، اگر مضاف الیہ مصدر ہے تو "أیّ" مفعول مطلق ہوگا، اگر ذوی العقول ہو تو "من" کی طرح، غیر ذوی

---

(۱) حَيْثُمَا تَسْتَقِمْ يُقَدِّرْ لَكَ اللهُ ۔۔۔ نَجَاحًا فِيْ غَابِرِ الأزْمَانِ

"تم جہاں کہیں ہو، اگر اچھا سلوک کیا اور صحیح راستے پر چلے تو اللہ رب العزت تمہیں کامیابی سے ہم کنار فرمائیں گے"۔

فَشَدَّ وَلَمْ يُنْظِرْ بُيُوْتًا كَثِيْرَةً ۔۔۔ لَدَىٰ حَيْثُ ألْقَتْ رَحْلَهَا أمُّ قَشْعَمِ

"دشمن پر حملہ کیا اور کئی گھرانوں کو مہلت نہ دی جہاں موت نے اپنا سامان رکھا تھا"۔

"حَیْثُ" جملے کی طرف ہی مضاف ہوتا ہے، البتہ کبھی کبھار مفرد کی طرف بھی اس کی اضافت ہوتی ہے جیسے

وَنَطْعَنُهُمْ تَحْتَ الْكُلَىٰ بَعْدَ ضَرْبِهِمْ ۔۔۔ بِبِيْضِ الْمَوَاضِيْ حَيْثُ لَيِّ الْعَمَائِمِ

"ہم دشمنوں کے سر اڑانے کے بعد ان کے پہلوؤں کو بھی نیزوں سے پھاڑ دیتے ہیں"۔

(۲) أيًّا مَا تَدْعُوْا فَلَهُ الأسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ. أيَّمَا الأجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ. کبھی استفہام کے لئے آتا ہے جیسے: أيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖ إيْمَانًا. فَبِأيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ. کبھی موصولہ جیسے: ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ أيُّهُمْ أشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا. کبھی معنی=

Scanned with CamScanner

دوم اسمائے افعال بمعنی ماضی چوں: هَيْهَاتَ وَ شَتَّانَ وَ سَرْعَانَ اسم را بنا بر فاعلیت بر فع کنند چوں:
هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ أي: بَعُدَ (۱). سوم اسمائے افعال بمعنی امر حاضر چوں: رُوَيْدَ وَ بَلْهَ وَ حَيَّهَلَ

العقول ہو تو "ما" کی طرح ہوگا۔

لحوق "ما" کے اعتبار سے اسمائے شرطیہ کی تقسیم

اسمائے شرطیہ کے ساتھ "ما" لگے گا یا نہیں اور کن اسماء کے ساتھ لگے گا؟ اس اعتبار سے ان کی تین قسمیں ہیں:

1. من، ما، مھما، أنی: ان کے ساتھ "ما" زائدہ بالکل نہیں آتا۔
2. إذ، حیث: جب یہ شرط کے لئے ہوں تو ان کے ساتھ "ما" کا اتصال ضروری ہے، بغیر "ما" کے یہ شرطیہ نہیں بنیں گے جیسے: إذْقَالَ رَبُّكَ، وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ. شرطیہ کی مثال: وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَه.
3. باقی میں اختیار ہے، "اِن" شرطیہ کا بھی یہی حکم ہے۔

(دوم اسمائے افعال بمعنی ماضی ......الخ) وہ اسماء جو ایسے فعل پر دلالت کریں کہ وہ فعل دال علی المعنی ہو، بعض نے تعریف یوں کی ہے "ایسے اسماء جو معنیٔ فعل پر دلالت کریں" ان کے مدلول میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک ان کا مدلول فعل کے مدلول کی طرح زمانہ اور حدث دونوں ہیں اور بعض کے نزدیک ان کا معمول لفظ فعل ہے اس حیثیت سے کہ وہ معنی فعل پر دال ہو، صرف لفظ فعل مدلول نہیں۔ اسمائے افعال باعتبار عمل دو قسم پر ہیں:

1. وہ اسماء جو اسم ظاہر میں عمل کرتے ہیں: هَيْهَاتَ، شَتَّانَ، سَرْعَانَ ان کا فاعل ہمیشہ اسم ظاہر ہوگا۔

هَيْهَاتَ اصل میں هَيْهَيَتْ تھا، یائے ثانی متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے تبدیل ہوگئی، اس

=کمال پر دلالت کرتا ہے جیسے: زَيْدٌ رَجُلٌ أَيُّ رَجُلٍ. مَرَرْتُ بِعَبْدِاللهِ أَيِّ رَجُلٍ. کبھی حرف نداء اور منادیٰ کے درمیان آتا ہے جیسے: يَاأَيُّهَاالَّذِيْنَ آمَنُوا.

(۱) هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ: کتنا دور ہو گیا عید کا دن۔ "هَيْهَاتَ" اسم فعل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر فتح؛ "يَوْمُ" مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "الْعِيْدِ" مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل قائم مقام خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ؛ "أي" حرف تفسیر مبنی بر سکون "بَعُدَ" فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر ہے "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے "يَوْمُ الْعِيْدِ"، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ مفسرہ ہوا۔

فائدہ: بَعُدَ کو انشائیہ اس لئے قرار دیا کہ یہ باب "كَرُمَ" سے ہے، اور باب "كَرُمَ" کی خاصیت تعجب ہے، تو مفسّر اور مفسَّر انشائیت میں متحد ہو گئے اور انشاء کی تفسیر خبر سے لازم نہ آئی۔

Scanned with CamScanner

وَعَلَيْكَ وَ دُونَكَ وَ هَا. اسم را نصب کنند بنا بر مفعولیت چوں رُوَيْدَ زَيْداً أي: أمْهِلْهُ(۱).
چہارم اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال عمل فعل معروف کند بشرط آنکہ اعتماد کردہ باشد بر لفظیکہ پیش ازو باشد، وآں لفظ یا مبتدا باشد در لازم چوں: زَيْدٌ قَائِمٌ أبُوهُ(۲) و در متعدی چوں: زَيْدٌ ضَارِبٌ أبُوه

میں "تا" مفتوح ہے اور کبھی ساکن پڑھتے ہیں۔ "شَتَّانَ" میں نون کا کسرہ بھی جائز ہے۔ "سَرْعَانَ" میں "سین" پر تینوں حرکتیں جائز ہیں لیکن فتحہ مشہور ہے۔

اسمائے افعال بمعنی ماضی میں تعجب کا معنی پایا جاتا ہے هَيْهَاتَ يَوْمُ العِيْدِ عید کا دن کتنا دور ہو گیا۔ سَرْعَانَ زَيْدٌ زید کتنا تیز چلا۔

❷ وہ اسما جو ضمیر میں عمل کرتے ہیں: رُوَيْدَ، بَلْهَ، حَيَّهَلْ، هَلُمَّ۔

سوم اسمائے افعال بمعنی امر حاضر: یہ غیر متصرف ہیں ان کا تثنیہ و جمع نہیں آتا جیسے: هَاتِ، هَلُمَّ. تَعَالَ کو بھی ان میں شمار کرتے ہیں لیکن مولانا عبد الحق حقانی نے لکھا ہے کہ "هَاتِ" فعل ہے اسم فعل نہیں، "هَاتَى يُهَاتِي مُهَاتَاة" بمعنی بھاگنا، "هَبْ" بمعنی چھوڑ دو، فرض کرو۔ یہ بھی اسمائے افعال میں سے ہے، جیسے: وَهَبِ المَلَامَةَ ایک "هَبْ" بمعنی دے دو ہے وہ فعل ہے اسم فعل نہیں جیسے: رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا۔

فائدہ: اسمائے افعال کا معمول ان پر مقدم نہیں ہو سکتا، اسمائے افعال کے بعد اگر فعل مضارع ہو تو مجزوم نہیں ہوگا۔

(چہارم اسم فاعل بمعنی حال......الخ) اسمِ فاعل وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور ایسی ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل بطریق حدوث قائم ہو، حدوث کا مطلب یہ ہے کہ وہ فعل مسبوق بالعدم ہو جیسے: أنَا ضَارِبٌ کہ پہلے ضرب

---

(۱) رُوَيْدَ زَيْداً: زید کو ضرور مہلت دو۔ رُوَيْدَ اسم فعل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر فتح، ضمیر مستتر معرب "أنْتَ" جس میں "أنْ" ضمیر مرفوع متصل قائم مقام خبر مرفوع محلاً مبنی بر سکون، "تا" علامتِ خطاب مبنی بر فتح، زَيْداً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، اسم فعل مبتدا اپنے قائم مقام خبر اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ "أي" حرف تفسیر مبنی بر سکون، أمْهِلْ فعلِ امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معرب "أنْتَ"، جس میں "أنْ" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، "تا" علامتِ خطاب مبنی بر فتح، "ها" ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے زید، أمْهِلْ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۲) زَيْدٌ قَائِمٌ أبُوهُ: زید کا باپ کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا۔ زَيْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، قَائِمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، "أبُو" اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواؤ مضاف، "ها" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، اسمِ فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

Scanned with CamScanner

یا موصوف چوں: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَبُوہ بَکْراً (۲) یا موصول چوں: جَاءَ نِی عَمْرواً(۱)

نہیں تھی اب موجود ہے۔ البتہ اگر کوئی لفظی یا معنوی قرینہ پایا جائے تو پھر اسم فاعل کی دلالت حدثی نہیں ہوتی، اس صورت میں اسم فاعل صرف صورتاً ہوگا درحقیقت وہ صفتِ مشبہ ہے۔ لفظی قرینہ جیسے:

اسم فاعل ثلاثی مجرد کی اضافت فاعل کی طرف ہو جیسے: لِی صَدِیْقٌ رَاجِحُ الْعَقْلِ، رَابِطُ الْجَاشِ، حَاضِرُ الْبَدِیْهَةِ.

یا پھر اس کا مادہ ہی دوام پر دلالت کرے جیسے: دَائِمٌ، خَالِدٌ وغیرہ۔

معنوی قرینہ جیسے: مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن اور باری تعالیٰ کی وہ تمام صفات جو صیغہ اسم فاعل کی صورت میں ہیں۔

اسم فاعل معرف باللام ہوگا یا نہیں، اگر معرف باللام ہو تو علی الاطلاق عمل کرتا ہے، جیسے: هٰذَا الضَّارِبُ زَیْداً اَمْسِ اَوِ الْاٰن، اَو غَداً. چاہے اس کا فاعل اسم ظاہر ہو یا ضمیر، حال کے معنی میں ہو یا استقبال کے معنی میں، موصوف ہو یا نہ ہو، مصغر ہو یا مکبر تمام صورتوں میں عمل کرتا ہے، کیونکہ اس صورت میں ''الف لام'' بمنزلہ ''الذی'' ہے اور اسم فاعل بمنزلہ فعل اور فعل مطلقاً عمل کرتا ہے۔

اسم فاعل اگر مجرد عن اللام ہو تو فاعل مضمر، حال، تمیز، مستثنیٰ، مفعول لہ، مفعول معہ، مصدر میں بلا کسی شرط مطلقاً عمل کرتا ہے۔

اگر فاعل اسم ظاہر ہو یا اس کا مفعول بہ ہو تو اس میں عمل کرنے کی چند شرائط ہیں:

❶ موصوف نہ ہو۔

---

(۱) زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرواً: زید کا باپ عمرو کو مارتا ہے یا مارے گا۔ زَیْدٌ بترکیب سابق مبتدا، ضَارِبٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، اَبُوْ بترکیب سابق مضاف، ''ھا'' بترکیب سابق مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، عَمْرواً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَبُوْهُ بَکْراً: میں ایسے مرد کے پاس سے گزرا جس کا باپ زید کو مارتا ہے یا مارے گا۔ مَرَرْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلاً مبنی بر ضم، ''با'' حرف جار مبنی بر کسر، رَجُلٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً موصوف، ضَارِبٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، اَبُو اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواؤ مضاف، ''ھا'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، بَکْراً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

الْقَائِمُ أَبُوهُ(۱) وَجَاءَنِي الضَّارِبُ أَبُوهُ عَمروًا(۲) یا ذوالحال چوں:جَاءَنِی زَیْدٌ رَاکِبًا

❷ مصغّر نہ ہو(۳)۔

❸ چھ چیزوں میں سے کسی ایک چیز پر اعتماد حاصل ہو(۴)۔

- مبتدا یعنی مسند الیہ پر جیسے:زیدٌ ضاربٌ أبوه عمروًا.
- موصوف پر(۵) جیسے:مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أبوه عمروًا.
- موصول پر جیسے:جَاءَنِی الضَّارِبُ أبوه عمروًا.
- ذوالحال پر جیسے:جَاءَنِی زَیْدٌ رَاکِبًا غُلَامُه فَرَسًا.

(۱) جَاءَنِیْ القَائِمُ اَبُوْهُ: میرے پاس ایسا آدمی آیا جس کا باپ کھڑا تھا یا کھڑا ہوتا ہے یا کھڑا ہوگا۔جاءَ فعلِ ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب،نون برائے وقایہ مبنی بر کسر،"یا"ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون،"الف لام" بمعنی "الّذِی"اسم موصول مبنی بر سکون،قائم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر،اَبُو بترکیب سابق مضاف،"ھا"ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے اسمِ موصول،مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، اسمِ فاعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ،اسمِ موصول اپنے صلے سے مل کر فاعل مرفوع محلاً،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جَاءَنِیْ الضَّارِبُ اَبُوْهُ عَمروًا: میرے پاس ایسا آدمی آیا جس کے باپ نے عمرو کو مارا یا مارتا ہے یا مارے گا۔جاءَ فعلِ ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب،نون برائے وقایہ مبنی بر کسر،"یا"ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون،"الف لام" بمعنی "الّذِی"اسم موصول مبنی بر سکون،ضاربٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر،اَبُو بترکیب سابق مضاف،"ھا"ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے اسمِ موصول،مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل،عَمرًا مفعول بہ،اسمِ فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر صلہ،اسمِ موصول اپنے صلے سے مل کر فاعل مرفوع محلاً،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) کیونکہ موصوف اور مصغّر ہونا اسم کی علامات ہیں،ان کی وجہ سے اسمِ فاعل کی مشابہت فعل مضارع کے ساتھ کمزور پڑ جاتی ہے اور اسمِ فاعل کا عمل اسی مشابہت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(۴) اعتماد کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک اسمِ فاعل سے پیشتر ہو۔اعتماد کی شرط اس لئے لگائی کہ اعتماد سے اسمِ فاعل کی مشابہت فعل کے ساتھ قوی ہو جاتی ہے جیسے فعل مسند ہوتا ہے اسی طرح اسمِ فاعل بھی مبتدا،موصوف،ذوالحال،اسمِ موصول کے بعد مسند ہوتا ہے،حرفِ نفی اور حرفِ استفہام کے بعد واقع ہونے سے مشابہت اس لئے قوی ہوتی ہے کہ اکثر و بیشتر ان دونوں کے بعد فعل واقع ہوتا ہے۔یہ شرط سیبویہ اور بصریین کے نزدیک ہے،کوفیین اور اخفش کے نزدیک اعتماد شرط نہیں،لہذا "ضَارِبٌ زَیْدٌ عَمروًا" کہنا ان کے ہاں جائز ہے۔

(۵) موصوف ملفوظ ہو جیسے مثال مذکور میں یا مقدر ہو جیسے:مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ میں "مُخْتَلِفٌ" اسم فاعل کا موصوف "عَسَلٌ" مقدر ہے، اسی طرح "یَا طَالِعًا جَبَلًا" میں "طَالِعًا" اسم فاعل کا موصوف "رَجُلًا" مقدر ہے۔

Scanned with CamScanner

غُلَامُہ فَرَساً (۱) یا ہمزہ استفہام چوں: أَضَارِبٌ زَیْدٌ عمرواً (۲) یا حرف نفی چوں: مَاقَائِمٌ

- ہمزہ استفہام پر جیسے: أَضَارِبٌ زَیْدٌ عمرواً (۳)۔

- حرف نفی پر جیسے: مَاقَائِمٌ زَیْدٌ (٤)۔

❹ حال یا استقبال کے معنی میں ہو، ماضی کے معنی میں نہ ہو، اگر ہو تو عمل نہیں کرے گا قرآن میں اس کی ایک مثال آئی ہے کہ ماضی کے معنی میں ہوتے ہوئے بھی عمل کر رہا ہے جیسے: وَکَلْبُھُم بَاسِطٌ ذِرَاعَیْہِ بِالْوَصِیْد. امام کسائی اس میں تأویل نہیں کرتے کیونکہ اسم فاعل ان کے نزدیک مطلقاً عمل کرتا ہے، جمہور اس میں تأویل کرتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ حکایت حال ہے کہ متکلم فعلِ ماضی کو زمانہ حال میں واقع فرض کرے جیسے: فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ أَنْبِیَاءَ اللهِ مِنْ قَبْلُ اس بات پر دال ہے کہ قتلِ انبیاء زمانہ ماضی میں ہوا، پھر بھی اسے "تَقْتُلُوْنَ" بصیغہ حال سے بطورِ حکایت ماضی تعبیر کیا، گویا متکلم اس فعل ماضی کو زمانہ تکلم میں حاضر کرتا ہے تاکہ مخاطب اس کو تصور کر کے تعجب کریں، اسی طرح "بَاسِطٌ ذِرَاعَیْہِ". میں اسمِ فاعل "بَاسِطٌ" بطورِ حکایت بمعنی حال ہے، اور کچھ کہتے ہیں کہ "بَاسِطٌ" بمعنی بسیط ہے۔

فائدہ: اسم فاعل کی نسبت اپنے فاعل کی طرف ہو تو وہ مکمل جملہ نہیں بلکہ شبہ جملہ کہلاتا ہے، اگر اسم فاعل نفی

---

(۱) جَاءَنِیْ زَیْدٌ رَاکِبًا غُلَامُہٗ فَرَسًا: میرے پاس زید آیا اس حال میں کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار تھا۔ جاءنی بترکیب سابق، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ذوالحال، رَاکِبًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، غُلَام مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی برضم راجع بسوئے ذوالحال، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فَرَسًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲) أَضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًوا: کیا زید عمرو کو مارتا ہے یا مارے گا۔ ہمزہ برائے استفہام مبنی برفتح، ضَارِبٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا کی قسم دوم اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل قائم مقام خبر، عَمْرًوا بترکیب سابق مفعول بہ، مبتدا کی قسم دوم اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) حرف استفہام مذکور ہو یا مقدر جیسے: قَائِمٌ الزَّیْدَانِ أَمْ قَاعِدُھُمَا. میں ہمزۂ استفہام مقدر ہے، یہ استفہام کبھی اسم سے مستفاد ہوتا ہے، جیسے: کَیْفَ جَالِسٌ الْعُمْرَانِ. اسی طرح "مَا، مَنْ، مَتٰی، أَیْنَ" سے بھی استفہام مستفاد ہوتا ہے۔

(۴) حرف نفی ظاہر اہو جیسے مثال مذکور میں یا تأویلاً جیسے: "إِنَّمَا قَائِمٌ الزَّیْدَانِ" کہ یہ "مَا قَائِمٌ إِلَّا الزَّیْدَانِ" کی تأویل میں ہے۔ اسی طرح حرف نفی خواہ "مَا" ہو جیسے مثال مذکور یا "إِنْ" ہو جیسے: "إِنْ قَائِمٌ الزَّیْدَانِ" کبھی یہ نفی اسم سے حاصل ہوتی ہے جیسے

وَلَا تَغْتَرِرْ بِعَارِضٍ سِلْمٍ

غَیْرُ لَاهٍ عِدَاكَ فَاطْرِحِ اللَّھْوَ

کبھی یہ نفی فعل سے مستفاد ہوتی ہے جیسے: لَیْسَ قَائِمٌ الزَّیْدَانِ.

Scanned with CamScanner

زَیْدٌ (۱) ہماں عمل کہ قَامَ وَ ضَرَبَ می کرد قَائِمٌ وَضَارِبٌ می کند۔
پنجم اسم مفعول بمعنی حال واستقبال عمل فعل مجہول کند بشرط مذکور چوں: زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ (۲)

واستفہام کے بعد آجائے تو پھر مکمل جملہ کہیں گے جیسے: اَضارِبٌ زیدٌ، ماقائمٌ زیدٌ نفی عام ہے حرف کے ذریعے ہو یا اسم کے ذریعے جیسے: غیرُ قائمٍ زیدٌ عند النحاۃ یہ ایک ایسا مبتدا ہے جس کی خبر نہیں ہوتی۔

فائدہ: اسم فاعل جب اپنے فاعل یا مفعول کی طرف مضاف ہو تو مفید تعریف نہیں ہوتا بلکہ اسے اضافت لفظی کہتے ہیں، اس سے تخفیف کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، اگر اسم فاعل مفید للدوام والاستمرار ہو تو پھر باوجودیکہ اضافت لفظی ہو تعریف کا فائدہ دیتا ہے جیسے: مَالِكِ یومِ الدِّین "مالک" اسم فاعل اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے چونکہ اس میں استمرار کا معنی ہے اس لیے مفید للتعریف ہے کہ لفظ "اللہ" کی چوتھی صفت ہے، موصوف معرفہ ہے تو صفت بھی معرفہ ہے، اسی طرح غافرِ الذّنبِ وقابلِ التّوبِ شدیدِ العقابِ ذِی الطَّوْلِ. کہ "غافر الذنب" سے تعریف کا فائدہ حاصل ہے۔

اسم فاعل، اسم مفعول ودیگر مشتقات میں کوئی متعین ضمیر نہیں ہوتی بلکہ ماقبل کے اعتبار سے ھُوَ، اَنْتَ، اَنا، نَحْنُ وغیرہ نکالیں گے۔ بعض حضرات ہر صورت میں ضمیر غائب کے قائل ہیں: اَنْتَ عَالِمٌ، نَحْنُ عَالِمُوْنَ جیسی مثالوں میں کہتے اَنْتَ رَجُلٌ عَالِمٌ، نَحنُ رِجَالٌ عَالِمُونَ۔

فائدہ: اسم فاعل کی اضافت اپنے فاعل کی طرف جائز نہیں زیدٌ قائمُ اَبِیہ کہنا درست نہیں بخلاف اسم مفعول کے کہ وہاں اضافۃ اسم المفعول الی مرفوعہ جائز ہے کہ زیدٌ مضروبُ اَبِیہ کہہ سکتے ہیں۔

(پنجم اسم مفعول بمعنی حال......الخ) اسم مفعول (۳) وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور ایسی ذات پر دلالت کے لئے وضع کیا گیا ہو جس پر معنی حدثی (فاعل کا فعل) واقع ہو، اسم مفعول کے عمل کی وہی شرائط ہیں جو اسم فاعل کی ہیں یعنی

---

(۱) مَا قَائِمٌ زَیْدٌ: زید کھڑا نہیں یا کھڑا نہیں ہوگا۔ مَا نافیہ، قائمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا کی قسم دوم اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل قائم مقام خبر، مبتدا کی قسم دوم اپنے فاعل/ قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ: زید کا باپ مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا۔ زَیْدٌ بترکیب سابق مبتدا، مَضْرُوْبٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، اَبُوْ اسمائے ستہ سے مرفوع بواؤ مضاف، "ہا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی برضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) اِسْمُ المَفْعُوْلِ اصل میں اِسْمُ الْمَفْعُوْلِ بِہٖ تھا، جار کو حذف کر کے ضمیر کو "المَفْعُوْل" میں مستتر کر دیا، یہ "فَعَلْتُ بِہِ الضَّرْبَ" بمعنی "اَوْقَعْتُہٗ" سے ماخوذ ہے، اگر "بہ" کو مقدر نہ مانیں تو مفعول کا مصداق حدث ہے نہ کہ وہ جس پر حدث واقع ہے تو خلاف مقصود لازم آئے گا، کیونکہ یہاں اس اسم کا ذکر مقصود ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس پر حدث واقع ہوتا ہے نہ کہ اس اسم کا جو حدث پر دلالت کرے۔

Scanned with CamScanner

وَعَمْرٌو مُعْطًى غُلَامُہ(۱)، وَبَكْرٌ مَعْلُوْمٌ اِبْنُہ فَاضِلًا(۲)، وَ خَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُہ عَمْرواً

معرف باللام مطلقاً عمل کرتا ہے جیسے: جَاءَ نِيَ الْمُعْطَى غُلَامُہ دِرْهَماً اَمْسِ، جَاءَ نِيَ الْمُعْلَمُ اَبُوْهُ زَيْداً قَائِماً.
فرق صرف اتنا ہے کہ اسم فاعل نسبت قیامیہ پر اور اسم مفعول نسبت وقوعیہ پر دلالت کرتا ہے۔ اسم فاعل لازم ومتعدی دونوں سے آتا ہے اور اسم مفعول صرف متعدی سے آتا ہے۔

بعض صیغے اگر چہ اسم مفعول کے وزن پر نہیں لیکن اسم مفعول کے معنی پر دلالت کرتے ہیں جیسے: فَعِيْل بمعنی مَفْعُوْل جَرِيْح بمعنی مَجْرُوْح . فِعْل ذِبْح بمعنی مَذْبُوْح .فَعَلٌ قَنَصٌ بمعنی مَنْقُوْص. فُعْلَةٌ غُرْفَةٌ، مُضْغَةٌ، اُكْلَةٌ بمعنی مَغْرُوْفَةٌ، مَمْضُوْغَةٌ، مَاكُوْلَةٌ. اور بعض صیغے "مَفْعُوْل" کے وزن پر ہوتے ہیں لیکن معناً اسم مفعول نہیں بلکہ مصدر کہلاتے ہیں جیسے: مَعْقُوْلٌ، مَجْلُوْدٌ، مَفْتُوْنٌ، مَيْسُوْرٌ، مَعْسُوْرٌ. سیبویہ کے نزدیک یہ لفظاً و معناً اسم مفعول ہی ہیں۔

اسم مبالغہ

اسم مبالغہ بعینہ اسم فاعل کی طرح ہے(۳)، اسم مبالغہ کی تعریف یہ ہے: "اسم مبالغہ وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات کے لئے وضع کیا گیا ہو جس کے ساتھ فعل کثرت وزیادتی کے ساتھ قائم ہو"۔ اس میں شرط یہ ہے کہ وہ فعل زیادت ونقصان کو قبول کرتا ہو کیونکہ جو فعل زیادت ونقصان کو قبول نہ کرتا ہو اس سے صیغہ مبالغہ نہیں آتا، لہذا کسی مقتول میت کے متعلق "مَوَّات، قَتَّال" نہیں کہہ سکتے۔

فائدہ: اسم فاعل، اسم مفعول اور اسم مبالغہ عمل میں شرائط کے اعتبار سے برابر ہیں کہ معرف باللام مطلقاً عامل

---

(۱) عَمْرٌو مُعْطًى غُلَامُہ: عمر کے غلام کو درہم دیا جاتا ہے یا دیا جائے گا۔ عَمْرٌو مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، مُعْطًى اسم مقصور مرفوع تقدیراً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، غُلَام مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ہا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل، دِرْهَماً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) بَكْرٌ مَعْلُوْمٌ اِبْنُہ فَاضِلاً: بکر کا بیٹا فاضل جانا جاتا ہے یا جانا جائے گا۔ بَكْرٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، مَعْلُوْمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، اِبْنٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ہا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل، فَاضِلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ هُو مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف مقدر شخصاً، صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف مقدر اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) کوفیین اسم مبالغہ کو عامل نہیں مانتے، اگر اس کے بعد اسم منصوب آئے تو اس کے لئے فعل مضمر مانتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

فَاضِلاً(۱) ہماں عمل کہ ضَرِبَ وَ اُعْطِیَ وَ اُخْبِرَ می کرد مَضْرُوبٌ وَ مُعْطًی وَ مَعْلُومٌ وَ مُخْبَرٌ می کند۔

اور مجرد عن اللام کے لئے شرائط ہیں۔اسم مبالغہ کے مشہوراوزان یہ ہیں:۱-فَعَّالٌ:فَعَّالٌ لِمَا یُرِیْدُ، ۲-مِفْعَالٌ: مِحْذَارٌ، مِرْصَادٌ یہ وزن اسم آلہ اور مبالغے میں مشترک ہے،۳-فَعُوْلٌ:اِن اللہ غفورٌ رحیمٌ .فَعِلٌ، فَعِیْلٌ قلیل الاستعمال ہیں جیسے: اِنَّہ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ، ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْم.اِنَّ اللہَ سَمِیْعٌ دُعَاءَ مَنْ دَعَاہُ.

فَعَّالٌ :اس کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کے لئے وہ فعل صناعت کی طرح ہو،کبھی یہ وزن نسبت پر دلالت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے :حَدَّاد، عَطَّار وغیرہ۔

فَعُوْلٌ:اس کے لئے جس سے وہ فعل کثرت سے صادر ہو۔

مِفْعَالٌ :اس کے لئے جس کے لئے فعل بمنزلہ آلہ ہو۔

فَعِیْلٌ:اس کے لئے جس کے لئے فعل بمنزلہ طبیعت ہو۔

فَعِلٌ :اس کے لئے جس کے لئے فعل بمنزلہ عادت ہو۔

ان کے علاوہ کچھ اور اوزان بھی ہیں لیکن وہ قلیل اور سماع پر موقوف ہیں جیسے :فِعِّیْلٌ:سِکِّیْرٌ، خِمِّیْرٌ، سِکِّیْتٌ .مِفْعَلٌ:مِسْعَرُ الحَرْبِ.

بوقتِ قرینہ بعض صیغے مبالغے کے معنی سے خالی ہوتے ہیں جیسے:اِنَّ اللہَ لایُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالاً فَخُوْرًا. یہاں کثرت فخر مراد نہیں، کیونکہ فخر مطلقا ناپسندیدہ ہے۔اسی طرح : وَمَا رَبُّکَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِیْد. "ظَلَّام" کثیر الظلم کے معنی میں نہیں بلکہ مطلق ظلم کی نفی ہے۔

---

(۱) خَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُہٗ فَاضِلاً: خالد کے بیٹے کو خبر دی جاتی ہے کہ عمرو فاضل ہے یا خبر دی جائے گی۔خَالِدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا،مُخْبَرٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم مفعول صیغہ واحد مذکر،اِبْنُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف،"ہا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا،مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل،عَمْرًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ اول فَاضِلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر،ضمیر مستتر معبر ـــــ ھو مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف مقدر شخصا،صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر صفت،موصوف مقدر اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ دوم،اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر خبر،مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

Scanned with CamScanner

ششم صفت مشبہ عمل فعل کند بشرط اعتماد مذکور چوں: زَیْدٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ (۱) ہماں عمل کہ حَسَنَ می کرد حَسُنَ می کند۔ ہفتم اسم تفضیل واستعمال او بر سہ وجہ است بہ "مِنْ" چوں: زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو (۲)

(ششم صفت مشبہ......الخ) صفتِ مشبہ وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور ایسی ذات کے لئے موضوع ہو جس کے ساتھ معنی حدثی بطور دوام وثبوت قائم ہو۔

اسم فاعل وصفت مشبہ میں فرق

1. اسم فاعل حدوث پر دلالت کرتا ہے اور صفت مشبہ دوام وثبوت پر۔
2. اسم فاعل کے اوزان قیاسی ہیں جب کہ صفت مشبہ کے اوزان سماعی ہوتے ہیں۔
3. اسم فاعل کا معمول اس پر مقدم ہو سکتا ہے۔ برخلاف صفت مشبہ کے معمول کے کہ وہ صفت مشبہ پر مقدم نہیں ہو سکتا۔
4. تصغیر کی صورت میں صفت مشبہ کا عمل باطل ہو جاتا ہے بخلاف اسم فاعل کے کہ اس کا عمل باطل نہیں ہوتا۔
5. صفت مشبہ کے عمل کے لئے وہی شرائط ہیں جو اسم فاعل کی بحث میں گزر چکی ہیں لیکن ایک شرط کی کمی ہے اور وہ یہ کہ اسم فاعل کا الف لام "الذی" کے معنی میں ہوتا ہے اور صفت مشبہ کا الف لام "الذی" کے معنی میں نہیں ہوتا کہ اس پر اعتماد کرے۔ البتہ حال یا استقبال کے معنی میں ہونا شرط نہیں، کیونکہ صفتِ مشبہ حال واستقبال کے معنی میں نہیں ہوتی۔
6. صفت مشبہ کے عمل کے لئے ضروری ہے کہ مصغر نہ ہو، اگر مصغر ہو تو عمل نہیں کرے گی، عمل نہ کرنا فاعلِ ظاہر میں ہے، فاعل مضمر، حال، تمیز، ظرف وغیرہ میں علی الاطلاق عمل ہوگا۔

(ہفتم اسم تفضیل واستعمال......الخ) اسم تفضیل وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور ایسی ذات (موصوف) کے لئے موضوع ہو جس کے ساتھ معنی حدثی بطور زیادت کے قائم ہو جیسے: زَیْدٌ اَضْرَبُ الْقَوْمِ. موصوف "زید" کے ساتھ ضرب

---

(۱) زَیْدٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ: زید کا غلام حسین ہے۔ زَیْدٌ بترکیب معلوم مبتدا، حَسَنٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً صفتِ مشبہ واحد مذکر، غُلَامُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ہٗ" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، صفتِ مشبہ اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو: زید عمرو سے زیادہ فضیلت والا ہے۔ زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، اَفْضَلُ غیر منصرف مرفوع لفظاً اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر "ہو" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، "مِنْ" حرف جار مبنی بر سکون، عَمْرٍو مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، اسم تفضیل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

یا بالف ولام چوں: جَاءَ نِی زَیدُ الأَفْضَلُ (۱) یا باضافت چوں: زَیدٌ أَفْضَلُ القَومِ (۲) وعمل او درفاعل باشد وآں "ھُوَ" است فاعلِ أَفْضَلُ کہ درو مستتر است۔

والا معنی زیادتی کے ساتھ قائم ہے۔ بالفاظ دیگر اسم تفضیل وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور اس بات پر دلالت کرے کہ دو چیزیں ایک وصف میں مشترک ہیں، ان میں سے ایک میں وہ وصف زیادتی کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ عام طور پر صفت مشبہ کی طرح اسم تفضیل بھی دوام واستمرار پر دلالت کرتا ہے بشرطیکہ اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ پایا جائے۔

اسم تفضیل ہمیشہ ضمیر فاعل میں عمل کرتا ہے اور ضمیر فاعل ما قبل کے اعتبار سے ہوگی، اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا سوائے مسئلۃ "الکحل" کے کہ اس میں اس کا فاعل اسم ظاہر ہے، اسی طرح مفعول بہ، مفعول لہ، مفعول مطلق، مفعول معہ وغیرہ میں عمل نہیں کرتا باقی میں عمل کرتا ہے، اگر کوئی ایسی صورت ہو کہ اسم مفعول میں عمل کرے تو اس میں تأویل کریں گے۔

اسم تفضیل مذکر کا صیغہ " أَفْعَلُ " کے وزن پر اور مؤنث "فُعْلَىٰ" کے وزن پر ہوتا ہے، کبھی کثرتِ استعمال کی وجہ سے خلاف قیاس اسم تفضیل کا الف حذف کیا جاتا ہے جیسے: خَيْرٌ، شَرٌّ، حَبٌّ اور ہمزہ کے ساتھ بھی مستعمل ہے جیسے: بِلَالٌ خَيْرُ النَّاسِ وَابْنُ الأَخْيَرِ، سَيَعْلَمُوْنَ غَداً مَنِ الكَذَّابُ الأَشِرُ، أَحَبُّ الأَعْمَالِ إِلَى اللهِ أَدْوَمُهَا وإِن قَلَّ.

"إِنْ يَعْلَمِ اللهُ فِي قُلُوبِكُم خَيْراً يُؤتِكُم خَيْرًا مِمَّا أُخِذَ مِنكُم". اول معنی تفضیل سے خالی اور دوم میں تفضیلی معنی پایا جاتا ہے۔

اسم تفضیل کی شرائط

۱- ثلاثی مجرد ہو، ۲- لون وعیب کے معنی سے خالی ہو چنانچہ " أَحمر، أَعور" اسم تفضیل نہیں بلکہ صفت مشبہ کے صیغے ہیں کیونکہ ان میں لون وعیب کا معنی پایا جاتا ہے، غیر ثلاثی مجرد اور ثلاثی مجرد بمعنی لون وعیب کا اسم تفضیل بنانا ہو تو اس باب کے مصدر کے شروع میں لفظ " أشدّ " یا " أکثر " لگائیں گے جیسے: زَیدٌ أَشَدُّ اِستِخرَاجاً، الرُّمَّانُ أَشَدُّ حُمرَةً

---

(۱) جَاءَ نِی زَیدُ الأَفْضَلُ: میرے پاس (مثلاً عمرو سے) فاضل تر زید آیا۔ جاءنی بترکیب سابق، زیدٌ بترکیب معلوم موصوف، الأفضل غیر منصرف مرفوع لفظاً اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "ھو" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم تفضیل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) زَیدٌ أَفْضَلُ القَومِ: زید قوم سے فاضل تر ہے۔ زیدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، أفضل غیر منصرف مرفوع لفظاً اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "ھو" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، القومِ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، اسم تفضیل مضاف اپنے فاعل اور مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

....

مِـنْ فُلَانٍ، اسم تفضیل عام طور پر فاعل کا معنی دیتا ہے لیکن کبھی کبھی اسم مفعول کا معنی بھی دیتا ہے جیسے: ''اَعْـرَفُ'' بمعنی ''مَعْرُوف''، ''اَشْهَرُ'' بمعنی ''مَشْهُوْر''.

اسم تفضیل کے استعمال کا طریقہ

اسم تفضیل تین طریقوں سے استعمال ہوتا ہے: ۱- ''مِن'' کے ساتھ، ۲- ''الف لام'' کے ساتھ، ۳- اضافت کے ساتھ۔ اگر ''مِن'' کے ساتھ استعمال ہو اور نکرہ کی طرف مضاف ہو تو اسم تفضیل مفرد مذکر ہوگا، مطابقت فی التذکیر والتانیث والافراد والتثنیۃ والجمع ضروری نہیں جیسے: زیدٌ أفضلُ مِنْ عَمْرٍو، الزیدانِ أفضلُ مِنْ عَمْرٍو، الزیدون أفضلُ مِنْ عَمْرٍو، هندٌ أفضلُ مِنْ زینبَ، الهندانِ أفضلُ مِنْ زینبَ، الهنداتُ أفضلُ مِنْ زینبَ.

بوقتِ قرینہ ''مِن'' اور مفضل علیہ کو حذف کرنا بھی جائز ہے، اس وقت اگرچہ لفظاً یہ محذوف ہوتے ہیں لیکن نیت اور تقدیر میں ملحوظ ہوتے ہیں جیسے: وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی أی: خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَأَبْقٰی مِنْهَا. اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا أی: أَعَزُّ نَفَرًا مِنْكَ.

فُلَانٌ أَعْـقَـلُ مِـنْ أَنْ يَـكْـذِبَ، فُلَانٌ أَجَـلُّ مِـنَ الرِّيَا، فُلَانٌ أَعْظَمُ مِنَ الْخِيَانَةِ. اس قسم کی مثالوں میں تقدیری عبارت یوں ہوتی ہے: فُلَانٌ أَبْـعَـدُ الـنَّـاسِ مِـنَ الْكِذْبِ بِسَبَبِ عَقْلِهٖ، فُلَانٌ أَبْعَدُ النَّاسِ مِنَ الرِّيَا بِسَبَبِ جَلَالِهٖ، فُلَانٌ أَبْـعَـدُ النَّاسِ مِنَ الْخِيَانَةِ بِسَبَبِ عَظْمَتِهٖ. غرض اور مقصود مذکورہ چیزوں سے بُعد کے اعلان کے ساتھ ساتھ سبب بُعد کو بھی بیان کرنا ہے۔

اگر معرف باللام ہو تو پھر مطابقت ضروری ہے جیسے: زیدُ الأفـضـلُ، الـزیـدانِ الأفـضـلانِ، الزیدونَ الأفضلونَ. اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی. اس صورت میں ''مِن'' تفضیلیہ نہیں آتا، البتہ غیر تفضیلیہ آتا ہے جیسے۔

فَهُـمُ الْأَقْـرَبُـوْنَ مِـنْ كُلِّ خَیْرٍ وَهُـمُ الْأَبْـعَـدُوْنَ مِـنْ كُلِّ ذَمٍّ

یہ ''مِن'' قرب و بعد کا صلہ ہے۔

اگر مع الاضافت ہو تو اضافت نکرہ کی طرف ہوگی یا معرفہ کی طرف، اگر اضافت نکرہ کی طرف ہو تو پھر مطابقت ضروری نہیں جیسے: زیدٌ أفضلُ رجالٍ، الزیدانِ أفضلُ رجالٍ، الزیدون أفضلُ رجالٍ. اضافت معرفہ کی طرف ہو تو پھر مطابقت و عدم مطابقت میں اختیار ہے جیسے: زید أفـضـلُ الرجـالِ، الـزیدان أفضلا الرجالِ، الزیدون أفضَلُوا الرجالِ، یا زید أفضلُ الرجالِ، الزیدان أفضلُ الرجالِ، الزیدون أفضلُ الرجالِ.

ہشتم مصدر بشرط آنکہ مفعولِ مطلق نباشد عمل فعلش کند چوں: أَعْجَبَنِي ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرواً(۱).

(ہشتم مصدر بشرط آنکہ......الخ) المصدر: ما يَدُلُّ عَلَى الحَدَثِ. مصدر اس اسم کو کہتے ہیں جو حدث پر دلالت کرے(۲)۔ مصدر کی تین قسمیں ہیں:

1. مصدر اصلی: جو صرف حدث پر دلالت کرے، اس کے شروع میں ''میم'' زائدہ نہ ہو اور نہ ہی آخر میں ایسی یائے مشددہ ہو جس کے بعد تائے تانیث آتی ہے جیسے: ضَرْبٌ، نَصْرٌ وغیرہ۔
2. مصدر میمی: وہ مصدر جس کے شروع میں ''میم'' زائدہ ہو۔
3. مصدر صناعی: ہر وہ کلمہ جس کے آخر میں یائے مشددہ اور تائے تانیث لگائی جائے جیسے: الجَاهِلِيَّة، الإنْسَانِيَّة.

مصدر کے عمل کرنے کی چھ شرطیں ہیں: ۱-مفرد ہو تثنیہ و جمع نہ ہو۔

۲-مفعول مطلق نہ ہو۔

۳-مصغر نہ ہو۔

۴-تائے وحدت مثل: رَحْمَةٌ، قَتْلَةٌ اس کے آخر میں نہ ہو۔

۵-مضمر نہ ہو۔

۶-اس کا معمول یعنی فاعل اس سے جدا نہ ہو۔

مصدر اپنے فعل والا عمل کرے گا، اگر لازم ہے تو فاعل کو رفع، اگر متعدی ہے تو پھر مفعول کو نصب بھی دے گا۔

---

(۱) أَعْجَبَنِي ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرواً: زید کی عمرو کو مارنے مجھے متعجب کر دیا۔ أَعْجَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، نون برائے وقایہ مبنی بر کسر، ''یا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، ضَرْبُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف، زید مفرد منصرف صحیح مضاف الیہ مجرور لفظا مرفوع محلا بنا بر فاعلیت، عَمْرواً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ، مضاف اپنے مضاف الیہ اور مفعول بہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) نحویوں کے ہاں مصدر میں دو باتوں کا ہونا ضروری ہے:

۱-اس سے فعل مشتق ہو۔

۲-فعل کی تاکید واقع ہو سکے یا اس کی نوع یا عدد کو بیان کرے۔

جس مصدر میں یہ باتیں نہ پائی جائیں اصطلاح نحات میں اسے مصدر نہیں کہتے جیسے: ''عَالِمِيَّة، قَادِرِيَّة'' کہ نہ ان سے فعل مشتق ہوتا ہے اور نہ ہی مفعول مطلق واقع ہوتے ہیں۔ اسی طرح ''وَيْحاً لَهُ، وَيْلاً لَهُ'' کہ اگرچہ یہ مفعول مطلق واقع ہوتے ہیں لیکن ان سے فعل مشتق نہیں ہوتا۔

Scanned with CamScanner

نہم اسم مضاف مضاف الیہ را بجر کند چوں: جَاءَ نِی غُلَامُ زَیْدٍ (۱). بدانکہ ایں جا لام بحقیقت مقدر است؛ زیرا کہ تقدیرش آنست کہ غُلَامٌ لِزَیْدٍ.

فائدہ: جو حکم مصدر کا ہے وہی حکم اسم مصدر کا ہے، صرفیین کے ہاں مصدر اور اسم مصدر ایک ہی چیز ہے، البتہ نحویین ان میں کچھ فرق بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "مصدر اسے کہتے ہیں جس کے حروف اس کے فعل کے حروف کے برابر ہوں" جیسے: "ضَـرْبٌ" میں بھی تین حروف اور اس کے فعل میں بھی تین حروف ہیں۔ اور اسم مصدر اسے کہتے ہیں جس کے حروف اصل مصدر و فعل کے حروف سے کم ہوں جیسے: "عَـطَـاءٌ: اَعْـطَـى يُـعْـطِـىْ" کا اسم مصدر ہے اور "صَلَاةٌ: صَلّٰى يُصَلِّىْ" کا اسم مصدر ہے۔

فائدہ: مصدر کے فاعل کو حذف کرنا جائز ہے باوجودیکہ عمدہ کو حذف کرنا جائز نہیں، جب مصدر کے فاعل کو حذف کیا جائے تو پھر اسے مستتر نہیں نکالتے۔

کبھی مصدر بول کر اسم فاعل یا اسم مفعول مراد لیا جاتا ہے جیسے: ھٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ اَیْ: مَخْلُوْقُ اللّٰهِ. مَاؤُكُمْ غَوْرًا اَیْ: غَائِرًا.

• (نہم اسم مضاف......الخ) اسمائے عاملہ میں سے نواں اسم مضاف ہے (۲) مضاف عمل کرتا ہے اور مضاف الیہ کو جر دیتا ہے جیسے: غـلَامُ زَیـدٍ. یہاں یہ بات جاننی چاہیے کہ مضاف الیہ کو جر دینے والا مضاف نہیں ہوتا، کیونکہ مضاف جامد ہوتا ہے اور جامد کے بارے میں قاعدہ ہے کہ "الـجَـامِـدُ لَا يَـعْمَلُ" بلکہ اصل میں مضاف الیہ کو جر دینے والا حرف جر مقدر ہوتا ہے اور وہ حرف جر کبھی "لام"، کبھی "من" اور کبھی "فی" ہوتا ہے، جر دینے کی نسبت مضاف کی طرف اس لئے کی جاتی ہے کہ مضاف اس حرف جر مقدر کا قائم مقام ہوتا ہے۔

---

(۱) جَاءَ نِیْ غُلَامُ زَیْدٍ: میرے پاس زید کا غلام آیا۔ جاءَنی بترکیب معلوم، غُلامُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف، زید مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) اضافت کا لغوی معنی "ایک چیز کو دوسری کی طرف مائل کرنا" اور اصطلاح میں اس نسبت تقییدی کو کہتے ہیں جو دو اسموں کے درمیان اس طور پر ہو کہ اول جار اور دوسرا مجرور ہو جائے، جار کو مضاف اور مجرور کو مضاف الیہ کہتے ہیں۔ اضافت کی صحت کے لئے دو باتیں ضروری ہیں:

۱۔ دونوں اسموں میں ایسا علاقہ ہو جس سے تحقق نسبت درست ہو جائے۔

۲۔ مضاف ان چیزوں سے خالی ہو جو اسم کی تمامیت پر دلالت کرتی ہیں جیسے: الف لام، تنوین، نون تثنیہ، نون جمع تاکہ شدتِ ارتباط کی وجہ سے مضاف کو مضاف الیہ سے تعریف، تخصیص یا تخفیف کا فائدہ حاصل ہو۔

Scanned with CamScanner

....

اضافت کی دو قسمیں ہیں: ۱-اضافت معنوی ۲-اضافت لفظی

اضافت معنوی: صیغہ غیر صفت اپنے معمول کی طرف مضاف ہو یا پھر یہ کہا جائے کہ صیغہ صفت کی اضافت ہو مگر فاعل ومفعول بہ کی طرف نہ ہو بلکہ مفعول فیہ یا کسی اور طرف ہو جیسے: مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ . مالک صیغہ صفت ہے لیکن پھر بھی اضافت معنوی کا فائدہ دے رہا ہے کہ معرفہ ہے اور لفظ ''اللہ'' کی صفت ہے، اس لئے کہ ظرف کی طرف مضاف ہے فاعل ومفعول بہ کی طرف مضاف نہیں۔ صیغہ صفت سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، مبالغہ ہیں، مصدر واسم تفضیل اس سے مراد نہیں، کیونکہ مصدر سے اضافت معنوی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جیسے: رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ میں ''رب'' مصدر کی اضافت ہے اور اس سے تعریف کا فائدہ حاصل ہو رہا ہے اور دوسری بات مصدر صیغہ نہیں ہے، رہا مسئلہ اسم تفضیل کا تو اس کا اسم مفعول نہیں آتا کہ اس کی اضافت کی جائے۔

اضافت لفظی: صیغہ صفت اپنے فاعل یا مفعول بہ کی طرف مضاف ہو جیسے: أنا ضاربُ زيدٍ، زيدٌ مَضْرُوبُ أبِيْه.

فوائد اضافت: اضافت معنوی سے تین فائدے حاصل ہوتے ہیں: ۱-تعریف، ۲-تخصیص، ۳-تخفیف لیکن اضافت لفظی سے صرف تخفیف کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

اضافت کی تقسیم باعتبار حرف جر مقدر

حرف جر مقدر کے اعتبار سے اضافت کی تین قسمیں ہیں: ۱-اضافت فیوی، ۲-اضافت منی ۳-اضافت لامی (۲)۔

مضاف الیہ اگر مضاف کے لئے ظرف بنے تو اسے اضافت فیوی کہتے ہیں جیسے: صَلَاةُ الظُّهْرِ أيْ: صَلَاةٌ فِي الظُّهْرِ. اگر اضافت فیوی نہ ہو تو مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہوگی یا نہیں، اگر عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہو تو اضافت منی ہے جیسے: خَاتَمُ فِضَّةٍ أي: خَاتَمٌ مِنْ فِضَّةٍ. اگر اضافت منی نہ ہو تو لامی ہوگی جیسے: غلامُ زيدٍ.

---

(۱) اضافت معنوی میں مضاف ومضاف الیہ کے درمیان ان تین حروف میں سے کوئی نہ کوئی حرف مقدر ہوتا ہے، اضافت لفظی میں اختلاف ہے، جمہور کے نزدیک کسی حرف جر کی تقدیر نہیں ہوتی، علامہ ابن حاجب تقدیر حرف کے قائل ہیں مگر کسی حرف کی تعیین نہیں کی، ان کے بعض متبعین نے بیان کیا کہ جب مفعول کی طرف اضافت ہو تو ''لام'' برائے تقویت عمل مقدر ہوتا ہے، اور جب فاعل کی طرف اضافت ہو تو ''من'' بیانیہ مقدر ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

دہم اسم تام تمیز را نصب کند، و تمامی اسم یا بتنوین باشد چوں: مَافِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَاباً یا بتقدیرِ تنوین چوں: عِنْدِی أَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً (۱) وَزَیْدٌ أَکْثَرُ مِنْكَ مَالاً (۲) یا بنونِ تثنیہ

فائدہ: ضمائر، اسمائے اشارات، موصولات، استفہام، اسمائے شرطیہ کبھی مضاف نہیں بنتے۔

کبھی مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کا قائم مقام بناتے ہیں اور اسے مضاف والا اعراب دیتے ہیں جیسے: وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ أی: أَهْلَ القرية، جاءَ رَبُّكَ أی: أمرُ ربّك. یہ اس وقت کرتے ہیں جب فسادِ معنی کا اندیشہ نہ ہو۔

بعض اسماء اسم ظاہر اور ضمیر دونوں کی طرف مضاف ہوتے ہیں جیسے عام اسماء اور کلا و کلتا وغیرہ: غُلَامُ زَیْدٍ، غُلَامُه، كِلَا الرَّجُلَيْنِ، كِلَاهُمَا، اور بعض ہمیشہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتے ہیں جیسے: ذُوْ: عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِيْنٍ، ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنِ. أُوْلَات: وَأُوْلَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اور "أُولُو" وغیرہ اور بعض ضمیر کی طرف مضاف ہوتے ہیں جیسے: لَبَّيْكَ، سَعْدَيْكَ.

(دہم اسم تام......الخ) اسمائے عاملہ میں سے دسواں اسم تام ہے، اس کا عمل تمیز کو نصب دینا ہے (۳)۔

اسم تام اس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں تنوین یا قائم مقام تنوین: نونِ تثنیہ، نونِ جمع ہو یا اضافت کی وجہ سے بایں

---

(۱) عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً: میرے پاس گیارہ مرد ہیں۔ عِنْدَ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرہ موجودہ حرکتِ مناسبت، "یا"، ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثابت مقدر کا، ثابت مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسمِ فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب۔ "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا مؤخر، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، اَحَدَ عَشَرَ مرکب بنائی جس کے دونوں جز مبنی بر فتح ممیز، رَجُلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) زَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْكَ مَالاً: زید تجھ سے مال میں زیادہ ہے۔ زیدٌ بترکیب معلوم، اَکْثَرُ غیر منصرف مرفوع لفظاً اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، "مِنْ" حرف جار مبنی بر سکون، کاف ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر فتح، جار مجرور مل کر ظرف لغو، مَالاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز نسبت یعنی نسبتِ "اَکْثَرُ" بسوئے فاعل، اسم تفضیل اپنے فاعل اور ظرفِ لغو و تمیز نسبت سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳) اسم جب تنوین وغیرہ کی وجہ سے تام ہو جائے تو اس کی مشابہت اس فعل سے ہو جاتی ہے جو اپنے فاعل سے تام ہو گیا ہو، تنوین وغیرہ فاعل کی طرح ہیں کہ جس طرح فعل فاعل سے تام ہو جاتا ہے اور فاعل فعل سے متاخر ہوتا ہے، اسی طرح اسم ان اشیاء سے تام ہوتا ہے اور یہ اشیاء اسم سے متاخر ہوتی ہیں، لہذا جو تمیز اسم تام کے بعد آئے اس کی مشابہت مفعول بہ کے ساتھ ہوتی ہے بایں معنی کہ دونوں تمامیت کے بعد آئے، تمیز اسم کی تمامیت کے بعد اور مفعول بہ فعل کی تمامیت کے بعد، تو اسم تام اس فعل کے مشابہ ہوا جو فاعل سے تام ہو کر مفعول بہ کو نصب دیتا ہے، اسی مشابہت کی وجہ سے اسم تام اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے۔

Scanned with CamScanner

چوں: عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا یا بنونِ جمع چوں: هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالاً (۱) یا بمشابہ نون

طور تام ہو جائے کہ اس حالت میں اس کی اضافت کسی دوسرے اسم کی طرف نہ ہو سکے۔

اسم کئی طریقوں سے تام ہو جاتا ہے:

① تنوین کے ساتھ جیسے: مافی السماءِ قدرُ رَاحَةٍ سَحَاباً.

② تنوین مقدرہ کے ساتھ جیسے: عندی أحدَ عشرَ درهماً، زیدٌ أکثرُ منكَ مالاً. "أحد عشر" اصل میں "أحدٌ وَعشرٌ" تھا، دونوں کو ایک کیا تو مبنی بر فتحہ ہونے کی وجہ سے ان کی تنوین مقدر ہو گئی، اسی طرح "أکثر" میں تنوین مقدر ہے کیونکہ یہ غیر منصرف ہے اور غیر منصرف میں تنوین مقدر ہوتی ہے۔

③ نون تثنیہ کے ساتھ جیسے: عندی قفیزانِ بُرًّا.

④ نون جمع کے ساتھ جیسے: هلْ نُنَبِّئُكُم بالأخْسَرِيْنَ أعمالاً.

⑤ مشابہ نون جمع کے ساتھ جیسے: عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَماً. "عشرون" کا نون مشابہ نون جمع ہے کہ جس طرح نون جمع حالت رفعی میں "واؤ" کے بعد اور نصبی وجری میں "یا" کے بعد آتا ہے اسی طرح یہ نون بھی آتا ہے، باقی جمع حقیقی و غیر حقیقی میں فرق یہ ہے کہ جمع حقیقی میں تعیین نہیں ہوتی اس میں کمی زیادتی کرنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا بخلاف جمع غیر حقیقی کے کہ اس میں تعیین ہوتی ہے اور کمی و زیادتی سے فرق پڑتا ہے مثلاً: "مسلمون" جمع حقیقی ہے اگر اس سے مراد تین مسلمان ہوں پھر بھی جمع، تین سے زیادہ ہوں پھر بھی جمع۔ بخلاف جمع غیر حقیقی "عشرون" کے کہ اس میں تعیین ہے، اگر ایک کی بھی زیادتی کریں تو فرق آئے گا کہ "عشرون" نہیں بلکہ "أحد وعشرون" ہو جائے گا، اگر ایک کی بھی کمی کریں تو "تسعة عشر" رہ جائے گا۔

⑥ اضافت کے ساتھ بھی اسم تام ہو جاتا ہے جیسے: عِنْدِیْ مِلْؤُهُ عَسَلاً. لفظ "مِلْؤُ" اس مثال میں بمعنی

(۱) هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالاً: کیا ہم تمہیں بتا دیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کس کے ہیں۔ هَلْ حرف استفہام مبنی بر سکون، نُنَبِّئُ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد متکلم معظم ضمیر مستتر معبر بہ "نَحْنُ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، کاف ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اول منصوب محلاً مبنی بر ضم، میم علامت جمع مذکر مبنی بر سکون، "با" حرف جار زائدہ مبنی بر کسر، الأخسرین جمع مذکر سالم مجرور لفظاً بیائے ماقبل مکسور منصوب معنی بنا بر مفعولیت اسم تفضیل صیغہ جمع مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "هم" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف مقدر الأشخاص، أعمالاً جمع مکسر منصرف منصوب لفظاً تمیز نسبت، اسم تفضیل اپنے فاعل اور تمیز نسبت سے مل کر صفت، الأشخاص جمع مکسر منصرف مجرور لفظاً منصوب معنی موصوف، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ دوم، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

Scanned with CamScanner

جمع چوں: عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا (۱) یا باضافت چوں: عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسَلًا (۲).
یازدهم اسمائے کنایہ از عدد و آں دو لفظ است: کَمْ وَ کَذَا. کَم بر دو قسم است: استفہامیہ و خبریہ. کم استفہامیہ تمیز را بنصب کند و کذا نیز چوں: کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ (۳) وَعِنْدِیْ کَذَا دِرْهَمًا (۴). و کم

"پُری" ہے جو مصدر نہیں، کیونکہ اس مادے کا مصدر اس وزن پر نہیں آتا، ضمیر مجرور مضاف الیہ کا مرجع ظرف معہود ہے، معنی یہ ہیں "میرے پاس فلاں برتن بھر شہد ہے"۔

❼ الف لام کے ساتھ جیسے: جاء الرجُلُ .

تمیز کے منصوب ہونے کی وجہ

جس طرح فعل کو فاعل سے تمامیت حاصل ہوتی ہے اور وہ بعد میں آنے والے اسماء کو نصب دیتا ہے، اسی طرح بعض اسماء کو بھی چند امور سے تمامیت حاصل ہوتی ہے اور ان امور کی حیثیت فاعل کی ہوتی ہے، تو ان کے بعد جو اسم آئے گا وہ منصوب ہوگا کہ جس طرح فاعل حقیقی کے بعد آنے والا اسم منصوب ہوتا ہے۔

(یازدهم اسمائے کنایہ......الخ) اَلْکِنَایَةُ مَا یُکْنٰی بِهَا عَنْ شَیْءٍ. وہ اسماء جن کے ذریعے اسمائے کنایہ از عدد: یہ دو لفظ ہیں: کَمْ، کَذَا.

---

(۱) عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا: میرے پاس بیس درہم ہیں۔ عِنْدِیْ بترکیب معلوم ثابت کا مفعول فیہ، اور ثابت بترکیب معلوم خبر مقدم، عِشْرُوْنَ مشابہ جمع مذکر سالم مرفوع بواو ما قبل مضموم ممیز، دِرْهَمًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسَلًا: میرے پاس ظرف معہود بھر شہد ہے۔ عِنْدِیْ بترکیب معلوم ضمیر مقدم، مِلْءُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ها" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے ظرف معہود، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ممیز، عَسَلًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی ضمیر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳) کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ: تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں؟ کم استفہامیہ مبنی بر سکون مرفوع محلاً ممیز، رَجُلًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا، عِنْدَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، کاف ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہو ثابت مقدر کا، ثابت مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر۔ "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۴) عِنْدِیْ کَذَا دِرْهَمًا: میرے پاس اتنے درہم ہیں۔ عِنْدِ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرہ موجودہ حرکت مناسبت، "یا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثابت مقدر کا، ثابت مفرد =

خبریہ تمیز را بجر کند چوں: كَمْ مَالٍ أَنْفَقْتُ(۱) وَكَمْ دَارٍ بَنَيْتُ(۲). وگاہے "مِنْ" جارہ بر تمیز "كَمْ" خبریہ آید چوں: قوله تعالىٰ وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ(۳).

کم کی دو قسمیں ہیں: کم استفہامیہ جو کہ أيُّ عَدَدٍ مِنَ الأعْدَادِ کے معنی میں ہوتا ہے۔

کم خبریہ جو عددٌ کثیرٌ کے معنی میں ہوتا ہے۔

کم استفہامیہ کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے جیسے: كَمْ ثَوْبًا اِشْتَرَيْتَ؟ اگر "کم" پر کوئی حرف جر داخل ہو تو پھر تمیز میں دونوں صورتیں جائز ہیں: بِكَمْ دِرْهَمٍ اِشْتَرَيْتَ، بِكَم دِرْهَمًا اِشْتَرَيْتَ؟

کم خبریہ کی تمیز جمع مجرور اور مفرد مجرور دونوں ہوتی ہے لیکن مفرد مجرور زیادہ بہتر ہے جیسے: كم مالٍ أنفقتُ.

دخول "من" کی صورتیں

کم خبریہ کی تمیز پر عموماً "من" جارہ داخل ہوتا ہے جیسے: كَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ والأرضِ. اگر "کم" اور اس کی تمیز کے درمیان فاصلہ ہو تو "من" کا لانا ضروری ہے جیسے: سَلْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِنْ اٰيَةٍ بَيِّنَةٍ. "کم" استفہامیہ کی تمیز پر "من" کے داخل ہونے کی کوئی مثال قرآن وحدیث میں موجود نہیں، نحاۃ اختراعی مثال پیش کر کے کہتے ہیں کہ داخل ہوتا ہے جیسے: كم مِنْ رجلٍ ضربتَ؟

= منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بـــ "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا مؤخر، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، كَذَا اسم کنایہ مرفوع محلاً مبنی بر سکون، دِرْهَمًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۱) كَمْ مَالٍ أَنْفَقْتُ: کتنا مال خرچ کر ڈالا میں نے۔ کَم خبریہ مبنی بر سکون مرفوع محلاً ممیز مضاف، مَالٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ تمیز، ممیز مضاف اپنی تمیز مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ مقدم، أنْفَقْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) كَمْ دَارٍ بَنَيْتُ: کتنے گھر بنا ڈالے میں نے۔ کَم خبریہ مبنی بر سکون مرفوع محلاً ممیز مضاف، دَارٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ تمیز، ممیز مضاف اپنی تمیز مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ مقدم، بَنَيْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) كَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضٰى: آسمانوں میں رہنے والے کثیر فرشتوں کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر جب اللہ اجازت دے دے جس کے لئے چاہے اور پسند فرمائے۔ کَم خبریہ مبنی بر سکون مرفوع محلاً ممیز، "مِنْ" حرف جار زائد مبنی بر سکون، مَلَكٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً موصوف، فِي حرف جار مبنی بر سکون، السَّمٰوٰتِ جمع =

قسم دوم در عوامل معنوی: بدانکہ عوامل معنوی بر دو قسم است: اول: ابتدا یعنی خُلُوّ اسم از عوامل لفظی کہ

(قسم دوم در عوامل معنوی......الخ) عوامل معنوی کی دو قسمیں ہیں: ١- ابتدا، ٢- خلو فعل مضارع عن الجوازم والنواصب (١)۔

ابتدا: یعنی اسم کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا عامل معنوی ہے اور یہ عامل معنوی مبتدا و خبر دونوں کو رفع دیتا ہے

جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ. اس میں چار مذہب ہیں:

❶ مبتدا و خبر دونوں میں ابتدا عامل ہو، یہ جمہور بصریین کا مذہب ہے تو اس صورت میں مبتدا و خبر دونوں کا عامل معنوی ہوگا۔

❷ ابتدا مبتدا میں عامل ہو اور مبتدا خبر میں، اندلسی نے سیبویہ سے یہی نقل کیا، ابو علی اور ابو الفتح نے بھی اسے نقل کیا، اس صورت میں خبر کا عامل لفظی اور مبتدا کا عامل معنوی ہے۔

❸ مبتدا و خبر دونوں ایک دوسرے میں عامل ہیں، یہ کوفیین کا مذہب ہے، اس صورت میں دونوں کا عامل لفظی

= مؤنث سالم مجرور لفظا، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہو ثابتۃ مقدر کا، ثابتۃ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب ــــ "ھو" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا، لاتُغنی میں لا برائے نفی مبنی بر سکون، تُغنی فعل مضارع معروف مفرد معتل یائی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مؤنث غائب، شَفَاعَۃ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف مصدر، "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور باعتبار محل قریب مرفوع باعتبار محل بعید بنا بر فاعلیت، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، شَيْئًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول مطلق، الا حرف استثنا مبنی بر سکون، مِن حرف جار مبنی بر سکون، بَعْدِ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف، اَنْ ناصبہ موصول حرفی مبنی بر سکون، یَأْذَنَ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظا صیغہ واحد مذکر غائب، اللہ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، لام حرف جار مبنی بر کسر، مَنْ اسم موصول مبنی بر سکون مجرور محلا، یَشَاءُ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظا صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب ــــ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے لفظ اللہ، "ھا" ضمیر منصوب متصل مقدر مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے اسم موصول، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واو حرف عطف مبنی بر فتح، یَرْضٰی فعل مضارع معروف مفرد معتل الفی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب ــــ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے لفظ اللہ، عَنْہُ مقدر، جس میں عَنْ حرف جار مبنی بر سکون "ھا" ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے اسم موصول، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، یَشَاءُ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صلہ، موصول اسمی اپنے صلے سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، یَأْذَنَ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف لغو، لاتُغنی فعل اپنے فاعل، مفعول مطلق اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مرفوع محلا خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(١) بعض کے نزدیک عوامل معنوی تین ہیں: دو یہی اور تیسرا عامل صفت یعنی صفت ہونا صفت کو رفع، نصب یا جر دیتا ہے مثلاً: "جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ". میں "عَالِمٌ" صفت ہے اور صفت ہونا اس کا عامل رافع ہے، "رَأَیْتُ رَجُلًا عَالِمًا" میں "عَالِمًا" صفت ہے اور صفت ہونا اس کا عامل ناصب ہے، "مَرَرْتُ بِرَجُلٍ عَالِمٍ". میں "عَالِمٍ" صفت ہے اور صفت ہونا اس کا عامل جار ہے۔ لیکن یہ درست نہیں، کیونکہ صفت کا عامل وہی ہوتا ہے جو موصوف کا عامل ہو، مذکورہ مثالوں میں صفت کا عامل بالترتیب "جَاءَ، رَأَیْتُ" اور "با" ہے۔

Scanned with CamScanner

مبتدا و خبر را برفع کند چوں: زَيْدٌ قَائِمٌ(۱). و ایں جا گویند کہ زید مبتدا است مرفوع بابتدا و قائم خبر مبتدا است. مرفوع بابتدا. و ایں جا دو مذہب دیگر است: یکے آنکہ ابتدا عامل است در مبتدا، و مبتدا در خبر. و دیگر آنکہ ہر یکے از مبتدا و خبر عامل است در دیگر. دوم: خلوِ فعلِ مضارع از ناصب و جازم فعل مضارع را برفع کند چوں: يَضْرِبُ زَيْدٌ(۲) ایں جا "يَضْرِبُ" مرفوع است؛ زیرا کہ خالی از ناصب و جازم. تمام شد عواملِ نحو بتوفيق الله تعالىٰ وعونه.

ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اس صورت میں دور لازم آتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دور معناً ہے اور یہ درست ہے۔

❸ بعض حضرات کے نزدیک ابتدا مبتدا میں عامل ہے اور ابتدا و مبتدا دونوں خبر میں عامل ہیں، اس صورت میں مبتدا کا عامل معنوی اور خبر کا عامل لفظی و معنوی دونوں ہیں، لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ اس صورت میں ایک معمول پر دو عاملوں کا اجتماع لازم آتا ہے جو جائز نہیں۔ لیکن ان تمام مذاہب میں سے مذہب اول راجح ہے بخلاف باقی کے کیونکہ ان میں مبتدا یا خبر کا عامل بننا لازم آتا ہے جو کہ عموماً جامد ہوتے ہیں اور قاعدہ ہے کہ "الجامدُ لا يَعْمَلُ".

خلو فعل مضارع عن النواصب والجوازم: عوامل معنوی کی دوسری قسم فعل مضارع کا نواصب و جوازم سے خالی ہوتا ہے جیسے: يَضْرِبُ زَيْدٌ. یہ ابن مالک کا مذہب ہے اور یہی مختار ہے(۱)۔

---

(۱) زَيْدٌ قَائِمٌ: زید کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا۔ زَیدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، قائم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "ھو" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) يَضْرِبُ زَيْدٌ: زید مارتا ہے یا مارے گا۔ يَضْرِبُ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، زَیدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۱) بصریین کے نزدیک مضارع کا عامل معنوی صحیح وقوع مضارع موقع الاسم ہے یعنی مضارع کا اس کی جگہ واقع ہونا مثلاً: "زَيْدٌ يَعْلَمُ" میں "يَعْلَمُ" مرفوع ہے، کیونکہ یہ اسم کی جگہ واقع ہے کہ "زَيْدٌ عَالِمٌ" کہنا درست ہے۔ اور جب مضارع ایسی جگہ واقع ہو جہاں اسم کا آنا درست نہ ہو جیسے: الَّذِيْ يَضْرِبُ" کہ صلہ ہے اور اسم صلہ واقع نہیں ہوتا، اسی طرح "سین و سوف" کے بعد "سَيَقُوْمُ، سَوْفَ يَقُوْمُ" جب کہ اسم ان کے بعد نہیں آتا، اور خبر "كَادَ" جیسے: "كَادَ زَيْدٌ يَقُوْمُ". کہ اسم خبر "كَادَ" واقع نہیں ہوتا، ان مقامات میں فعل مضارع کا مرفوع ہونا طرد للباب ہے۔ امام کسائی کے نزدیک مضارع کا عامل رافع علامات مضارع ہیں، کیونکہ ان کے آنے کے بعد رفع پیدا ہوتا ہے، اس لئے کہ مضارع کا اصل ماضی یا مصدر ہے اور دونوں میں رفع نہیں ہوتا۔ اس مذہب کے مطابق مضارع کا عامل لفظی ہے معنوی نہیں۔

Scanned with CamScanner

خاتمہ در فوائد متفرقہ کہ دانستن آں واجب است، وآں سہ فصل است. فصل اول در توابع: بدانکہ تابع لفظے است کہ دومی از لفظِ سابق باشد باعرابِ سابق از یک جہت، ولفظ سابق رامتبوع گویند، وحکم تابع آں است کہ ہمیشہ در اعراب موافق متبوع باشد. وتابع پنج نوع است. اول: صفت واو تابعیست کہ دلالت کند بر معنی کہ در متبوع باشد چوں: جَاءَ نِی رَجُلٌ عَالِمٌ(۱) یابر معنی کہ در متعلق متبوع باشد چوں: جَاءَ نِی رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ (۲) یا أبوہ مثلاً. اول در دہ چیز موافق متبوع باشد

(خاتمہ در فوائد متفرقہ......الخ) توابع "تابع" کی جمع ہے اور تابع ہر اس لفظ کو کہتے ہیں کہ لفظ سابق سے دوسرے نمبر پر ہو اور سابق اعراب کے ساتھ ایک ہی جہت سے ہو۔ دوسرے نمبر پر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ متبوع کے بعد ہو عام ہے کہ تیسرے نمبر پر ہو یا چوتھے پر جیسے: جاء نی رجلٌ عالمٌ حافظٌ کریمٌ جمیلٌ ظریفٌ. اعراب ایک جہت سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر سابق لفظ بنا بر فاعلیت مرفوع ہے تو یہ بھی اسی طرح بنا بر فاعلیت مرفوع ہو، اگر سابق بنا بر مفعولیت منصوب ہے تو یہ بھی بنا بر مفعولیت منصوب ہو۔ لفظ سابق کو متبوع اور بعد میں آنے والے کو تابع کہتے ہیں۔ تابع کی متبوع کے ساتھ اعراب میں مطابقت ضروری ہے، چاہے لفظاً دونوں کا اعراب ایک ہو جیسے: جَاءَ الرَّجُلُ الْكَرِيْمُ. یا تقدیراً ہو جیسے: جَاءَ مُوسَى الأَعْمَى. یا محلاً جیسے: جَاءَ سِيْبَوَيْہِ یا ایک کا لفظی اور دوسرے کا محلی یا تقدیری۔

تابع کی قسمیں

تابع کی پانچ قسمیں ہیں: صفت ۲- تاکید، ۳- بدل ۴- عطف بالحرف ۵- عطف بیان.

(۱) جَاءَ نِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ: میرے پاس ایک علم والا مرد آیا۔ جَاءَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، نون برائے وقایہ مبنی بر کسر، یا ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، رَجُلٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً موصوف، عَالِمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جَاءَ نِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ: میرے پاس ایک حسین غلام والا مرد آیا۔ جَاءَ نِیْ بترکیب معلوم، رَجُلٌ بترکیب معلوم موصوف، حَسَنٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً صفتِ مشبہ صیغہ واحد مذکر، غُلَامُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، صفتِ مشبہ اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

در تعریف و تنکیر و تذکیر و تانیث و افراد و تثنیہ و جمع و رفع و نصب و جر چوں: عِنْدِی رَجُلٌ عَالِمٌ(۱)

صفت: صفت یا نعت وہ تابع ہے جو مشتق یا مؤول بمشتق ہو اور ایسے معنی پر دلالت کرے کہ وہ متبوع میں ہو اور یہ دلالت مقصودی ہو(۲) جیسے: جاء نی رجلٌ عالمٌ. یا اس معنی پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں ہو جیسے: جاء نی رجلٌ حَسَنٌ غُلَامُہ. پہلے کو صفت بحال موصوف(۳) اور دوسرے کو صفت بحال متعلق موصوف کہتے ہیں(۴)۔

قسم اول میں تابع (صفت) دس چیزوں میں متبوع (موصوف) کے ساتھ مطابقت رکھے گا، ان دس میں سے

(۱) عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ: میرے پاس ایک دانا مرد ہے۔ عِنْدَ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکت مناسبت، "یا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثابت مقدر کا، ثابت مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب۔ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، رَجُلٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً موصوف، عَالِمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب۔ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) اگر متبوع معرفہ ہو تو صفت توضیح کا فائدہ دیتی ہے جیسے: مَرَرْتُ بِزَیْدِ الْخَیَّاطِ.

- متبوع نکرہ ہو تو تخصیص کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ کَاتِبٍ.
- کبھی مجرد مدح پر دلالت کرتی ہے جیسے: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.
- کبھی مجرد ذم پر دلالت کرتی ہے جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ.
- کبھی ترحم پر دلالت کرتی ہے جیسے: اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ عَبْدَکَ الْمِسْکِیْنَ.
- کبھی تاکید کے لئے آتی ہے جیسے: فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَۃٌ وَّاحِدَۃٌ. اَمْسِ الدَّابِرُ لَا یَعُوْدُ.
- کبھی خبر کے ساتھ مل کر جملے کے اساسی و بنیادی معنی کا فائدہ دیتی ہے، حالانکہ اس مقصد کے لئے صرف خبر کافی ہوتی ہے، لیکن بسا اوقات خبر کے ساتھ کسی اور چیز کا اشتراک ضروری ہوتا ہے جیسے: بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُوْنَ. بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْھَلُوْنَ. فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ.

(۳) اس کی علامت یہ ہے کہ صفت ایک ایسی ضمیر پر مشتمل ہو جو موصوف کی طرف لوٹے۔

(۴) اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد عام طور پر اسم ظاہر آتا ہے جو صفت کی وجہ سے مرفوع ہوتا ہے، اسم ظاہر کے ساتھ ضمیر مستتر ہوتی ہے جو موصوف کی طرف لوٹتی ہے۔

Scanned with CamScanner

وَرَجُلَانِ عَـالِـمَـانِ(۱) وَرِجَـالٌ عَـالِـمُـونَ(۲) وَامْـرَأَةٌ عَـالِـمَةٌ(۳) وَامْـرَأَتَـانِ

چار کا بیک وقت پایا جانا ضروری ہے: ۱-تعریف، ۲-تنکیر (۴)، ۳-تذکیر، ۴-تأنیث، ۵-اِفراد، ۶-تثنیہ، ۷-جمع، ۸-رفع، ۹-نصب، ۱۰-جر۔ جیسے: جاءنی رجلٌ عالمٌ، رجلانِ عالمانِ، رجالٌ عالمونَ، جاءتنی امرأةٌ عالمةٌ، امرأتانِ عالمتانِ، نساءٌ عالماتٌ، جاءنی الرجلُ العالمُ والمرأةُ العالمةُ۔

ہر ایک مثال میں چاروں چیزوں میں مطابقت ہے یعنی تعریف و تنکیر میں سے ایک، تذکیر و تانیث میں سے ایک، افراد و تثنیہ و جمع میں سے ایک اور اعراب ثلاثہ میں سے ایک، یہ کل چار ہیں لیکن اگر اسم تفضیل "من" کے ساتھ

---

(۱) رَجُلَانِ عَـالِـمَـانِ أی: عِنْدِیْ رَجُلَانِ عَالِمَانِ: میرے پاس دو دانا مرد ہیں۔ عِنْدِیْ بترکیب معلوم مفعول فیہ ہوا ثابتانِ مقدر کا، ثابتانِ مثنی مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مذکر، ضمیر مستتر معرب ــــ "هُمَا" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، رَجُلَانِ مثنی مرفوع بالف موصوف، عَالِمَانِ مثنی مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مذکر، ضمیر مستتر معرب "هُمَا" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) رِجَالٌ عَـالِـمُـوْنَ أی: عِنْدِیْ رِجَالٌ عَالِمُوْنَ: میرے پاس دانا مرد ہیں۔ عِنْدِیْ بترکیب معلوم مفعول فیہ ہوا ثابتُوْنَ مقدر کا، ثابتُوْنَ جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم اسم فاعل صیغہ جمع مذکر، ضمیر مستتر معرب۔ "هُمْ" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، رِجَالٌ جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً موصوف، عَالِمُوْنَ جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم اسم فاعل صیغہ جمع مذکر، ضمیر مستتر معرب۔ "هُمْ" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳) امْرَأَةٌ عَالِمَةٌ أی عِنْدِیْ اِمْرَأَةٌ عَالِمَةٌ: میرے پاس ایک دانا عورت ہے۔ عِنْدِیْ بترکیب معلوم مفعول فیہ ہوا ثابتۃٌ مقدر کا، ثابتۃٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مؤنث، ضمیر مستتر معرب ــــ "هِیَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، اِمْرَأَةٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً موصوف، عَالِمَۃٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مؤنث، ضمیر مستتر معرب۔ "هِیَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۴) ایّ وایّۃ جب معرفہ بہ ندا ہوں موصوف ہوں تو ان کی صفت کے لئے مطلق تعریف کافی نہیں، بلکہ خاص تعریف یعنی معرّف باالالف واللام ضروری ہے جیسے: یَاأَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا. یَاأَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ.

Scanned with CamScanner

عَالِمَتَانِ (۱) وَنِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ (۲). اما قسم دوم موافق متبوع باشد در پنج چیز: تعریف و تنکیر و رفع

استعمال ہو یا مضاف إلی النکرہ ہو تو مطابقت ضروری نہیں، اسی طرح وہ صیغے جن میں تذکیر و تانیث برابر ہیں یا کوئی ایک مختص ہے مثلاً: جریح وغیرہ جیسے: جاء تنی هندٌ أفضلُ من زینبَ، الهندانِ أفضلُ من زینبَ، الهنداتُ أفضلُ من زینبَ، تذکیر و تانیث میں برابری جیسے: جاء تنی امرأةٌ جریحٌ، امرأةٌ صبورٌ، یا صیغہ صفت بظاہر مؤنث ہو لیکن اس کا اطلاق مذکر پر ہوتا ہو جیسے: جاء نی زیدٌ العلامةُ، یا بظاہر صیغہ مذکر ہو لیکن مختص بالتانیث ہو جیسے: هذه امرأةٌ حائضٌ، امرأةٌ طالقٌ. ان تمام صورتوں میں مطابقت فی التذکیر والتانیث ضروری نہیں (۳)۔

قسم دوم یعنی صفت بحال متعلق موصوف میں پانچ چیزوں میں مطابقت ضروری ہے: تعریف ۲- تنکیر ۳- رفع، ۴- نصب، ۵- جر۔ ان پانچ میں سے دو کا بیک وقت پایا جانا ضروری ہے جیسے: جاء نی رجلٌ عالمٌ أبوه، أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا. مثال اول میں رفع و تنکیر اور مثال ثانی میں جر و تعریف میں مطابقت پائی جا رہی ہے، اس قسم میں تذکیر و تانیث اور واحد، تثنیہ و جمع میں مطابقت ضروری نہیں۔

---

(۱) اِمْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ أی: عِنْدِیْ اِمْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ: میرے پاس دو دانا عورتیں ہیں۔ عِنْدِیْ بترکیب معلوم مفعول فیہ ہوا ثَابِتَانِ مقدر کا، ثَابِتَانِ مثنی مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مؤنث، ضمیر مستتر معرب۔ "هُمَا" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامت تثنیہ مبنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، اِمْرَأَتَانِ مثنیٰ مرفوع بالف موصوف، عَالِمَتَانِ مثنی مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مؤنث، ضمیر مستتر معرب۔ "هُمَا" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامت تثنیہ مبنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) نِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ أی عِنْدِیْ نِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ: میرے پاس دانا عورتیں ہیں۔ عِنْدِیْ بترکیب معلوم مفعول فیہ ہوا ثَابِتَاتٌ مقدر کا، ثَابِتَاتٌ جمع مؤنث سالم مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ جمع مؤنث، ضمیر مستتر معرب۔ "هُنَّ" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، نونِ مشدد علامت جمع مؤنث مبنی بر فتح، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، نِسْوَةٌ جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً موصوف، عَالِمَاتٌ جمع مؤنث سالم مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ جمع مؤنث، ضمیر مستتر معرب۔ "هُنَّ" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، نونِ مشدد علامت جمع مؤنث مبنی بر فتح، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳) بعض الفاظ مسموع من العرب ایسے ہیں ان میں مطابقت ضروری نہیں جیسے: هٰذَا ثَوْبٌ أَخْلَاقٌ، بُرْمَةٌ أَعْشَارٌ، نُطْفَةٌ أَمْشَاجٌ. حالانکہ مذکورہ امثلہ میں موصوف مفرد اور صفت صیغہ جمع ہے کہ أَخْلَاقٌ خَلَقٌ کی أَعْشَارٌ عُشْرٌ کی اور أَمْشَاجٌ مَشِيْجٌ یا مَشَجٌ کی جمع ہے۔

غیر عاقل کی جمع مذکر کی صفت میں کبھی مفرد مؤنث لاتے ہیں جیسے: وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا ۔

ونصب وجر چوں: جَاءَ نِی رَجُلٌ عَالِمٌ أبُوهُ(۱). بدانکہ نکرہ راجملہ خبریہ صفت تواں کرد چوں: جَاءَ نِی رَجُلٌ أبُوهُ عَالِمٌ (۲). ودر جملہ ضمیرے عائد بنکرہ لازم باشد.

بدانکہ نکرہ راجملہ خبریہ صفت: نکرہ کی صفت جملہ خبریہ بھی لاسکتے ہیں لیکن تین شرطوں کے ساتھ، ایک شرط موصوف اور دو صفت کے لئے ہیں: ۱-موصوف نکرہ ہو، ۲-صفت جملہ خبریہ ہو، ۳- جملے میں کوئی عائد ہو جو موصوف صفت میں ربط پیدا کرے۔

فائدہ: عام طور پر صفت مشتق کا صیغہ ہوتی ہے جیسے: جاء نی رجلٌ عالمٌ.

= قِیماً. کبھی جمع مؤنث سالم اور جمع تکسیر مؤنث لاتے ہیں جیسے: فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَر. هٰذِهِ الْكُتُبُ الأَفَاضِلُ الْفُضْلَيَاتُ الْفُضَلُ الْفُضْلَى.

غیر عاقل کی جمع مؤنث کا بھی یہی حکم ہے جیسے: السُّفُنُ الجَارِيَةُ الجَارِيَاتُ الجَوَارِي.

عاقل کی جمع مذکر کی صفت میں جمع سالم و جمع تکسیر دونوں جائز ہیں جیسے: العُلَمَاءُ العَالِمُونَ الأَعْلَامُ.

عاقل کی جمع مؤنث کی صفت میں مفرد مؤنث، جمع مکسر و جمع سالم سب جائز ہیں جیسے: نِسَاءٌ قَانِتَاتٌ، قَانِتَةٌ.

اگر موصوف اسم جنس ہو جس کے مفرد میں "تا" آتی ہے تو اس میں کبھی لفظ کا لحاظ رکھتے ہوئے صفت بھی مفرد مذکر لاتے ہیں جیسے: أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ. کبھی جماعت کی تأویل میں کر کے صفت واحد مؤنث لائی جاتی ہے جیسے: أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ. اسی طرح صفت جمع مؤنث سالم بھی لاسکتے ہیں جیسے: وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَهَا. اور جمع تکسیر بھی جیسے: السَّحَابَ الثِّقَالَ.

موصوف پر الف لام جنسی ہو تو اس کی صفت نکرہ مخصوصہ کی صورت میں آسکتی ہے جیسے

وَلَقَدْ أَمُرُّ عَلَى اللَّئِيمِ يَسُبُّنِي فَمَضَيْتُ ثُمَّةَ قُلْتُ لَا يَعْنِينِي

(۱) جَاءَ نِی رَجُلٌ عَالِمٌ أبُوهُ: میرے پاس دانا باپ والا مرد آیا۔ جَاءَ نِی بترکیب معلوم، رَجُلٌ بترکیب معلوم موصوف، عَالِمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، أَبُوْ اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواو مضاف، "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جَاءَ نِی رَجُلٌ أَبُوهُ عَالِمٌ: میرے پاس ایک مرد آیا جس کا باپ دانا ہے۔ جَاءَ نِی بترکیب معلوم، رَجُلٌ بترکیب معلوم موصوف، أَبُوْ بترکیب معلوم مضاف، "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، عَالِمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت مرفوع محلا، موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

دوم تاکید: واو تابعیست کہ حال متبوع را مقرر گرداند در نسبت یا در شمول تا سامع راشک نماند و تاکید بر دو قسم است: لفظی و معنوی. تاکید لفظی بتکرار لفظ است چوں: زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ(۱) وَضَرَبَ ضَرَبَ

(دوم تاکید: واو تابعیست.......الخ) تاکید وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کی حالت کو نسبت میں مضبوط کرے (۲) جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ نَفْسُهٗ. ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ یا ضَرَبَ زیدٌ زیدٌ یا پھر شمول میں جیسے: جاء نی القومُ کُلُّهُم. شک تھا کہ پوری قوم نہ آئی ہوگی بلکہ بڑے بڑے سرداروں پر قوم کا اطلاق کیا ہوگا لیکن "کُلُّهُم" نے یہ ابہام دور کر دیا، اسی طرح "فَسَجَدَ المَلٰئِکَةُ کُلُّهُم اَجْمَعُوْن" ہے۔ دفع مجاز کے لئے بھی تاکید لاتے ہیں جیسے: بَنَیَ الأمیرُ الأمیرُ القصرَ. شبہ تھا کہ امیر نے حکم دیا ہوگا اور مزدوروں نے محل بنایا ہوگا اور مجازاً بنانے کی نسبت امیر کی طرف کی گئی ہے تو اس شبہ کو دور کرنے کے لئے تاکید لائی گئی۔

فائدہ: کبھی فعل کی تاکید لاتے ہیں جیسے: ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ. اور کبھی حرف کی جیسے: اِنَّ اِنَّ زیداً قائمٌ.
حروف غیر جوابیہ کی تاکید کے بارے میں قاعدہ ہے کہ اگر ان کی تاکید دوسرے حرف سے لائیں تو دونوں میں فاصلہ ہوگا جیسے: اِنَّ زیداً اِنَّ زیداً قائم. اِنَّ اِنَّ زَیْداً قَائِمٌ بلا فصل شاذ ہے۔ ضمیر متصل کی تاکید اعادہ عامل کے ساتھ لاتے ہیں یا ضمیر منفصل سے جیسے: عَجِبْتُ مِنْكَ مِنْكَ، ضَرَبْتُ اَنَا. جملے کی تاکید حرف عطف کے بغیر بھی مستعمل ہے جیسے: وَاتَّقُوا الَّذِی اَمَدَّکُم بِمَا تَعْلَمُوْنَ اَمَدَّکُم بِاَنْعَامٍ وَبَنِیْنَ. اسے تفسیر بھی کہتے ہیں اور تاکید بھی ہے۔
تاکید کی دو قسمیں ہیں: ۱- تاکید لفظی ۲- تاکید معنوی.

---

(۱) زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ: زید زید کھڑا ہے۔ زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، زید ثانی تاکید، قَائِمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) اکثر نحاۃ کے ہاں مؤکد کا معرفہ ہونا ضروری ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول: مَا صَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كُلَّهٗ اِلَّا رَمَضَانَ. اور قول شاعر

لٰکِنَّهٗ شَاقَهٗ اَنْ قِيْلَ ذَا رَجَبٌ — يَا لَيْتَ عِدَّةَ حَوْلٍ كُلِّهٖ رَجَبُ

متعلق کہتے ہیں کہ یہ شاذ ہیں۔ جب کہ بعض کے ہاں نکرہ اگر مفید للتاکید ہو تو اس کی تاکید لائی جا سکتی ہے جیسے

نَلْبَثُ حَوْلًا كَامِلًا كُلَّهٗ رَجَبُ — لَا نَلْتَقِيْ اِلَّا عَلٰى مَنْهَجِ

یہاں نکرہ "حول" مفید للتاکید ہے کہ محدود ہے، کیونکہ اس کا اول و آخر معلوم ہے اور تاکید بھی ایسے لفظ سے ہے جو محیط ہے۔

Scanned with CamScanner

زَیْدٌ(۱) وَ اِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ(۲). وتاکید معنوی بہ ہشت لفظ است: نفس وَ عَین وَ کِلَا وَ کِلْتَا

تاکید لفظی (۳): جو لفظ یا اس کے مرادف کے تکرار کے ساتھ ہو(۴)۔ تکرار لفظ خواہ اسم کی صورت میں ہو جیسے: زَیدٌ زَیدٌ قَائِمٌ. یا فعل کی صورت میں جیسے: ضَرَبَ ضَرَبَ زَیدٌ. یا حرف کی صورت میں جیسے: اِنَّ زیدًا اِنَّ زیدًا قائمٌ. لفظ کے مرادف کی تکرار جیسے: جَاءَنِی لَیْثٌ اَسَدٌ، فِجَاجًا سُبُلًا.

تاکید معنوی (۵): یہ چند مخصوص الفاظ کے ذریعے ہوتی ہے اور وہ آٹھ ہیں: نَفْسٌ، عَیْنٌ، کِلَا، کِلْتَا، اَجْمَعُ، اَکْتَعُ، اَبْتَعُ، اَبْصَعُ، کُلٌّ.

---

(۱) ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ: مارا مارا زید نے۔ ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضَرَبَ ثانی تاکید، زید بترکیب معلوم فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) اِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ: بے شک بے شک زید کھڑا ہے۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل مبنی بر فتح، اِنَّ ثانی تاکید، زَیْدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم، قَائِمٌ بترکیب معلوم خبر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳) تاکید لفظی میں شرط یہ ہے کہ دوسرے لفظ سے وہی مراد ہو جو پہلے سے ہے، اگر ایسا نہ ہو تو پھر دوسرے لفظ کو تاکید لفظی نہیں کہیں گے جیسے: کَلَّا اِذَا دُکَّتِ الْاَرْضُ دَکًّا دَکًّا ای: دکًّا بَعْدَ دَکٍّ وَاَنَّ الدَّکَّ کُرِّرَ عَلَیْهَا حَتّٰی صَارَتْ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا. یعنی زمین کو کے بعد دیگرے کوٹا جائے گا یہاں تک کہ وہ ریزہ ریزہ ہو جائے گی، یہاں دوسرے "دَکًّا" سے پہلا "دَکّ" مراد نہیں، بلکہ مستقل ہے، لہذا یہ تاکید لفظی نہیں، اسی طرح: وَجَاءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا. دوسرا "صَفًّا" پہلے کا مغایر ہے کہ مراد جن وانس کی صفیں ہیں، لہذا اسے بھی تاکید لفظی نہیں کہیں گے۔ اذان میں "اللہ اکبر اللہ اکبر" ثانی تاکید نہیں بلکہ انشاء تکبیر ہے، البتہ اقامت میں "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" ثانی تاکید ہے۔

(۴) تاکید لفظی میں تین مرتبہ تکرار کی گنجائش ہے، اس سے زائد تکرار درست نہیں، جیسے

اَلَا حَبَّـــذَا حَبَّـــذَا حَبَّـــذَا　　صَـدِیْـقٌ تَـحَـمَّـلْـتُ الْاَذٰی

تاکید لفظی کی مختلف اغراض ہیں:

۱۔ سامع کو متوجہ کرنے کے لئے تاکہ بات اچھی طرح سن لے۔

۲۔ تہدید جیسے: کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ.

۳۔ تہویل جیسے: وَمَا اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ثُمَّ مَا اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ.

۴۔ محبوب ومرغوب چیز کے نام کو بطور لذت دہرانا۔

تاکید لفظی میں ثانی کا محل اعراب نہیں ہوتا، ترکیب میں کہیں گے کہ فلاں کی تاکید لفظی ہے۔

(۵) ایسا تابع جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے متبوع کا معنی حقیقی ہے، اس میں مجاز، نسیان اور مبالغہ نہیں۔

وَ کُلّ وَ اَجْمَعُ وَ اَکْتَعُ وَ اَبْتَعُ وَ اَبْصَعُ چوں: جَاءَنِی زَیْدٌ نَفْسُه(۱) وَ جَاءَنِی الزَّیْدَانِ

نفس وعین یہ دونوں کسی ذات سے مجاز کے احتمال کو دفع کرنے کے لئے آتے ہیں، ان میں لفظ اور ضمیر دونوں تبدیل ہوتے ہیں(۲) جیسے: جاء نی زیدٌ نفسُه عینُه، الزیدانِ أنفسُهما أعینُهما، الزیدونَ أنفسُهم أعینُهم. جاء تنی هندٌ نفسُها عینُها، الهندانِ أنفسُهما أعینُهما، الهنداتُ أنفسُهن أعینُهن: کبھی تاکید پر "با" زائدہ لگاتے ہیں جیسے: جاء نی زیدٌ بِنَفْسِه بِعَیْنِه.

کلا وکلتا(۳): یہ تثنیہ کے ساتھ خاص ہیں جیسے: جاء نی الزیدانِ کِلَاهُمَا والهندان کِلْتَاهُمَا.

کل(۴): یہ مفرد وجمع دونوں کے لئے آتا ہے لیکن ضمیر کی تبدیلی کے ساتھ جیسے: قرأتُ الکتابَ کُلَّه، قرأتُ الصَّحِیْفَةَ کُلَّهَا، جاء نی القَوْمُ کُلُّهُمْ والنِّسَاءُ کُلُّهُنَّ.

اجمع، اکتع، ابتع، ابصع: یہ مفرد وجمع کے لئے آتے ہیں اور ان میں صیغہ تبدیل ہوتا ہے۔ اکتع،

---

(۱) جَاءَنِی زَیْدٌ نَفْسُهٗ: میرے پاس خود زید آیا۔ جاءنی بترکیب معلوم، زید بترکیب معلوم مؤکد، نفس مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف، "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی برضم راجع بسوئے مؤکد، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر تاکید، مؤکد اپنی تاکید سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جب یہ تاکید کے لئے ہوں تو ضروری ہے کہ:

۱- ان سے پہلے مؤکد ہو۔

۲- مؤکد کی طرح ان کا اعراب ہو۔

۳- ضمیر کی طرف مضاف ہوں۔

اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو پھر یہ تاکید کے لئے نہیں ہوں گے۔

(۳) یہ معنی میں "کل" کی طرح ہیں اور تثنیہ سے مجاز کا احتمال دفع کرنے کے لئے ہیں، کیونکہ تثنیہ میں مفرد کا احتمال ہوتا ہے جیسے: لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْآنُ عَلٰی رَجُلٍ مِنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ أی: عَلٰی رَجُلٍ مِنْ إِحْدَی الْقَرْیَتَیْنِ.

ان کے لئے بھی وہی شرائط ہیں یعنی ۱- ان سے پہلے مؤکد مذکور ہو، ۲- اعراب میں اس کے مطابق ہوں، ۳- ضمیر کی طرف مضاف ہوں، ۴- ان کا مؤکد بھی تثنیہ ہو۔ اگر ان میں کوئی شرط بھی مفقود ہو تو یہ تاکید کا فائدہ نہیں دیں گے۔

(۴) یہ کسی عام لفظ سے خصوص کے احتمال کو رفع کرتا ہے، مؤکد مفرد ہو یا جمع دونوں کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ "کل" کے علاوہ اسی کے ہم معنی الفاظ "جَمِیْع، عَامَّة" ہیں۔ ان تینوں کے لئے شرط یہ ہے کہ: ۱- مؤکد ان سے پہلے مذکور ہو، ۲- اعراب میں اس کے مطابق ہوں، ۳- ضمیر کی طرف مضاف ہوں۔ لفظ "کل" کے لئے یہ شرط بھی ہے کہ اس کا مؤکد قابل تجزی یعنی قابلِ تقسیم ہو، حقیقا جیسے مثال مذکور میں یا حکما جیسے: اِشْتَرَیْتُ الْعَبْدَ کُلَّهٗ. لہذا جاءنی زیدٌ کُلُّهٗ. کہنا درست نہیں۔

أَنْفُسُهُمَا(۱) وَجَاءَ نِی الزَّیْدُوْنَ أَنْفُسُهُمْ(۲) وعَین رابریں قیاس کن وَجَاءَ نِی الزَّیْدَانِ کِلَاهُمَا(۳) وَ الْهِنْدَانِ کِلْتَاهُمَا(٤). کِلَا وَ کِلْتَا خاص اند بمثنی وَجَاءَ نِی الْقَوْمُ کُلُّهُمْ

أبتع، أبصع یہ أجمع کے تابع ہیں، اجمع کے بغیر نہیں آتے (۵) اوراس پر مقدم بھی نہیں ہوتے اس لئے کہ تابع نہ متبوع کے بغیر آتا ہے اور نہ اس پر مقدم ہوتا ہے جیسے: اشتریتُ العبدَ کُلَّه أجمعَ أکتعَ أبتعَ أبصعَ، والجاریةَ کُلَّها جمعاءَ کتعاءَ بتعاءَ بصعاءَ؛ جاءَ نِی القَوْمُ کُلُّهُم أجمعُونَ أکتعُونَ أبتعُونَ أبصعُونَ، والنِّساءُ کُلُّهُنَّ جُمَعُ کُتَعُ بُتَعُ بُصَعُ(٦).

(۱) جَاءَ نِی الزَّیْدَانِ أَنْفُسُهُمَا: میرے پاس دونوں زید خود آئے۔ جاءنی بترکیب معلوم، الزیدان مثنیٰ مرفوع بالف مؤکد، انفس جمع مکسّر منصرف مرفوع لفظاً مضاف، ''ھُما'' میں ''ھا'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی برضم راجع بسوئے مؤکد، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی برسکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر تاکید، مؤکد اپنی تاکید سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جَاءَ نِی الزَّیْدُوْنَ أَنْفُسُهُمْ: میرے پاس سب زید خود آئے۔ جاءنی بترکیب معلوم، الزیدون جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم مؤکد، انفس بترکیب معلوم مضاف، ''ھُم'' میں ''ھا'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی برضم راجع بسوئے مؤکد، میم علامتِ جمع مذکر مبنی برسکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر تاکید، مؤکد اپنی تاکید سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) جَاءَ نِی الزَّیْدَانِ کِلَاهُمَا: میرے پاس دونوں زید آئے۔ جاءنی بترکیب معلوم، الزیدان مثنیٰ مرفوع بالف مؤکد، کلا مرفوع بالف مضاف، ''ھُما'' میں ''ھا'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی برضم راجع بسوئے مؤکد، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی برسکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر تاکید، مؤکد اپنی تاکید سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۴) الْهِنْدَانِ کِلْتَاهُمَا ای: جاءَ نِی الْهِنْدَانِ کِلْتَاهُمَا: میرے پاس دونوں ہندا آئیں۔ جاءنی بترکیب معلوم، الھندان مثنیٰ مرفوع بالف مؤکد، کلتا مرفوع بالف مضاف، ''ھُما'' میں ''ھا'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی برضم راجع بسوئے مؤکد، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی برسکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر تاکید، مؤکد اپنی تاکید سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۵) "أجمعُ" کُل کے بغیر بھی آتا ہے جیسے: لَأُغْوِیَنَّهُمْ أَجْمَعِیْنَ. وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِیْنَ. إِذَا صَلَّى الْإِمَامُ فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُوْنَ.

(٦) جب مختلف تاکیدیں ہوں تو ان کے درمیان حرفِ عطف لانا جائز نہیں کہ کہا جائے: جَاءَ نِی زَیْدٌ نَفْسُهُ وَعَیْنُهُ. جَاءَ الْقَوْمُ کُلُّهُمْ وَأَجْمَعُوْنَ. کیونکہ مؤکد و تاکید ایک ہی شی ہے اور "الشیئُ لَا یُعْطَفُ عَلَى نَفْسِهِ بِخِلَافِ النُّعُوْتِ فَإِنَّ مَعَانِیَهَا مُتَخَالِفَةٌ".

Scanned with CamScanner

أَجْمَعُونَ أَكْتَعُونَ أَبْتَعُونَ أَبْصَعُونَ(۱). بدانکہ أَكْتَعُ وَ أَبْتَعُ وَ أَبْصَعُ أتباع اند بہ أَجْمَعُ پس بدوں أَجْمَعُ ومقدم بر أَجْمَعُ نباشند. سوم بدل واو تابعیست کہ مقصود بہ نسبت او باشد. وبدل بر چہار قسم است: بدل الکل، وبدل الاشتمال، وبدل الغلط، وبدل البعض. بدل الکل: آں است کہ مدلولش مدلولِ مبدل منہ باشد چوں: جَاءَ نِی زَیْدٌ أَخُوكَ(۲). وبدل البعض آں است کہ مدلولش جزو مبدل

(سوم بدل واو تابعیست ......الخ) بدل وہ تابع ہے جو حرف عطف کے واسطے کے بغیر مقصود بالنسبۃ ہو اور صیغہ صفت نہ ہو۔ مقصود بالنسبت کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کی نسبت ظاہراً براہ راست متبوع کی طرف ہو حقیقت میں وہ نسبت تابع کی طرف ہوگی مثلاً: ضُرِبَ زیدٌ راسُه ، سُلِبَ زیدٌ ثوبُه. میں ظاہراً ضرب وسلب کی نسبت براہ راست زید کی طرف ہے مگر حقیقت میں یہ نسبت رأس وثوب کی طرف ہے، کیونکہ متکلم یہ بتانا چاہتا ہے کہ زید کے سر پر پٹائی پڑی، زید کا ذکر تو محض تمہید وتوطئہ کے لئے ہے، اسی طرح وہ یہ بتانا چاہ رہا ہے کہ زید کا کپڑا چھینا گیا، تو اصل مقصد کپڑے کے چھینے جانے کی خبر دینا ہے، زید کا ذکر محض تمہید کے لئے ہے نہ کہ وہی مقصود بالنسبۃ ہے۔

بغیر حرف عطف کے وہ نسبت ہو، احتراز ہے جاء نی زیدٌ بل عمروٌ سے، یہاں بھی مقصود بالنسبۃ تابع ہے متبوع نہیں لیکن درمیان میں حرف عطف کا واسطہ ہے، لہذا یہ بدل نہیں۔

بدل کی اقسام

بدل کی چار قسمیں ہیں:

(۱) جَاءَ نِی الْقَوْمُ كُلُّهُم أَجْمَعُونَ أَكْتَعُونَ أَبْصَعُونَ: میرے پاس کل، سب کی سب، ساری کی ساری قوم آئی۔ جاءنی بترکیب معلوم، القوم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مؤکَّد، کُل مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ھُم" میں "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مؤکَّد، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر تاکید اوّل، أَجْمَعُونَ جمع مذکر سالم مرفوع بواوِ ماقبل مضموم معطوف علیہ، واو حرف عطف مبنی بر فتح، أَكْتَعُونَ جمع مذکر سالم مرفوع بواوِ ماقبل مضموم معطوف علیہ، واو حرف عطف مبنی بر فتح، أَبْتَعُونَ جمع مذکر سالم مرفوع بواوِ ماقبل مضموم معطوف علیہ، واو حرف عطف، أَبْصَعُونَ جمع مذکر سالم مرفوع بواوِ ماقبل مضموم معطوف، أَجْمَعُونَ معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر تاکید دوم، مؤکَّد اپنی دونوں تاکید سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جَاءَ نِی زَیْدٌ أَخُوكَ: میرے پاس زید تیرا بھائی آیا۔ جاءنی بترکیب معلوم، زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبدل منہ، أخو اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواوِ مضاف، "کاف" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر بدل الکل، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

منہ باشد چوں: ضُرِبَ زَیۡدٌ رَاۡسُہٗ (۱). وبدل الاشتمال آں است کہ مدلولش متعلق بہ مبدل منہ
باشد چوں: سُلِبَ زَیۡدٌ ثَوۡبُہٗ (۲). وبدل الغلط آں است کہ بعد از غلط بلفظ دیگر یاد کنند چوں:

---

❶ بدل الکل: بدل اور مبدل منہ کا مدلول ایک ہی ہو یعنی دونوں کا مصداق ایک ہو، اگر چہ مفہوم والفاظ مختلف ہوں(۳) ویسے: اِنَّ لِلۡمُتَّقِیۡنَ مَفَازًا حَدَآئِقَ وَاَعۡنَابًا. الفاظ الگ الگ ہیں لیکن مصداق دونوں کا ایک ہے، اسی طرح: جاء نی زیدٌ اخوک. زید اور اخوک دونوں کا مصداق ایک ہے، البتہ باعتبار مفہوم "زید" الگ اور "اخوک" الگ ہے۔

فائدہ: بدل الکل اور عطف بیان میں کوئی خاص فرق نہیں، اکثر ان میں التباس ہو جاتا ہے اسی وجہ سے علامہ رضی نے کہا کہ مر جاؤں گا لیکن ان میں فرق معلوم نہیں ہوگا، بہر حال ان میں صرف نیت کا فرق ہے اگر متبوع تابع کے لئے تمہید ہو اور متبوع کو ضمناً لایا گیا ہو تو بدل ہوگا، اگر حکم متبوع پر ہو تابع کو ضمناً لایا ہو تو عطف بیان ہوگا۔

❷ بدل البعض: بدل کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا جز ہو جیسے: وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا ای: مَنِ اسۡتَطَاعَ مِنۡھُمۡ. ضُرِبَ زیدٌ رأسُہ، اشتریتُ العبدَ نصفَہ.
بدل البعض میں کل وجز کی نسبت ہوتی ہے نہ کہ کلی وجزئی کی نسبت، کل وجز اور کلی وجزئی میں فرق یہ ہے کہ کل اپنے ہر جز پر صادق نہیں آتا اور کل کے تحت اجزا ہوتے ہیں جن کے مجموعے کو کل کہتے ہیں، اور کلی اپنی ہر جزئی پر صادق آتی ہے اور اس کے تحت جزئیات ہوتی ہیں جن میں سے ہر ایک پر کلی کا اطلاق ہوتا ہے۔

❸ بدل الاشتمال(۴): بدل اور مبدل منہ کا آپس میں تعلق ہو، اشتمال کا یہ مطلب نہیں کہ بدل مبدل منہ کو یا

---

(۱) ضُرِبَ زَیۡدٌ رَاۡسُہٗ: پیٹا گیا زید اس کا سر۔ ضُرِبَ فعل ماضی مجہول مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبدل منہ، رَاۡس مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبدل منہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) کبھی لفظ میں اتفاق ہوتا ہے بشرطیکہ لفظِ ثانی زیادہ واضح ہو جیسے: اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ. اِنَّکَ لَتَھۡدِیۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ.

(۳) سُلِبَ زَیۡدٌ ثَوۡبُہٗ: کھینچا گیا زید اس کا کپڑا۔ سُلِبَ فعل ماضی مجہول مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبدل منہ، ثوب مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبدل منہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر بدل الاشتمال، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۴) بدل الاشتمال میں کسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبدل منہ کی طرف لوٹے، افراد و تثنیہ وجمع اور تذکیر وتانیث میں یہ مبدل منہ کے مطابق ہوتی ہے، جیسے مذکورہ مثالوں میں ہے، کبھی یہ ضمیر مقدر ہوتی ہے جیسے قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ ای: اَلنَّارِ فِیۡہِ اَوۡ نَارِہٖ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ.

Scanned with CamScanner

مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ(۱).

مبدل منہ بدل کو شامل ہو، اشتمال کا معنی یہ ہے کہ ان کا آپس میں تعلق ہو جیسے: يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ. أَعْجَبَنِي زَيْدٌ عِلْمُهُ. سُلِبَ زيدٌ ثوبُه.

❹ بدل الغلط: جو غلطی کے بعد تدارک کے لئے آئے جیسے: مررت برجلٍ حمارٍ.

بدل الغلط قرآن وحدیث، فقہ اور شعراء وبلغاء کے کلام میں نہیں آتا۔ باقی تین قسمیں رہ گئیں۔ ان میں سے بدل الکل میں تغایر بین البدل والمبدل منہ نہیں ہوتا کیونکہ دونوں کا مصداق ایک ہی ہوتا ہے۔ بدل البعض وبدل الاشتمال میں تغایر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان دونوں کے لئے ضروری ہے کہ بدل کے اندر ایک عائد ہو جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہے: ضُرِبَ زَيْدٌ رأسُه، سُلِبَ زيدٌ ثوبُه.

فائدہ: ضمیر کو ضمیر سے، اسم ظاہر کو اسم ظاہر اور ضمیر غائب سے بدل بنانا درست ہے (۲) لیکن اسم ظاہر کو ضمیر متکلم ومخاطب سے بدل بنانا جائز نہیں الا یہ کہ جہاں احاطہ ہو وہاں جائز ہے جیسے: أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا. "لَنَا" مبدل منہ اور "لِأَوَّلِنَا" بدل ہے۔

مبدل منہ اور بدل میں صرف اعراب میں مطابقت ہوتی ہے مگر بدل الکل میں تعریف وتنکیر، تذکیر وتانیث، افراد وتثنیہ وجمع میں بھی مطابقت ہوتی ہے (۳)۔

کبھی فعل کو فعل سے اور جملے کو جملے سے بدل بناتے ہیں جیسے: فَأَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ قَالَ أَنْتُمْ شَرٌّ مَكَانًا؛ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضٰعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

---

(۱) مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ: میں ایک مرد کے پاس سے گزرا (بلکہ) گدھے کے پاس سے۔ مَرَرْتُ بترکیب معلوم، "با" حرف جار مبنی بر کسر، رَجُلٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مبدل منہ، حِمَارٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا بدل الغلط، مبدل اپنے بدل سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) صاحب "تسہیل" بدل المضمر من المضمر اور بدل المضمر من الظاہر کو تسلیم نہیں کرتے، بلکہ اسے تاکید قرار دیتے ہیں۔ جمہور کے ہاں بدل کا عامل وہی ہے جو مبدل منہ کا عامل ہے، البتہ تابع عامل جدید کے حکم میں ہوتا ہے، اور بعض کے ہاں عامل بدل مستقل ہوتا ہے۔

(۳) البتہ جہاں مصدر مبدل منہ واقع ہو یا تفصیل کا ارادہ ہو وہاں مطابقت ضروری نہیں جیسے: إِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا. جَاءَنِي ذُوْرَجُلَيْنِ: بِرَجُلٍ صَحِيْحَةٍ وَرِجْلٍ شَلَّةٍ.

بدل مبدل منہ دونوں نکرہ ہوں جیسے: إِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا. دونوں معرفہ ہوں جیسے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا. كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ.

Scanned with CamScanner

چہارم عطف بحرف واو تابعیست کہ مقصود باشد بہ نسبت با متبوعش بعد از حرف عطف چوں: جَاءَ نِی زَیْدٌ وَعَمْرٌو(۱). وحروف عطف دہ است، در فصل سوم یاد کنیم انشاء اللہ تعالیٰ. واو را عطف نسق گویند۔

(چہارم عطف بحرف واو......الخ) معطوف وہ تابع ہے جو اپنی نسبت کے ساتھ مقصود ہو اور حروف عطف کے بعد ہو جیسے: جَاءَ نِی زَیْدٌ وَعَمْرٌو. حروف عطف عموماً مقدر نہیں ہوتے، شاذ و نادر ہی مقدر ہوتے ہیں جیسے: طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّائِفِیْنَ وَالعَاکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ أی: وَالرُّکَّعِ وَالسُّجُوْدِ.

ان حروف کے ذریعے مفرد کا مفرد پر عطف کرتے ہیں، اسی طرح جملے کا عطف بھی جملے پر کرتے ہیں، جملوں میں جب عطف ہو تو وہاں تابعیت و متبوعیت والا معنی نہیں چلتا کہ پہلے کو متبوع اور دوسرے کو تابع بنایا جائے اور جو احکام پہلے جملے کے لئے ثابت ہوں انہیں دوسرے جملے کے لئے بھی ثابت کیا جائے، جملوں میں جب عطف ہو تو کوئی لزومی معنی مراد لیتے ہیں مثلاً: کبھی کہتے ہیں کہ اشتراک فی الایجاب ہے اور کبھی اشتراک فی الاسمیۃ والفعلیۃ ثابت کرتے ہیں، اگر دونوں میں ضد ہو تو اشتراک فی التضاد کہتے ہیں۔

عطف الانشائیہ علی الخبریہ کا مسئلہ بہت زیادہ مشہور ہے، جمہور کے نزدیک جائز نہیں وہ اس میں کئی تاویلیں کرتے ہیں، اسی طرح جمہور کا مذہب ہے کہ جملہ انشائیہ شرط، خبر، حال، صفت نہیں بن سکتا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل میں اٹھارہ کے قریب تاویلیں کرتے ہیں، اسی طرح زَیْدٌ اضْرِبْهُ، وَالَّلذَانِ یَأْتِیٰنِهَا مِنْکُم فَآذُوْهُمَا، وَالّٰتِی یَأْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْکُم فَاسْتَشْهِدُوا میں کہتے ہیں کہ موصول صلہ مل کر مبتدا متضمن معنی شرط اور مابعد جزا ہے اور جملہ انشائیہ جزا بن سکتا ہے، جب کہ ابن العصفور، صفار بن مالک، سیبویہ، ابو الحیان وغیرہ کے مسلک میں بلا تاویل انشائیہ و خبریہ وغیرہ ہیں، اسی طرح دوسرے امور بھی درست ہیں۔

فائدہ: حروف عاطفہ کو حروف نسق بھی کہتے ہیں، نسق بمعنی ترتیب یعنی ترتیب والے حروف، نسق سے جو ترتیب مراد ہے وہ تابعیت و متبوعیت کی ترتیب ہے مطلق ترتیب نہیں کہ معطوف علیہ معطوف سے مقدم ہی ہوگا، البتہ کچھ حروف مثل ''فا، ثم'' وغیرہ ترتیب کا فائدہ دیتے ہیں، اگر سب ترتیب کے لئے ہوں تو درست نہیں کیونکہ قرآن میں ہے: فَاغْسِلُوا وُجُوْهَکُم وَاَیْدِیَکُم. اس کے خلاف پہلے پاؤں پھر مسح کرے تو وضو اگر چہ ہو جائے گا مگر خلاف سنت ہوگا۔

(۱) جَاءَ نِی زَیْدٌ وَعَمْرٌو: میرے پاس زید اور عمرو آئے۔ جاءنی ترکیب معلوم، زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ، واو حرف عطف، عمرو مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

پنجم عطف بیان عطفِ بیان واو تابعیست غیر صفت کہ متبوع را روشن گرداند چوں: أَقْسَمَ بِاللهِ أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ(۱) وقتیکہ بعلم مشہور تر باشد وَجَاءَ نِی زَیْدٌ أَبُو عُمَرَ(۲) وقتیکہ بکنیت مشہور تر باشد۔

(پنجم عطف بیان......الخ) عطفِ بیان وہ تابع ہے جو غیر صفت ہو اور متبوع کو واضح کر دے، بالفاظ دیگر جو مشتق نہ ہو کیونکہ قاعدہ ہے کہ "کَوْنُ الْمُشْتَقِّ بَدَلاً أو عَطْفَ بَيَانٍ لايَجُوز". اسی لئے بعض نے انکار کیا کہ عطف بیان وبدل صفت یعنی مشتق نہیں بن سکتے ،یعنی جو مشتق ہوگا وہ عطف بیان وبدل نہیں بن سکتا لیکن علامہ زمخشری نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ مشتق بھی عطف بیان وبدل بن سکتا ہے، چنانچہ قل أعوذ برب النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ. میں "ملك الناس "کو صفت بھی بناتے ہیں اور بدل میں بھی شمار کرتے ہیں، اسی طرح "بسم الله الرحمن الرحيم" میں "الرحمن "کو عطف بیان بناتے ہیں اور بدل بھی، جو اسے بدل بناتے ہیں وہ تاویل کرتے ہیں کہ اب یہ صفت نہیں بلکہ " الله "کا نام ہے اور نام کے بارے میں قاعدہ ہے کہ "الأعلامُ كُلُّهَا جَوَامِدُ". لہذا اب یہ جامد ہے اور پھر "الرحيم "کو "الرحمن "کی صفت بناتے ہیں "الله "کی صفت بنانا بایں معنی درست نہیں کہ موصوف وصفت میں فاصلہ لازم آتا ہے۔

عطف بیان جیسے: "أَقْسَمَ بِاللهِ أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ". عمر ابو حفص کے لئے عطف بیان ہے کہ صفت نہیں لیکن پھر بھی متبوع کو واضح کر رہا ہے۔ عطف بیان کبھی علم ہوتا ہے جیسے: مثال مذکور میں اور کبھی کنیت جیسے: جاء نی زیدٌ أبو عمرٍو. علم، لقب اور کنیت میں فرق یہ ہے کہ علم کہتے ہیں: "مَايَدُلُّ عَلَى تَعْيِينِ ذَاتٍ اور لقب:" مَا يُشْتَهِرُ بِهِ مَدْحٌ أَوْ ذَمٌّ" اور کنیت: "العَلَمُ المَقْرُونُ بِالأَبِ أَوِ الأُمِّ "کو کہتے ہیں۔

فائدہ: عام طور پر عطف بیان میں یہ ہوتا ہے کہ متبوع غیر واضح ہوتا ہے اور تابع یعنی عطف بیان اسے واضح کر دیتا ہے، یعنی اسم ثانی بمقابلہ اسم اول اشہر واوضح ہوتا ہے لیکن کبھی دونوں معطوف علیہ وعطف بیان مشہور ہوتے ہیں ، ان میں سے کسی ایک کو اشہر من الآخر نہیں کہہ سکتے ،اس صورت میں دونوں کے مجموعے کو عطف بیان کہتے ہیں جیسے: جَعَلَ اللهُ الكَعْبَةَ البَيْتَ الحَرَامَ. یہاں یہ نہیں کہہ سکتے کہ "البيت الحرام "نے "الكعبة" کو واضح کر دیا کیونکہ وہ پہلے سے زیادہ مشہور ہے لہذا دونوں کے مجموعے کا نام عطف بیان ہے۔

---

(۱) اَقسَمَ بِاللهِ أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ: ابو حفص عمر نے اللہ کی قسم کھائی۔ اَقْسَمَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، "با" حرف جار مبنی بر کسر، اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا، جار مجرور مل کر ظرف لغو، اَبُوْ حَفْصٍ کنیت جس کا جزو اول مرفوع بواو اور جزو ثانی مشغول باعراب سابق معطوف علیہ، عُمَرُ غیر منصرف مرفوع لفظا عطفِ بیان، معطوف علیہ اپنے عطفِ بیان سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جَاءَ نِیْ زَیْدٌ أَبُو عُمَرَ: میرے پاس زید ابو عمر آئے۔ جَاءَنِیْ بترکیب معلوم، زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا معطوف علیہ، اَبُوْ عُمَر کنیت جس کا جزو اول مرفوع بواو اور جزو ثانی مشغول باعراب سابق عطفِ بیان، معطوف علیہ اپنے عطفِ بیان سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

فصل دوم در بیان منصرف وغیر منصرف. منصرف آنست کہ ہیچ سبب از اسبابِ منع صرف درونباشد، وغیر منصرف آنست کہ دو سبب از اسبابِ منع صرف درو باشد. واسبابِ منع صرف نہ است: عدل ووصف وتانیث ومعرفہ وعجمہ وجمع وترکیب ووزنِ فعل والف نون مزیدتان. چناچہ در عمر عدل است وعلم، ودر ثُلٰث و مثلث صفت است وعدل، ودر طلحۃ تانیث است وعلم، ودر زینب تانیثِ معنوی است وعلم، ودر حُبلٰی تانیث است بالفِ مقصورہ، ودر حمراء تانیث است بالفِ ممدوہ. وایں مؤنث بجائے دوسبب است، ودر ابراھیم عجمہ است وعلم، ودر مساجد ومصابیح جمع منتہی الجموع بجائے دوسبب است، ودر بعلبك ترکیب است وعلم، ودر أحمد وزنِ فعل است وعلم، ودر سکران الف نون زائدتان است ووصف، ودر عثمان الف ونون زائدتان است وعلم. وتحقیق غیر منصرف از کتبِ دیگر معلوم شد. فصل سوم در حروف غیر عاملہ وآں شانزدہ قسم است: اول: حروفِ تنبیہ، وآں سہ است: اَلَاوَ اَمَا وَ ھَا.

(فصل دوم در بیان منصرف......الخ) اس کی تفصیل گزر چکی ہے اب اختصاراً بیان کرتے ہیں کہ منصرف اسے کہتے ہیں جس میں اسباب منع صرف میں سے کوئی دو سبب یا ایک سبب قائم مقام دو نہ ہو، اور غیر منصرف وہ ہے جس میں اسباب منع صرف کے دو سبب یا ایک قائم مقام دو ہوں، اسباب منع صرف نو ہیں۔

عَدلٌ وَوَصفٌ وَتَانِيثٌ وَمَعرِفَةٌ ... وَعُجمَةٌ ثُمَّ جَمعٌ ثُمَّ تَرکِيبٌ

وَالنُّونُ زَائِدَةٌ مِن قَبلِهَا أَلِفٌ ... وَوَزنُ فِعلٍ وَهٰذَا القَولُ تَقرِيبٌ

(فصل سوم در حروف غیر عاملہ......الخ) یہ فصل حروف غیر عاملہ کے بیان میں ہے، اس فصل میں تمام حروف غیر عاملہ نہیں بعض عاملہ بھی ہیں جیسے: "اِنْ" مصدریہ وغیرہ، لیکن بعض صورتوں میں ان کا عمل لغو ہوتا ہے تو مصنف نے اسی صورت کا اعتبار کرتے ہوئے انہیں بھی حروف غیر عاملہ میں ذکر کیا۔

❶ حروف تنبیہ: لغوی معنی کسی کو بیدار کرنا، کسی چیز پر واقف کرانا اور یہ تین حروف ہیں: "اَلَا، اَمَا، هَا". یہ حروف مخاطب سے غفلت دور کرنے کے لئے جملے پر آتے ہیں جیسے: اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْن، هَاأَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ، هَازَيْدٌ قَائِمٌ.

دوم حروف ایجاب، وآں شش است: نَعَم وبَلیٰ وأجَلْ و اِیْ وجَیْرِ واِنَّ.

"الا" تنبیہ کے ساتھ کبھی مابعد کے وقوع پر دلالت کرتا ہے جیسے: اَلَا اِنَّھُم ھُمُ السُّفَھَاءُ . اَلَا یَوْمَ یَاْتِیْھِم لَیْسَ مَصْرُوفاً عَنْھُم. اور کبھی تحضیض کے لئے آتا ہے جیسے: اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْماً نَکَثُوا اَیْمَانَھُم. قَوْمَ فِرْعَوْنَ اَلَایَتَّقُوْنَ. اَلَا تَاْکُلُوْنَ. اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَاللّٰہُ لَکُم.

"ھا": کبھی اسم فعل "خذ" کے معنی میں ہوتا ہے، اس صورت میں اس کے الف کو کھینچنا اور اس کی تثنیہ وجمع لانا جائز ہے جیسے: ھَاؤُمُ اقْرَءُ وا کِتٰبِیَہ. کبھی ضمیر مؤنث کی صورت میں ہوتا ہے جیسے: فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا. اور کبھی حرف تنبیہ عام طور پر اسمائے اشارہ پر داخل ہوتا ہے جیسے: ھٰذٰنِ خَصْمٰنِ ، ھٰؤلاءِ ، ھٰھنا، کبھی ضمیر پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے: ھا أنتم ھٰؤلاءِ . کبھی ندا میں منادیٰ معرف باللام سے پہلے جیسے: یَااَیُّھَا النَّاسُ.

(دوم حروف ایجاب......الخ) ۲-حروف ایجاب: یہ چھ ہیں: نَعَمْ، بَلیٰ، أجَلْ، جَیْر، اِیْ، اِنَّ.

"نعم": کلمہ کو اپنے حال پر رکھتا ہے مثبت کو مثبت اور منفی کو منفی، جواب میں کوئی تبدیلی نہیں آتی جیسے: قَامَ زیدٌ کے جواب میں "نَعَمْ!". مَاقَامَ زیدٌ کے جواب میں نعم! بنوکنانہ عین کو کسرہ دیتے ہیں کیونکہ "نَعَمْ" جمع "اَنْعَام" سے اشتباہ ہوتا ہے جیسے

لَایُبْعِدُ اللّٰہُ التَّلَبُّبَ وَالْغَارَاتِ — إذْ قَالَ الْخَمِیْسُ نَعَمْ

أیْ: ھٰذہ نَعَمٌ.

بلیٰ: اس میں الف اصلی ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ الف زائدہ ہے۔ کبھی ماقبل نفی کی تردید کے لئے آتا ہے جیسے: مَاکُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْءٍ بَلیٰ أیْ: عَمِلْتُم السُّوءَ .لَا یَبْعَثُ اللّٰہُ مَنْ یَّمُوْتُ بَلیٰ أیْ: یَبْعَثُھُم. زَعَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوا قُلْ بَلیٰ وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ .قَالُوا لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیِّیْنَ سَبِیْلٌ......بَلیٰ أیْ: عَلَیْھِم سَبِیْلٌ. وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَیَّاماً مَّعْدُوْدَۃً......بَلیٰ أیْ: تَمَسُّھُم وَیَخْلُدُوْنَ فِیْھَا.

اور کبھی نفی پر داخل استفہام کے جواب میں آتا ہے اور کلامِ منفی کو مثبت بناتا ہے جیسے: اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوا بَلیٰ. یعنی کیوں نہیں آپ ہمارے رب ہیں، علماء کہتے ہیں کہ اگر "بلیٰ" کی جگہ "نعم" کہیں تو کفر کا خطرہ ہے کیونکہ "نعم" کلام منفی کو منفی ہی رکھتا ہے۔ اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَانَسْمَعُ سِرَّھُم وَنَجْوٰھُم بَلیٰ. اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ لَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَہٗ بَلیٰ.

اِیْ: نَعَمْ کی طرح ہے، عام طور پر استفہام کے جواب میں آتا ہے اور اس کے ساتھ قسم لازم ہے جیسے: وَیَسْتَنْبِئُوْنَکَ اَحَقٌّ ھُوَ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ اِنَّہٗ لَحَقٌّ .

اَجَلْ، جَیْرِ، اِنَّ: یہ نعم کی طرح استعمال ہوتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

سوم حروف تفسیر وآں دو است: اَیْ واَنْ کقولہ تعالیٰ: نَادَیْنٰہُ اَنْ یَااِبْرَاھِیْم(۱). چہارم حروف مصدر یہ وآں سہ است: مَا واَنْ واَنَّ ہما واَنْ در فعل روند تا فعل بمعنی مصدر باشد پنجم حروف تخفیف وآں

(سوم حروف تفسیر......الخ) ۳-حروف تفسیر: یہ دو حرف ہیں: اَیْ ، اَنْ.

اَیْ: یہ عطف المفرد علی المفرد اور عطف الجملہ علی الجملہ کے لئے آتا ہے، اس کا مابعد ماقبل کے لئے بدل، عطف بیان یا تفسیر بنتا ہے، مفرد کی مثال: اِنْ کُنْتُم عَلٰی سَفَرٍ ای فی سَفَرٍ ، جملے کی مثال جیسے: ذَھَبْتُ بِزَیْدٍ ای: اَذْھَبْتُہ.

اَنْ: اس کی شرط یہ ہے کہ

❊-اس سے قبل جملہ ہو، لہذا "وَآخِرُ دَعْوَاھُم اَنِ الحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِیْن "میں "اَنْ" تفسیریہ نہیں۔

❊-ایسے فعل کے بعد ہو جو قول کے معنی میں ہو جیسے: وَنَادَیْنَاہُ اَنْ یَا اِبْرَاھِیْم ای: قُلْنَا لَہ اَنْ یَا اِبْرَاھِیْم وَاَوْحَیْنَا اِلَیْہِ اَنِ اصْنَعِ الفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا ای: قُلْنَا لہ اَنِ اصْنَعِ الفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا. اسی طرح وَنُوْدُوا اَنْ تِلْكُمُ الجَنَّةُ. وَانْطَلَقَ المَلَاُ مِنْھُم اَنِ امْشُوا. لہذا وَاَوْحٰی رَبُّكَ اَنِ اتَّخِذِی مِنَ الجِبَالِ بُیُوتاً میں "اَنْ" تفسیریہ نہیں، کیونکہ "وحی" سے مراد "الہام" ہے اور الہام میں قول کا معنی نہیں، تو اس "اَنْ" کو "اَنْ" مصدریہ کہا جائے گا ای: اَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ بِاتِّخَاذِ الجِبَالِ بُیُوتاً.

❊-سابقہ جملے میں لفظ "قول" موجود نہ ہو، اگر ہو تو اس میں تاویل کرتے ہیں جیسے: مَاقُلْتُ لَھُم اِلَّا مَا اَمَرْتَنِی بِہ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّی وَرَبَّکُم میں تاویل کرتے ہیں کہ "مَا اَمَرْتُھُم اِلَّا بِمَا اَمَرْتَنِی بِہ".

یہ شرط غرائبات میں سے ہے کہ سابقہ جملے میں معنی قول کا ہونا ضروری ہے، جب صراحتاً لفظ "قول" آئے تو اس میں تاویل کر کے اسے معنی قول بناتے ہیں۔

❹ (چہارم حروف مصدریہ......الخ) حروف مصدریہ: یہ تین ہیں: ما، اَنْ، اَنَّ.

ما: ظاہری عمل تو نہیں کرتا، اس کی دو قسمیں ہیں:

مصدریہ ظرفیہ: جو فعل کو مصدر کے معنی میں بھی کرے اور ظرف بھی واقع ہو جیسے: وَاَوْصَانِی بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ

---

(۱) نَادَیْنٰہُ اَنْ یَااِبْرَاھِیْم. نَادَیْنَا فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم معظم، "نَا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، "ھا" ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم، بلفظ مقدر جس میں "یا" حرف جار مبنی بر کسر، لفظ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً معطوف علیہ یا مبدل منہ، "اَنْ" برائے تفسیر مبنی بر سکون، "یا اِبْرَاھِیْم" مراد اللفظ مجرور تقدیراً عطف بیان یا بدل الکل، معطوف علیہ اپنے عطف بیان یا مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

چہار است: اَلَا وھَلَّا و لَوْلَا ولَوْمَا. ششم حروف توقع و آں قَدْ است برائے تحقیق در ماضی و برائے تقریب ماضی بحال، و در مضارع برائے تقلیل. ہفتم حروف استفہام و آں سہ است: مَا و ہمزہ و ھل.

مَادُمْتُ حَيًّا اى: مُدَّةَ دَوَامِ حَيَاتِي. فَاتَّقُوا اللهَ مَا اسْتَطَعْتُم اى: مُدَّةَ اِسْتِطَاعَتِكُم.

مصدر یہ محضہ: جو صرف مصدر کے معنی میں ہو جیسے: وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوا يَعْلَمُوْنَ اى: بِعِلْمِهِم. فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُم اى: بِنِسْيَانِكُم.

اَن: عمل کرتا ہے، اگر مخففہ من المثقلہ ہو تو پھر عاملہ نہیں ہوگا۔ چونکہ یہ کوفیین کے نزدیک غیر عاملہ ہے اسی وجہ سے مصنف نے اسے حروف غیر عاملہ میں ذکر کیا مثلاً: بعض صورتوں میں مضارع پر داخل ہوتا ہے اور عمل نہیں کرتا جیسے: عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنكُم مَرْضَى.

"اَن" غیر عاملہ ہو تو اس کے ساتھ "ما" کافہ بھی ملتا ہے۔

فائدہ: ما اور "اَن" فعل پر داخل ہو کر اسے مصدر کی تاویل میں کرتے ہیں جیسے: ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ اى: بِرُحْبِهَا. وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُؤْمِنُوا اِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَى اِلَّا اَنْ قَالُوا اَبَعَثَ اللهُ بَشَرًا رَسُوْلًا اى: اِلَّا قَوْلُهُم. اَعْجَبَنِي اَنْ ضَرَبْتَ زَيْدًا اى: ضَرْبُكَ زيداً.

⑤ (پنجم حروف تحضیض......الخ) حروف تحضیض: تحضیض بمعنی برانگیختہ کرنا، یہ چار حرف ہیں: اَلَا، ھَلَّا، لولا، لوما.

اَلَا، ھلّا: عام طور پر ماضی پر داخل ہوتے ہیں۔ "اَلَا" قرآن میں تحضیض کے معنی میں استعمال نہیں ہوا، بعض حضرات نے "اَلَّا يَسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِى يُخْرِجُ الْخَبْءَ" میں "اَلَا" کو برائے تحضیض قرار دیا ہے۔

لولا: مضارع اور معنی مضارع پر تحضیض کے لئے جیسے: لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ. لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللهَ لَعَلَّكُم تُرْحَمُوْنَ. لَوْلَا اَخَّرْتَنَا اِلَى اَجَلٍ قَرِيْبٍ اور ماضی پر توبیخ کے لئے آتا ہے جیسے: لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُم اى: لَوْلَا قُلْتُم اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ. لَوْلَا جَاؤُوا عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ. فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِ اللهِ. فَلَوْلَا اِذْ جَاءَهُم بَاْسُنَا تَضَرَّعُوا. فَلَوْلَا اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ. فَلَوْلَا اِنْ كُنْتُم غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ.

"لوما": لولا کی طرح ہے جیسے: لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلَائِكَةِ.

⑥ (ششم حروف توقع......الخ) حروف توقع: قد ہے، ماضی پر کبھی تحقیق کے لئے آتا ہے جیسے: قَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ. قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ. قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا اسی طرح ماضی کو حال کے معنی سے قریب کرنے کے لئے بھی آتا ہے جیسے: قَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ. وَمَا لَنَا اَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا. مضارع پر بھی

ہشتم حروفِ ردع وآں کَلّا است بمعنی بازگردانیدن، وبمعنی حقًّا نیز آمدہ است چوں: کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ(۱). نہم تنوین وآں پنج است: تمکین چوں: زیدٌ وتنکیر چوں: صَہٍ(۲) أی: اُسۡکُتۡ سُکُوۡتًا مَا فِیۡ وَقۡتٍ مَا(۳) . اما صَہۡ بغیرِ تنوین فمعناہ اُسۡکُتِ السُّکُوۡتَ الاٰن(٤)،

تقلیل کے لئے جیسے: قَدۡ یَصۡدُقُ الۡکَذُوۡبُ. کبھی تکثیر کے لئے جیسے: قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِی السَّمَاءِ اور کبھی تحقیق کے لئے آتا ہے جیسے: قَدۡ یَعۡلَمُ اللّٰهُ الۡمُعَوِّقِیۡنَ مِنۡكُمۡ.

❼ (ہفتم حروفِ استفہام......الخ) حروفِ استفہام: یہ تین ہیں: ما، أ، ھل.

مااستفہامیہ تو اسم ہے، باقی دو حرف ہیں تغلیباً سب کو حرف شمار کیا، ''ما'' استفہامیہ جیسے: مَا اسۡمُكَ؟ مَالَوۡنُهَا؟ مَاوَلّٰهُمۡ؟ وَمَاتِلۡكَ بِیَمِیۡنِكَ یٰمُوۡسٰی؟ وَمَاالرَّحۡمٰنُ؟

جب اس پر حرفِ جر داخل ہو تو اس کا الف حذف ہو جاتا ہے جیسے: عَمَّ یَتَسَآءَلُوۡنَ. فِیۡمَ اَنۡتَ مِنۡ ذِکۡرٰهَا. لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَالَاتَفۡعَلُوۡنَ. بِمَ یَرۡجِعُ الۡمُرۡسَلُوۡنَ.

❽ (ہشتم حروفِ ردع......الخ) حروفِ ردع: ردع بمعنی زجر وتوبیخ یا کسی بات سے باز رکھنا، جیسے: کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ثُمَّ کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ. ثعلب اسے کافِ تشبیہ اور ''لا'' نافیہ سے مرکب مانتے ہیں اور باقی حضرات اسے بسیط کہتے ہیں، اگر اس سے پہلے قابلِ زجر بات نہ ہو تو ''حقًّا'' کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: کَلَّا اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَیَطۡغٰی. اگر اس سے پہلے کوئی ایسی بات ہو جو قابلِ زجر ہو تو پھر یہ زجر کے لئے ہوگا جیسے: کَلَّا اِنَّهُمۡ عَنۡ رَّبِّهِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ.

---

(۱) کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ: کلّا بمعنی حقًّا مبنی بر سکون، سَوۡفَ حرفِ استقبال مبنی بر فتح، تَعۡلَمُوۡنَ فعل مضارع معروف صحیح باضمیرِ بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ مذکر حاضر، ''واؤ'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) صَہٍ: اسمِ فعل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر کسر، ضمیر مستتر معبر بہ ''اَنۡتَ'' جس میں ''اَنۡ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تَ'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، اسمِ فعل مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

(۳) اُسۡکُتۡ سُکُوۡتًا مَا فِیۡ وَقۡتٍ مَا: اُسۡکُتۡ فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ ''اَنۡتَ'' جس میں ''اَنۡ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تَ'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، سُکُوۡتًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً موصوف، ''مَا'' صفت مبنی بر سکون منصوب محلاً، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعولِ مطلق نوعی، ''فِیۡ'' حرفِ جار مبنی بر سکون، وَقۡتٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً موصوف، ''مَا'' صفت مجرور محلاً مبنی بر سکون، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرفِ لغو، فعل اپنے فاعل، مفعولِ مطلق نوعی اور ظرفِ لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(٤) اُسۡکُتِ السُّکُوۡتَ الۡاٰنَ: اُسۡکُتۡ فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون، کسرہ موجودہ حرکتِ تخلص من السکونین باقی حسب سابق، الۡاٰنَ ظرفِ زمان مبنی بر فتح مفعول فیہ منصوب محلاً، فعل اپنے فاعل، مفعولِ مطلق نوعی، مفعول فیہ اور ظرفِ لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

Scanned with CamScanner

وعوض چوں: یَوْمَئِذٍ، ومقابلہ چوں: مُسْلِمَاتٌ، وترنم کہ در آخرِ ابیات باشد شعر۔

اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلُ وَالْعِتَابَنْ   وَقُوْلِی اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ (۱)

وتنوینِ ترنم در اسم وفعل وحرف رود، اما چہار اوّل خاص است باسم۔

دہم نون تاکید در آخرِ فعلِ مضارع: ثقیلہ وخفیفہ چوں: اِضْرِبَنَّ، اِضْرِبَنْ (۲)۔ یازدہم حروفِ زیادت،

---

❾ اس کی تفصیل ص ۲۸ پر گزر چکی۔

❿ (دہم نون تاکید......الخ) نون تاکید: غیر عاملہ ہے اور مضارع کے آخر میں بصورت نون ثقیلہ وخفیفہ ہوتا ہے۔

---

(۱) اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلُ وَالْعِتَابَنْ   وَقُوْلِی اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

اَقِلِّی فعل امر حاضر معروف مبنی بر حذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، ''یا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، اللَّوْمَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً معطوف علیہ، واو حرفِ عطف مبنی بر فتح، الْعِتَابَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً معطوف، تنوین برائے ترنم، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جوابِ ندا مقدم۔ یا عَاذِلُ ''یا'' حرفِ ندا قائم مقام اَدْعُو، اَدْعُو فعل مضارع معروف معتلِ واوی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، عَاذِلُ منادیٰ مفرد مرخم مبنی بر ضمِّ مقدر مفعول بہ منصوب محلاً، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جملہ ندا ہوا۔ واو حرفِ عطف مبنی بر فتح، قُوْلِی فعل امر حاضر معروف مبنی بر حذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، ''یا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، لَقَدْ میں لام برائے تاکید مبنی بر فتح، قَدْ حرفِ تحقیق مبنی بر سکون، اَصَابَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ''هُوَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے جریر جو اس شعر کا قائل ہے، تنوین برائے ترنم، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ منصوب محلاً، قُوْلِی فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔ اِنْ حرفِ شرط مبنی بر سکون، اَصَبْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلاً صیغہ واحد متکلم، ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط جس کی جزا بقرینہ سابقہ محذوف، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۲) اِضْرِبَنَّ: ضرور ضرور مار۔ امر حاضر معروف مبنی بر سکون فتحہ موجودہ حرکتِ تخلص من السکونین، نون ثقیلہ مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

اِضْرِبَنْ: ضرور مار۔ اِضْرِبَنْ امر حاضر معروف مبنی بر سکون فتحہ موجودہ حرکتِ تخلص من السکونین، نون خفیفہ مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

Scanned with CamScanner

وآں ہشت حرف است: إنْ وأنْ وما ولا ومِنْ وکاف وبا ولام. چہارِ آخر در حروفِ جر یاد کردہ باشد.

دوازدہم حروفِ شرط، وآں دو است: أمّا ولو. أمّا برائے تفصیل، و"فا" در جوابش لازم باشد کقولہ

⓫ (یازدہم حروفِ زیادت......الخ)- حروفِ زیادت: یہ آٹھ ہیں: إنْ ، أنْ ، ما، لا ، مِنْ ، کاف ، با ، لام.

إن: عام طور پر "ما" مصدریہ کے بعد زائد ہوتا ہے جیسے: اِنْتَظِرْ مَاإِنْ جَلَسَ الأمِيْرُ . اسی طرح "لمّا" کے بعد جیسے: لَمَّا إنْ قَامَ زيدٌ قُمْتُ. "ما" نافیہ کے بعد بھی جیسے: مَاإِنْ رَأيتُ زَيداً.

أن: یہ بھی "لَمّا" کے بعد زائد ہوتا ہے جیسے: فَلَمَّا أنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ اَلْقَاهُ عَلَى وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيراً. وَلَمَّا أنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى. اسی طرح قسم اور "لو" کے درمیان جیسے: وَاللهِ أنْ لَوْ قَامَ زَيْدٌ. کاف جارہ کے بعد جیسے: كَأنْ .

ما: إذا اور متی کے بعد زائد ہوتا ہے جیسے: إذا مـا تَخرُج أخْرُج ، مَتىٰ ما تَخرُج أخْرُج . "إن" کے بعد بھی زائد ہوتا ہے جیسے: فَـإمَّـا يَأتِيَنَّكُم مِنِّي هُدىً. فَإمَّا تَرَيِنَّ مِنَ البَشَرِ أحَداً. حروفِ جارہ کے بعد بھی جیسے: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللهِ لِنْتَ لَهُم. مِمَّا خَطِيْئٰتِهِم أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَاراً. عَمَّا قَلِيْلٍ. اسی طرح مضاف ومضاف الیہ کے درمیان بھی زائد ہوتا ہے جیسے:: أيَّمَا الأجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَاعُدْوَانَ عَلَيَّ. إنَّ، أنَّ، كأنَّ، رُبَّ کے بعد زائدہ کافہ ہوتا ہے۔

لا: عام طور پر "واو" عاطفہ کے بعد زائد ہوتا ہے جیسے: ما جاء نی زيدٌ ولا عمرٌو . غيرِ المغضوبِ عليهم ولا الضَّالِّيْنَ. يومٌ لا بَيْعٌ فيه ولا خُلَّةٌ ولا شَفَاعَةٌ. "أن" مصدریہ کے بعد جیسے: مَامَنَعَكَ أنْ تَسْجُدَ أي: أنْ لَاتَسْجُدَ. مَامَنَعَكَ إذْ رَأيْتَهُمْ ضَلُّوا أَلَّا تَتَّبِعَنِ. لِئَلَّا يَعْلَمَ أهْلُ الكِتَابِ. قسم سے پہلے بھی جیسے: لَاأُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ. قُلْ تَعَالَوا أتْلُ مَاحَرَّمَ رَبُّكُم عَلَيْكُم أَلَّا تُشْرِكُوا میں "لا" نافیہ، ناهیہ، زائدہ تینوں احتمال ہیں۔ وَحَرَامٌ عَلَى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا أنَّهُم لَايَرْجِعُون میں دو احتمال ہیں: "لا" زائدہ یا نافیہ۔

باقی چار: من، کاف، با، لام حروفِ جارہ ہیں، لفظی عمل کرتے ہیں معنوی طور پر زائد ہوتے ہیں، "من" جیسے: هَلْ تَرىٰ مِنْ فُطُورٍ . کاف جیسے: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ. "با" جیسے: اَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدَه. "لام" جارہ جیسے: رَدِفَ لَكُم. إنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أهْلَ البَيْتِ وَيُطَهِّرَكُم تَطْهِيراً.

فائدہ: حروفِ زائدہ کی پہچان یہ ہے کہ اگر انہیں حذف کیا جائے تو معنی میں کوئی خلل نہ آئے۔

⓬ (دوازدہم حروفِ شرط......الخ) حروفِ شرط: یہ دو ہیں: أمّا، لو.

لفظی عمل نہیں کرتے اور نہ ہی ان کی جزا مجزوم ہوتی ہے: فَأمَّا الَّذِيْنَ آمَنُوا فَيَعْلَمُوْنَ أنَّهُ الحَقُّ مِنْ رَّبِّهِم وَأمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوا فَيَقُوْلُوْنَ، البتہ کبھی کبھار مجزوم ہوتی ہے جیسا کہ کتابوں کے مقدمے میں ہوتا ہے أمّا يَكُنْ مِنْ شَيءٍ.

Scanned with CamScanner

تعالیٰ: فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ . وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ(١). و"لوْ" برائے انتفائے ثانی بسبب انتفائے اوّل چوں: لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا

"اَمّا" تفسیر کے لئے بھی آتا ہے، اس کے جواب میں "فا" کا لانا ضروری ہوتا ہے جیسے: فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ...... وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ. بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ جزا پر "فا" نہ ہو، اگر ایسی صورت ہو تو وہاں "فا" مقدر مانتے ہیں جیسے: أَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ أي: فَيُقَالُ لَهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ.

فائدہ: "الحُرُوفُ لاتُقَدَّرُ" کا قاعدہ اکثریہ ہے کلیہ نہیں۔

"اَمّا" کے بعد اسم کا ہونا لازمی ہے چاہے مبتدا کی صورت میں ہو، ظرف ہو بہر حال اسم ضرور ہوگا یہ لازم الاسمیۃ ہے جیسا کہ امثلہ مذکورہ میں ہے، اگر کہیں اسم نہ ہو تو وہاں اسم کو مقدر مانیں گے جیسے: فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ. چونکہ بحث اس آدمی کی ہے جو وفات پا جائے اس لئے کہیں گے فَأَمَّا الْمُتَوَفَّىٰ إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ.

---

(١) "فا" برائے تفصیل مبنی بر فتح، مِنْ حرفِ جار مبنی بر سکون، هُمْ میں "ها" ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے نفس جو ماقبل میں تحتِ نفی واقع ہونے کی وجہ سے عام ہو گیا اسی لئے ضمیر کا ارجاع درست ہے، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا ثابتانِ مقدر کا، ثابتانِ مثنیٰ مرفوع بالف اسمِ فاعل صیغہ تثنیہ مذکر، ضمیر مستتر معرب۔ "هُمَا" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، اسمِ فاعل اپنے فاعل اور ظرفِ مستقر سے مل کر خبرِ مقدم، شَقِيٌّ مفرد منصرف جاری مجریٰ صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ، واو حرفِ عطف مبنی بر فتح، سَعِيدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبرِ مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ مفصلہ ہوا۔ "فا" حرفِ تفصیل مبنی بر فتح، أَمَّا حرفِ شرط مبنی بر سکون برائے تفصیل جس کی شرط محذوف وجوباً، الَّذِينَ اسمِ موصول مبنی بر فتح، شَقُوا فعل ماضی معروف مبنی بر ضم صیغہ جمع مذکر غائب، "واوٗ" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے اسمِ موصول، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، اسمِ موصول اپنے صلے سے مل کر مبتدا مرفوع محلاً، "فا" جوابیہ مبنی بر فتح، "فِي" حرفِ جار مبنی بر سکون، النَّارِ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرفِ مستقر ہوا ثابتُونَ مقدر کا، ثابتُونَ جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم اسمِ فاعل صیغہ جمع مذکر، ضمیر مستتر معرب ـــ "هُمْ" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، اسمِ فاعل اپنے فاعل اور ظرفِ مستقر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزا، شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ مفصّلہ۔ واوٗ حرفِ عطف مبنی بر فتح، أَمَّا حرفِ شرط مبنی بر سکون جس کی شرط محذوف وجوباً، الَّذِينَ اسمِ موصول مبنی بر فتح، سُعِدُوا فعل ماضی مجہول مبنی بر ضم صیغہ جمع مذکر غائب، "واوٗ" ضمیر مرفوع متصل بارز نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے اسمِ موصول، فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، اسمِ موصول اپنے صلے سے مل کر مبتدا مرفوع محلاً، "فا" جوابیہ مبنی بر فتح، "فِي" حرفِ جار مبنی بر سکون، الجَنَّةِ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر=

اللہ لَفَسَدَتَا(۱). سیزدھم لولا واو موضوع است برائے انتفائے ثانی بسبب وجودِ اوّل چوں:

''اَمّا'' مھما کا نائب ہے۔

لو: یہ انتفاء جملہ ثانیہ کے لئے آتا ہے بسبب انتفاء جملہ اولیٰ کے جیسے: لَوْ كَانَ فِيْهِمَا إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتْ. جملہ ثانیہ میں فساد کی نفی ہے کہ فساد نہیں کیونکہ جملہ اولی کی نفی ثابت ہے کہ الٰہ ثانی نہیں، لو کے مدخول کا درجہ جملہ ثانیہ کے لئے شرط کی طرح ہوتا ہے اور جملہ ثانیہ کی حیثیت جزا کی ہوتی ہے۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ إِلَّا اللهُ میں ''اِلا'' غیر کے معنی میں ہے اور لفظ ''اللہ'' مضاف الیہ، صفت برائے الھۃ موصوف، سوال یہ ہے کہ موصوف وصفت میں مطابقت نہیں ہے، ''الھۃ'' موصوف نکرہ اور ''غیر اللہ'' صفت معرفہ ہے۔ جواب یہ ہے کہ اگرچہ غیر مضاف الی المعرفہ ہے لیکن پھر بھی اس سے تعریف کا فائدہ حاصل نہیں ہوگا کیونکہ ''غیر'' ان اسماء میں سے ہے جو متوغل فی الابھام ہیں کبھی تعریف کا فائدہ نہیں دیتے، تقدیری عبارت یوں ہوگی: مُغَايِرَةٌ إِلَّا الله.

''لو'' کا مشہور معنی نحاۃ یہی بیان کرتے ہیں لیکن اس پر اشکال ہوتا ہے کہ "وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَانَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللهِ. وَلَوْأَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتَىٰ وَحَشَرْنَا عَلَيْهِم كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَاكَانُوا لِيُؤمِنُوا'' میں انتفائے شرط و جزا نہیں۔ اسی لئے محققین کہتے ہیں کہ ''لو'' صرف انتفائے شرط کا فائدہ دیتا ہے، انتفائے جزا یا ثبوتِ جزا پر دلالت نہیں کرتا۔ اگر جزا عموم میں شرط

=ظرفِ مستقر ہوا ثَابِتُوْنَ مقدر کا، ثَابِتُوْنَ جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم اسم فاعل صیغہ جمع مذکر، ضمیر مستتر معرب — "ھُمْ" جس میں ''ھا'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، اسمِ فاعل اپنے فاعل اور ظرفِ مستقر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ معطوفہ ہوا۔

(۱) لَوْ حرفِ شرط مبنی بر سکون، كَانَ فعلِ ناقص مبنی بر فتح، فِیْ حرفِ جار مبنی بر سکون، ھِمَا میں ''ھا'' ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی بر کسر راجع بسوئے ارض وسماء، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، جار مجرور مل کر ظرفِ مستقر ہوا مُسْتَقِرَّةٌ مقدر کا، مُسْتَقِرَّةٌ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا اسمِ فاعل صیغہ واحد مؤنث، ضمیر مستتر معرب — "ھِیَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسمِ مؤخر، اسمِ فاعل اپنے فاعل اور ظرفِ مستقر سے مل کر خبر مقدم، اٰلِهَةٌ جمع مکسر منصرف مرفوع لفظا موصوف، اِلَّا بمعنی غیر مضاف مرفوع محلا، لفظِ اللہ مضاف الیہ مجرور تقدیراً ضمۂ موجودہ لَا کے اعرابِ محلّی کو بیان کرنے کے لئے ہے، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر اسمِ مؤخر، فعلِ ناقص اپنے اسمِ مؤخر اور خبرِ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لام جوابیہ مبنی بر فتح، لَفَسَدَتَا فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ تثنیہ مؤنث غائب، الف ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے ارض وسماء، ''تا'' علامتِ تانیث مبنی بر سکون فتحہ موجودہ حرکتِ مناسبت، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

Scanned with CamScanner

لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ(۱)۔ چہاردھم لام مفتوحہ برائے تاکید چوں: لَزَیْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو(۲)۔ پانزدھم "ما" بمعنی مادام چوں: أَقُوْمُ مَاجَلَسَ الأَمِیْرُ(۳)۔ شانزدھم حروف عطف وآں دہ است:

کے مساوی ہوتو انتفائے شرط وجزا ہوگا جیسے: لَوْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُودٌ. اگر جزا عام اور شرط خاص ہوتو انتفائے شرط انتفائے جزا پر دال نہیں ہوگی جیسے: لَوْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً كَانَ الضَّوْءُ مَوْجُوداً. کیونکہ وجودِ ضوء وجودِ شمس میں منحصر نہیں۔

۱۳ (سیزدھم لولا واو......الخ) یہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے اور جملہ ثانیہ کی نفی کرتا ہے بسبب جملہ اولیٰ کے وجود کے جیسے: لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ عمر ہلاک نہیں ہوا کیونکہ جملہ اولیٰ موجود ہے کہ علی موجود تھے، مراد ہلاکت اخروی ہے کہ ایک مقدمے کے فیصلے میں اجتہادی خطا واقع ہوئی تھی، اگر اس کی خبر افعال عامہ سے ہو تو اسے حذف کرنا واجب ہے جیسا کہ مثال مذکور میں ہے: أی: لَوْلَا عَلِیٌّ مَوْجُودٌ لَهَلَكَ عُمَرُ. لَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُه أی: مَوْجُودٌ. اگر افعال عامہ سے نہ ہو تو پھر خبر مذکور ہوتی ہے جیسے

لَوْلَا الشِّعْرُ بِالْعُلَمَاءِ يُزْرِي　　لَكُنْتُ الْيَوْمَ أَشْعَرَ مِنْ لَبِيْدِ

۱۴ (چہاردھم لام مفتوحہ......الخ) اسے لام ابتدائیہ بھی کہتے ہیں جیسے: لَزَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو، وَاللهُ يَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُه، إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ میں بھی لام برائے تاکید ہے، "لقد" میں لام مفتوحہ توطئہ للقسم ہوتا ہے۔

۱۵ (پانزدھم "ما"......الخ) "ما" جو مادام کے معنی میں ہو جیسے: أَقُوْمُ مَا جَلَسَ الأَمِيْرُ، یہ مصدریہ ظرفیہ ہے أی: أَقُوْمُ مُدَّةَ جُلُوْسِ الأَمِيْرِ.

---

(۱) لَوْلَا امتناعیہ مبنی بر سکون، عَلِیٌّ مفرد منصرف جاری مجری صحیح مرفوع لفظاً مبتدا جس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف وجوباً، مَوْجُوْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب ــــ "هُوَ" مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ لام حرف تاکید مبنی بر فتح، هَلَكَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، عُمَرُ غیر منصرف مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جواب لَوْلَا۔

(۲) بے شک زید زیادہ فضیلت والا ہے عمرو سے۔ لام حرف تاکید مبنی بر فتح، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، أَفْضَلُ غیر منصرف مرفوع لفظاً اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، مِنْ حرف جار مبنی بر سکون، عَمْرٍو مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، اسم تفضیل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳) أَقُوْمُ مَاجَلَسَ الأَمِيْرُ. میں کھڑا رہوں گا امیر کے بیٹھنے تک۔ أَقُوْمُ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد متکلم، =

واو وفا وثُمَّ وحَتّٰی وإمّا واَوْ واَم ولا وبَل ولٰکِن.

⓰ (شانزدھم حروف عطف......الخ) یہ کل دس ہیں: واو، فا، ثم، حتی، إما، أو، أم، لا، بل، لکن.

حضرت ہالیجوی نے "اِلّا" کا اضافہ بھی کیا اور دو جگہوں سے استدلال کیا إِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوا مِنْهُم. إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ

فائدہ: کبھی "أم" عاطفہ کو "ما" موصولہ میں مدغم کرتے ہیں تو اس سے "أمّا" بن جاتا ہے، اس میں احتیاط کرنی چاہیے جیسے: آللّٰهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُوْنَ أی: أَمِ الَّذِی يُشْرِكُوْنَه.

لے ضمیر مستتر معبر بہ "أنا" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، "ما" موصول حرفی مبنی بر سکون، جَلَسَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، الأمیرُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلے سے مل کر تأویل مفرد ہو کر مضاف الیہ مجرور محلا، وقتَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مضاف مقدر، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

چوں بحث مستثنیٰ در کتاب نحو میر نبود، برائے افادہ طلّاب افزودہ شد. بدانکہ مستثنیٰ لفظیست کہ مذکور باشد بعد اِلّاَ واخواتِ آں یعنی: غَیْرَ وسِوٰی وسِواء وحَاشَا وخَلَا وعَدَا وماخَلَا ومَاعَدَا ولَیْسَ ولَا یَکُوْنُ تا ظاہر گردد کہ منسوب منسوب نیست بسوئے مستثنیٰ آنچہ نسبت کردہ شدہ است بسوئے ماقبل وے.

وآں بر دو قسم است: متّصل ومنقطع. متصل آنست کہ خارج کردہ شود از متعدد بلفظِ اِلّاَ واخواتِ وے مثل: جَاءَ نِی القَوْمُ إِلَّا زَیْدًا(۱). پس زید کہ در قوم داخل بود از حکمِ مجی خارج کردہ شد. ومنقطع آں باشد کہ مذکور شود بعد اِلّاَ واخواتِ وے وخارج کردہ نشود از متعدد بسبب آنکہ مستثنیٰ داخل نہ باشد در مستثنیٰ منہ چوں: جَاءَ نِی القَوْمُ إِلَّا حِمَارًا(۲) کہ حمار در قوم داخل نبود. بدانکہ اعرابِ مستثنیٰ بر چہار

(چوں بحث مستثنیٰ در کتاب نحو میر......الخ) مستثنیٰ کی بحث نحو میر میں شامل نہیں تھی، بعض کہتے ہیں کہ مولانا اعزاز علی نے اسے لکھا ہے تو اس طرح نحو میر، خلاصہ، تتمہ، مائۃ عامل منظوم، شرح مائۃ عامل کو عبدالقاہر جرجانی نے لکھا ہے لیکن مائۃ عامل کا خطبہ کسی شاگرد کا ہے، شرح مائۃ عبدالرسول کو ملا عبدالرسول نے اور شرح مائۃ عامل منظوم کو عبدالرحمن جامی نے لکھا۔

هُوَ الْمَذْكُورُ بَعْدَ إِلَّا وَ أَخَوَاتِهَا أَوْ تَقُولُ هُوَ الْمُخْرَجُ بِإِلَّا وَأَخَوَاتِهَا. "المخرج" کا مطلب یہ ہے کہ "اِلّا" اور اس کے ماقبل کی طرف جس چیز کی نسبت ہو وہ ان کے مابعد کی طرف نہ ہو جیسے: جَاءَ نِی القَوْمُ إِلَّا زَیْدًا، جَاءَ نِی القَوْمُ إِلَّا حِمَارًا. اخوات "الا" میں غیر، سوی، سوا، حاشا، خلا، عدا، ماخلا، ماعدا، لیس، لا یکون داخل ہیں۔

مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں: ۱- مستثنیٰ متصل ۲- مستثنیٰ منقطع.

مستثنیٰ متصل: جسے اِلّا یا اس کے اخوات کے ذریعے متعدد سے نکالا جائے یعنی پہلے یہ بھی ان میں شامل تھا بعد میں نکالا گیا، جَاءَ نِی القَوْمُ إِلَّا زَیْدًا. میں زید پہلے قوم میں شامل تھا لیکن اب اسے متعدد سے نکالا گیا، یہ مستثنیٰ

---

(۱) جَاءَ نِی القَوْمُ إِلَّا زَیْدًا میرے پاس قوم آئی سوائے زید کے۔ جَاءَ نِی ہتر کیب معلوم، القوم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ، اِلّا حرفِ استثنا مبنی بر سکون، زَیْدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مستثنیٰ متصل، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جَاءَ نِی القَوْمُ إِلَّا حِمَارًا. میرے پاس قوم آئی بجز حمار۔ جَاءَ نِی ہتر کیب معلوم، القوم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ، اِلّا حرف استثنا مبنی بر سکون، حمارًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مستثنیٰ منقطع، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

قسم است: اوّل آنکہ مستثنیٰ بعد إلّا در کلام موجب واقع شود، پس مستثنیٰ ہمیشہ منصوب باشد نحو: جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا. وکلامِ موجب آنکہ درآں نفی ونہی واستفہام نباشد، وہمچنیں در کلامِ غیر موجب اگر مستثنیٰ را بر مستثنیٰ منہ مقدم گردانند منصوب خوانند نحو: مَا جَاءَنِي إِلَّا زَيْدًا أَحَدٌ(۱). ومستثنیٰ منقطع

متصل حقیقی ہے کہ اسے تعدد حقیقی سے نکالا گیا، اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ إِلَّا نِصْفَهُ. میں مستثنیٰ متصل حکمی ہے کہ گویا اس کا ہر ایک جزء فرد کی حیثیت رکھتا ہے۔

مستثنیٰ منقطع: جو "إلا" یا اس کے نظائر کے بعد موجود ہو لیکن اسے متعدد سے نہ نکالا جائے اس لئے کہ وہ متعدد میں داخل ہی نہیں ہوتا جیسے: جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا. حمار جب قوم میں داخل ہی نہیں تو اسے کیسے نکالیں گے؟

مستثنیٰ متصل ومنقطع میں نیت متکلم کا بھی بڑا دخل ہے مثلاً: جب کہا جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا. اور متکلم جس قوم کی بات کر رہا ہے اس میں زید موجود ہے تو یہ مستثنیٰ متصل ہے کہ زید کو متعدد سے نکالا، اگر متکلم جس قوم کی گفتگو کر رہا ہے اس میں زید ہے ہی نہیں تو یہی مثال مستثنیٰ منقطع کی ہے کہ زید کو متعدد سے نہیں نکالا گیا کہ وہ متعدد میں داخل ہی نہیں تھا، اس سے معلوم ہوا کہ مستثنیٰ منقطع میں اختلاف فی الجنس ضروری نہیں، یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ إِلَّا إِبْلِيسَ میں "اِبلیس" کو مستثنیٰ منقطع کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک ابلیس جماعت ملائکہ میں داخل ہی نہیں، یہ ان سے خارج ہے لہذا منقطع ہے، اور بعض اسے مستثنیٰ متصل قرار دیتے ہیں کہ ان کے نزدیک اولاً ابلیس جماعت ملائکہ میں داخل تھا بعد میں "إلا" کے ذریعے اسے متعدد سے نکالا گیا۔

مستثنیٰ منقطع میں "إلا" بمعنی "لٰكِنَّ" ہوتا ہے اور اس کا مابعد مبتداء ہے اور "إلا" کا مابعد جملہ ایجاب وسلب میں جملہ اولیٰ کا مخالف ہوتا ہے۔

مستثنیٰ کا اعراب چار قسم پر ہے، قسم اول میں مستثنیٰ منصوب ہوگا اور اس کی پانچ صورتیں ہیں۔

❶ مستثنیٰ إلا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو جیسے: جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا. کلام موجب اسے کہتے ہیں جس میں نفی، نہی، استفہام نہ ہو۔

❷ مستثنیٰ إلا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو جیسے: مَا جَاءَنِي إِلَّا زَيْدًا أَحَدٌ.

(۱) مَا جَاءَنِي إِلَّا زَيْدًا أَحَدٌ. میرے پاس کوئی نہیں آیا بجز زید۔ مَا حرف نفی مبنی بر سکون، جَاءَنِي بترکیب معلوم، إلّا حرف استثناء مبنی بر سکون، زَيْدًا بترکیب معلوم مستثنیٰ متصل مقدم، أَحَدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ مؤخر، مستثنیٰ منہ مؤخر اپنے مستثنیٰ مقدم سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

ہمیشہ منصوب باشد، واگر مستثنیٰ بعد خَلا وعَدا واقع شود بر مذہب اکثر علماء منصوب باشد، وبعد مَا خَلا ومَا عَدَا ولَیْسَ ولا یَکُوْنُ ہمیشہ منصوب باشد نحو: جَاءَ نِی الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا وَ عَدَا زَیْدًا(۱) . دوم آنکہ

❸ مستثنیٰ منقطع ہو جیسے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا.

❹ خلا، عدا کے بعد اکثر حضرات کے نزدیک جیسے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا، جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ عَدَا زَیْدًا.

❺ ماخلا، ماعدا، لیس، لا یکون کے بعد جیسے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ مَاخَلَا زَیْدًا، جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ مَاعَدَا زَیْدًا، جَاءَنِیْ الْقَوْمُ لَیْسَ زَیْدًا، جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ لَایَکُوْنُ زَیْدًا.

جاء نی القوم خلا زیدا، عدا زیدا: "جَاءَ نِیْ" فعل ومفعول بہ، "القَوْمُ" ذوالحال، "خَلَا" فعل ماضی معروف، ضمیر مستتر معبر ــــ "ھُوَ" فاعل، "زَیْدًا" مفعول بہ، فعل فاعل مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ماضی حال بنے تو اس پر "قد" کا دخول ضروری ہے یہاں نہیں، جواب یہ ہے کہ کوفیین کے نزدیک دخول "قد" ضروری نہیں، اس پر سوال ہوتا ہے کہ جب اسے حال بنایا تو اس پر مستثنیٰ کی تعریف صادق نہیں آتی، جواب یہ ہے کہ عبارت اس طرح ہے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ خَلَا الْجَائِیْ زَیْدًا.

ماخلا، ماعدا: ان کے ساتھ جو "ما" ہے وہ ظرفیہ ہے، لہذا "ما" مصدریہ ظرفیہ، خَلَا زَیْدًا فعل فاعل مفعول بہ جملہ بتاویل مصدر مفعول فیہ برائے فعل أی: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ وَقْتَ خُلُوِّھِم عَنْ زَیْدٍ.

جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ لَیْسَ زَیْدًا: لیس اپنے اسم وخبر سے مل کر حال برائے القوم، أی: لَیْسَ الْجَائِیْ زَیْدٌ.

جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ لَایَکُوْنُ زَیْدًا: لَایَکُوْنُ زَیْدًا فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر حال برائے القوم، أی: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ لَا یَکُوْنُ الْجَائِیْ زَیْدًا.

دوسری صورت: مستثنیٰ "إِلَّا" کے بعد کلامِ غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو، اس میں دو وجہیں جائز ہیں:

---

(۱) جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا: میرے پاس قوم آئی بجز زید۔ جاءنی بترکیب معلوم، القوم بترکیب معلوم ذوالحال، خلا فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر ــــ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، زیدا بترکیب معلوم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال منصوب محلا، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

وَعَدَا زَیْدًا أی: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ عَدَا زَیْدًا: میرے پاس قوم آئی بغیر زید کے۔ اس کی ترکیب حسب سابق ہے۔

مستثنیٰ بعد إلاّ درکلامِ غیر موجب واقع شود و مستثنیٰ منہ ہم مذکور باشد، پس درآں دو وجہ رواست: یکے آں کہ منصوب باشد بر سبیلِ استثناء، و دیگر آنکہ بدل باشد از ماقبل خویش چوں: مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْداً وَ اِلَّا زَیْدٌ(۱) سوم آنکہ مستثنیٰ مفرّغ باشد یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نباشد و درکلامِ غیر موجب واقع شود

- مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے منصوب پڑھنا جیسے: مَاجَاءَ نِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْداً۔
- ماقبل سے بدل بنا کر مرفوع پڑھنا جیسے: مَاجَاءَ نِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدٌ۔

کلامِ غیر موجب ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو، اسے مستثنیٰ مفرّغ کہتے ہیں، اس صورت میں مستثنیٰ کا اعراب عامل کے مطابق ہوگا جیسے: مَاجَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْدٌ، مَارَاَیْتُ اِلَّا زَیْداً، مَامَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ۔

مستثنیٰ لفظ غیر، سوٰی، سواء، اور حاشا کے بعد ہو، ان صورتوں میں اکثر حضرات کے نزدیک مستثنیٰ مجرور ہوگا جیسے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ، سِوَی زَیْدٍ، سواءِ زیدٍ، حَاشَا زَیْدٍ. بعض کے نزدیک ''حاشا'' کے بعد منصوب ہوگا جیسے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ حَاشَا زَیْداً۔

لفظ ''غیر'' کا اعراب ان تمام صورتوں میں ''اِلَّا'' کے مستثنیٰ کی طرح ہے مثلاً پہلی صورت میں ''اِلَّا'' کا مستثنیٰ منصوب تھا تو ان تمام صورتوں میں لفظ غیر بھی منصوب ہوگا جیسے:

مستثنیٰ باِلَّا	اعراب غیر
جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْداً	جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ
مَاجَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْداً اَحَدٌ	مَاجَاءَ نِیْ غَیْرَ زَیْدٍ اَحَدٌ
جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَاراً	جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ غَیْرَ حِمَارٍ

دوسری صورت میں ''اِلَّا'' کے مستثنیٰ کی دو صورتیں تھیں، تو ان مثالوں میں لفظِ غیر کی دو صورتیں ہوں گی

مَاجَاءَ نِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْداً	مَاجَاءَ نِیْ اَحَدٌ غَیْرَ زَیْدٍ
مَاجَاءَ نِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدٌ	مَاجَاءَ نِیْ اَحَدٌ غَیْرُ زَیْدٍ

(۱) مَاجَاءَ نِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْداً۔ ''مَا'' حرفِ نفی مبنی بر سکون جَاءَ نِیْ بترکیب معلوم، اَحَدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ، اِلَّا حرفِ استثناء مبنی بر سکون، زَیْداً بترکیب معلوم مستثنیٰ متصل، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

اِلَّا زَیْدٌ ای: مَاجَاءَ نِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدٌ: مَاجَاءَ نِیْ بترکیب معلوم، اَحَدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبدل منہ اِلَّا حرفِ استثناء مبنی بر سکون، زَیْدٌ بترکیب سابق بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

،پس اعرابِ مستثنٰی بالا دریں صورت بحسب عوامل مختلف شود نحو: مَا جَاءَنِی اِلَّا زَیْدٌ(۱) وَ مَارَأَیْتُ اِلَّا زَیْدًا(۲) وَمَامَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ (۳). چہارم آنکہ بعد لفظ غیر و سِوٰی و سَوَاء واقع شود، پس مستثنٰی

تیسری صورت میں ''اِلَّا'' کے مستثنٰی کا اعراب عامل کے مطابق تھا، تو ان صورتوں میں لفظِ غیر کا اعراب بھی عامل کے مطابق ہوگا جیسے:

مَـاجَـاءَنِـیْ اِلَّا زَیْـدٌ	مَـاجَـاءَنِـیْ غَیْـرُ زَیْـدٍ
مَـارَأَیْـتُ اِلَّازَیْـدًا	مَـارَأَیْـتُ غَیْـرَزَیْـدٍ
مَـامَـرَرْتُ اِلَّا بِـزَیْـدٍ	مَـامَـرَرْتُ بِـغَیْـرِزَیْـدٍ

لفظِ غیر حقیقت میں صفت کے لئے موضوع ہے، لیکن کبھی استثناء کے لئے آتا ہے، جس طرح لفظ ''اِلَّا'' استثناء کے لئے موضوع ہے، لیکن کبھی صفت کے لئے آتا ہے جیسے: لَوْکَانَ فِیْہِمَا اٰلِہَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا. یہاں ''اِلَّا'' غیر کے معنی ہے، کیونکہ اگر اسے غیر کے معنی میں نہ لیں تو معنی میں فساد آئے گا۔

''اِلَّا'' اس وقت غیر کے معنی میں ہوگا جب اس میں چار شرطیں پائی جائیں:

۱-اِلَّا نکرہ کے بعد ہو۔۲-جمع کے بعد ہو۔۳-جمع منکّر ہو۔۴-جمع غیر محصور ہو۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں بھی اِلَّا غیر کے معنی میں ہے۔

غیر کا استعمال چار طریقوں پر ہوتا ہے:

❶ صرف نفی کے لئے جیسے: بِغَیْرِ ھُدًی مِنَ اللّٰہِ. وَھُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ.

❷ اِلَّا کی طرح حرف استثناء جیسے: مَاعَلِمْتُ لَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ. مَالَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ. ھَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰہِ.

---

(۱)مَاجَاءَنِیْ اِلَّا زَیْدٌ: میرے پاس نہیں آیا مگر زید۔ مَاجَاءَنِیْ بترکیب معلوم، اِلَّا حرفِ استثناء مبنی بر سکون، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنٰی مفرّغ ہو کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲)مَارَأَیْتُ اِلَّا زَیْدًا: میں نے نہیں دیکھا مگر زید کو۔ مَارَأَیْتُ بترکیب معلوم، اِلَّا حرفِ استثناء مبنی بر سکون، زَیْدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مستثنٰی مفرّغ ہو کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳)مَامَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ: میں نہیں گزرا مگر زید کے پاس سے۔ مَامَرَرْتُ بترکیب معلوم، اِلَّا بترکیب معلوم، ''با'' حرفِ جار مبنی بر کسر، زید بترکیب معلوم مجرور، جار مجرور مل کر مستثنٰی مفرّغ ہو کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

رامجرور خوانند، وبعد حاشا بر مذہب اکثر نیز مجرور باشد، وبعضے نصب ہم جائز داشتہ اند چوں: جَاءَ نِیَ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وسِوَیٰ زَیْدٍ وسِوَاءَ زَیْدٍ وَ حَاشَا زَیْدٍ (۱). بدانکہ اعراب لفظ غیر مثل اعراب مستثنٰی بالّا باشد در جمیع صورتہائے مذکورہ چنانکہ گوئی: جَاءَ نِیَ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ(۲) وغَیْر

❸ اصل چیز کو باقی رکھتے ہوئے صرف ظاہری شکل وصورت کی نفی کے لئے جیسے: کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنَاھُمْ جُلُوْداً غَیْرَھَا.

❹ صورت اور اصل شے سب کی نفی یعنی کسی چیز کی مکمل نفی کر کے دوسری چیز کو اس کے قائم مقام کرنے کے لئے جیسے: بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللهِ غَيْرَ الْحَقِّ . وَ يَسْتَبْدِلْ قَوْماً غَيْرَكُمْ . أَغَيْرَ اللهِ أَبْغِيْ رَبّاً . اِئْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَا .

اگر غیر نفی کے معنی میں ہو تو منصوب ہوگا بشرطیکہ اس سے پہلے کوئی اور عامل نہ ہو۔ اگر غیر برائے استثناء ہو تو لازم الاضافت ہوتا ہے، البتہ اگر مضاف الیہ ذکر کئے بغیر کلام کا معنی سمجھ آجائے اور غیر سے پہلے "لَیْسَ" یا "لَا" مذکور ہو تو مضاف الیہ کو حذف کیا جاسکتا ہے، مگر بہرحال اضافت قائم رہے گی۔ اضافت کی صورت میں "غیر" کو مرفوع بھی پڑھ سکتے ہیں اور منصوب بھی جیسے: قَبَضْتُ عَشَرَةً لَيْسَ غَيْرُهَا اور لَيْسَ غَيْرَهَا. اگر مضاف الیہ محذوف ہو تو مرفوع، مضموم، منصوب اور

---

(۱) جَاءَ نِیَ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ: میرے پاس قوم آئی بجز زید۔ جاءنی بترکیب معلوم، القوم بترکیب معلوم مستثنیٰ منہ، غیر مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف زَیْدٍ بترکیب معلوم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ متصل، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

سِوَیٰ زَیْدٍ أی: جَاءَ نِیَ الْقَوْمُ سِوَیٰ زَیْدٍ: میرے پاس قوم آئی سوائے زید کے۔ جاءنی القوم بترکیب معلوم، سِوَیٰ اسم مقصور منصوب تقدیراً مضاف، زَیْدٍ بترکیب معلوم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا، فعل اپنے فاعل مفعول فیہ اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

سِوَاءَ زَیْدٍ أی: جَاءَ نِیَ الْقَوْمُ سِوَاءَ زَیْدٍ: میرے پاس قوم آئی سوائے زید کے۔ جاءنی القوم بترکیب معلوم، سواء مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، زَیْدٍ بترکیب معلوم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا، فعل اپنے فاعل مفعول فیہ اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

حَاشَا زَیْدًا أی: جَاءَ نِیَ الْقَوْمُ حَاشَا زَیْدًا: میرے پاس قوم آئی سوائے زید کے۔ جاءنی بترکیب معلوم، القوم بترکیب معلوم ذوالحال، حاشا بمعنی جانب فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر ــــ "ھو" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال۔ زیداً بترکیب معلوم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جَاءَ نِیَ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ: جاءنی بترکیب معلوم، القوم بترکیب معلوم مستثنیٰ منہ، غیر مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، زید بترکیب معلوم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مستثنیٰ متصل، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

حِمَارٍ(۱)، وَمَا جَاءَنِی غَیْرَ زَیْدٍ الْقَوْمُ(۲) وماجاءنی أَحَدٌ غَیْرَ زَیْدٍ(۳) وغَیْرُ زَیْدٍ(٤) وماجاءنی غَیْرُ زَیْدٍ(۵)، وَمَارَأَیْتُ غَیْرَ زَیْدٍ(٦) وَمَامَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ(۷). بدانکہ لفظ غَیر موضوع است برائے صفت، وگاہ برائے استثناء آید چنانکہ إلّا برائے استثناء موضوع است وگاہ

مفتوح چاروں وجہیں جائز ہیں جیسے: قَبَضْتُ عَشَرَةً لَیْسَ غَیْرٌ، لَیْسَ غَیْرُ، لَیْسَ غَیْراً، لَیْسَ غَیْرَ.

سیرانی کے نزدیک اگر "إلّا" اور "غیر" سے پہلے لَیْسَ مذکور ہو تو مضاف الیہ کا حذف جائز ہے، اگر غیر سے پہلے لَیْسَ نہ ہو بلکہ لَیْسَ کا ہم معنی کوئی دوسرا حرف نفی ہو تو مضاف الیہ کا حذف جائز نہیں، لہذا لاغیر کہنا جائز نہیں۔

البتہ ابن مالک نے شرح تسہیل میں ایک شعر نقل کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لاغیر کہنا جائز ہے۔

جَوَاباً بِهِ تَنْجُوا أَعْتَمِدْ فَوَرَبِّنَا لَعَنْ عَمَلٍ أَسْلَفْتَ لَا غَیْرَ تُسْئَلُوا

کبھی غیر "لا" کے معنی میں آتا ہے اور حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے جیسے: فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ. غَیْرَ نَاظِرِیْنَ إِنَاهُ. غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ.

وآخر دعوانا أن الحمد لله ربّ العالمین، وأعجبنی قول العلامة الخضری رحمه الله فی المؤلّفین والحاسدین، فأردت أن أجعلهٗ ختامًا لهذا الکتاب:

"إنّ أعراض المؤلّفِینَ أغراضٌ لألسنةِ الحُسّادِ، وحقائبُ تصانیفِهِم مُعَرَّضَةٌ لأیدی النَّظّارةِ، تَنْتَهِبُ فوائدَهَا ثُمّ تَرْمِیهَا بالکسادِ، لاسیّما فی زمانٍ بُدِّلَ نعیمُهٗ بُؤسًا، وعُدَّ جیّدُهٗ منحُوسًا، قد ملأ الحسدُ من أهلِهٖ جمیعَ

(۱) جاءنی بترکیب معلوم، القوم بترکیب معلوم مستثنی منہ، غیر بترکیب معلوم مضاف، حمار بترکیب معلوم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مستثنی منقطع، مستثنی منہ اپنے مستثنی سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) ماجاءنی بترکیب معلوم، غیر زید بترکیب معلوم مستثنی متصل مقدم، القوم بترکیب معلوم مستثنی منہ موخر، مستثنی منہ موخر اپنے مستثنی مقدم سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) ماجاءنی بترکیب معلوم، أحد بترکیب معلوم مستثنی منہ، غیر زید بترکیب معلوم مستثنی، مستثنی منہ اپنے مستثنی سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۴) غَیْرُ زَیْدٍ ای: مَاجَاءَنِی أَحَدٌ غَیْرُ زَیْدٍ: ماجاءنی بترکیب معلوم، أحد بترکیب معلوم مبدل منہ، غیر زید بترکیب معلوم بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۵) ماجاءنی غَیْرُ زَیْدٍ: ماجاءنی بترکیب معلوم، غیر زید بترکیب معلوم فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(٦) مارأیتُ غَیْرَ زَیْدٍ: مارأیت بترکیب معلوم، غیر زید بترکیب معلوم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۷) مَامَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ: مامررت بترکیب معلوم، بغیر زید بترکیب معلوم ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

درصفت مستعمل شود چوں قوله تعالیٰ: لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا یعنی غَيْرَ اللهِ وہمچنیں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ(١).

الحسدِ، وقادَهُم الغرورُ بحبلٍ مِنْ مَسَد، فكأنّما عَناهم مَنْ قال ۔

إنْ يسمعوا سُبّةً طاروا بها فرحًا ۔۔۔ مِنّي وما يسمعوا مِنْ صالحٍ دَفَنُوا

صُمٌّ إذا سمعوا خيرًا ذُكرتُ به ۔۔۔ وإنْ ذُكرتُ بِسُوءٍ عِندَهُم أَذِنُوا

أو مَنْ قال ۔

إنْ يَعلموا الخيرَ أخفَوْهُ وإنْ علموا ۔۔۔ شرًّا أذاعوا وإنْ لَمْ يعلموا كَذَبُوا

فهم يجادلونك في الحقّ بعدَ ما تبيّن، وترىٰ نُفوسَهُم الموتَ مِنْ قَبُولِه أهونُ، فالعاقلُ بينهم مذمومٌ ومهجورٌ، والمُعجبُ برأيه معزوزٌ ومنصورٌ، الا أنّي أعوذُ، فأقولُ: عدمُ المُبالاةِ بذلك أحرىٰ، والتأليفُ رُبما انتفع به فأجرىٰ لصاحبه أجرًا، وأتعلّلُ بقول البدر الدّماميني: هَبْ أنَّ كلًّا بذلَ في مُطاوعةِ الهوىٰ مقدورَه، والتهبَ حسدًا؛ ليُطفِيءَ نُورَ البدرِ، ويأبى اللهُ إلّا أنْ يُتِمَّ نُورَهُ، هلْ هِيَ إلّا مِنحَةٌ أهداها الحاسدُ من حيثُ لايشعر، وفعلهُ ظنَّ أنّها تطوىٰ جميلَ الذِّكرِ فإذا هي له تنشر كما قال ۔

وإذا أراد اللّٰهُ نشرَ فضيلةٍ ۔۔۔ طُويتْ أتاحَ لها لسانَ حسودِ

ومازال هذا الخاطرُ يقوىٰ ويتردَّدُ، وينطلقُ تارةً ويتقيَّدُ حتى أذنَ اللهُ بإنجازِ التَّوفيقِ، ومَنَّ مِنْ فضلهِ بالتَّسديدِ إلى سواءِ الطَّريقِ، فنلتُ بفضلِ اللهِ ما كُنتُ ترجَّيتُ، وأتىٰ جمعةٌ فوقَ مَا كُنتُ لَهُ تصدّيتُ، فجاءتْ بعونِ اللهِ حاشيةً لا كالحواشي، أعيذُها باللهِ الحفيظِ من كُلِّ حاسدٍ وواشي، ومع ذلك لستُ أبرِّئُها مِنْ كُلِّ عيبٍ، ولاأصِفُها بضبطٍ يرفعُ القلمَ عن إصلاحِ ما عسىٰ يكونُ فيه لبسٌ أو رَيبٌ، كيف وأنَّ الخطأ والنِّسيانَ كالصِّفةِ الذّاتيةِ للإنسانِ، إلّا أنّ ما قلَّ سقطُهُ وحسُنَ نمطُهُ كان حقيقًا عند ذوي الإنصاف بالقبولِ، وإقالةِ العَثَراتِ وعدمِ الإصغاءِ لقولِ غبيٍّ جهولٍ لاهمَّ لَهُ إلّا إذاعةُ الهفواتِ، وباللهِ اعتضد، ومِنْ فيضِ أفضالِه أستَمِدُّ، وأسألُ اللهَ سبحانَهُ وتعالىٰ أنْ يجعلَها خالصةً لوجهِه الكريمِ، ووُصلةً للفوزِ لديه بجنّاتِ النَّعيمِ، وأنْ يَنفعَ بها مَنْ تلقّاها بالقَبُولِ، ويبلِّغَنا وقارِئَها مِنَ الخيرِ أجلَّ المأمولِ، إنَّهُ أكرمُ مسئولٍ على الدَّوامِ، وأحقُّ من أنْ يُرتَجىٰ منهُ حُسنُ الخِتامِ".

---

(١) لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ: لا برائے نفی جنس مبنی بر سکون، إله نکرہ مفرد مبنی بر فتح منصوب باعتبار محل قریب مرفوع باعتبار محل بعید، مبدل منہ، إلّا حرف استثنا مبنی بر سکون، لفظ الله مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر اسم، موجودٌ مقدر مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر ہے "هُوَ" مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے إله، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، لا اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

Scanned with CamScanner

مکتبۃ السعید
بالمقابل جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی
Designed by Luminar Graphics Tel: 021-2727726

Scanned with CamScanner